

قوم پرست

از سدرشن

تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور

ایک ضروری التماس

جو اصحاب اِس کتاب کا مطالعہ فرمائیں - انکی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ہمیں ازراہِ کرم اپنا نام اور ڈاک کا مکمل پتہ لکھ بھیجیں تاکہ ہمارے ہاں سے اُردو علمِ و ادب کی جو نہایت مُفید کتابیں وقتاً فوقتاً شائع ہوتی ہیں - اُن کی اِطلاع اور دیگر مطبُوعات کی فہرست ہم اُن کی خدمت میں روانہ کرتے رہا کریں - اُمید ہے کہ ہمارے معزّز بھائی اور بہنیں ہماری اِس درخواست کو شرفِ قبول بخش کر نہ صرف اپنا پتہ بلکہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے نام و پتے بھی ہمیں بھیجکر ممنون فرمائینگی -

شیخ عنایت اللہ مینیجنگ ایجنٹ تاج کمپنی لمیٹڈ
قرآن منزل - ریلوے روڈ لاہور

قوم پرست

بنگال کے نامور ناٹک نویس بابو دوجیندر لال رائے کا ایک مشہور تاریخی ناٹک

جسے

مُلک کے نامور ادیب فطرت نگار فسانہ نویس

جناب سُدرشن صاحب

نے

اہم ردّو بدل کے ساتھ ترجمہ کیا

ناشران

تاج کمپنی لمیٹڈ قرآن منزل لاہور

ریلوے روڈ

قیمت دو روپے

یہ کاغذ میسرز رام لعل کپور اینڈ سنز لاہور نے کنٹرول نرخ پر سپلائی کیا جس کے لئے
ہم اُن کا شکریہ ادا کرتے ہیں (عنایت اللہ)

دیباچہ

بنگال کے بہترین ناٹک نویس بابو ڈی۔ ایل رائے نے جو ناٹک لکھے ہیں۔ انہوں نے بنگال کا مذاق بدل دیا ہے۔ اِس سے پہلے اِس قسم کے ناٹک لکھنے کا کسی کو بھی خیال پیدا نہیں ہوا تھا۔ بابو ڈی۔ ایل رائے نے مُلک کے سامنے ایک نیا راستہ کھول دیا۔ اور ڈراما نویسی کے میدان میں بنگال کو فرانس کے پہلو بہ پہلو کھڑا کر دیا۔ یہ طریقہ اتنا مقبول ہوا۔ کہ اب جو بھی ڈرامانسٹ اُٹھتا ہے۔ اُسی رنگ میں لکھتا ہے پرانا طرز تحریر اب کسی کو اپیل نہیں کرتا۔ اُن کے ناٹکوں میں "تارا" اک خاص شان امتیازی رکھتا ہے۔ اس کا پلاٹ تاریخ راجستھان سے لیا گیا ہے۔ قصہ صرف اتنا ہے۔ کہ تھوڈا کی راجکماری تارا نے عہد کیا۔ کہ جو بہادر سُورما میرے وطن کو آزاد کرائیگا۔ میرے ہاتھ کا وہی مالک ہوگا۔ اُس وقت تارا کی خوبصورتی کا گھر گھر شُہرہ تھا۔ لوگ اُسے اس وقت کی سب سے خُوبصورت راجپُوتنی سمجھتے تھے۔ پرتھوی راج نے یہ مہم فتح کی۔ اور تارا اور تارا کی محبت کے مالک بن گئے۔ اس کے بعد انھوں نے اپنی بہن کی حالت زار سُنی۔ بہادر شیر کے تیور بدل گئے۔ وہ اسی وقت اُڑتے ہوئے سروہی جا پہنچے۔ بہن کی عزّت

بچ گئی۔ مگر ننگِ قوم پربھو راؤ نے پرتھوی راج کو زہر دیدیا۔ صرف اتنے سے پلاٹ کو لے کر بابو ڈی۔ ایل رائے نے دو سَو صفحے کا یہ ناٹک تیار کر دیا۔ اسے جس جس نے دیکھا ہے۔ تعریف کی ہے۔ تارا کا حسرت ناک انجام کچھ ایسا پُر درد واقعہ بن گیا ہے۔ کہ آنکھوں سے آنسو اُچھل پڑتے ہیں۔ جذبات میں ہیجان برپا ہو جاتا ہے۔ مگر ڈراماٹسٹ کی خُوبی یہ ہے کہ تارا کو مظلوم دکھانے کے باوجُود اُس کے شوہر کو ظالم نہیں دکھایا۔ کوئی معمولی شخص ہوتا۔ تو وُہ پرتھوی راج کو جلّاد بنا دیتا۔ شائد اس سے سٹیج پر چیخیں مارنے کے لئے ایکٹروں کو ایک اور موقعہ مل جاتا۔ مگر حُسن کمال کو گہن لگ جاتا۔ بابُو ڈی۔ ایل رائے اپنا دامن صاف بچا کر نکل گئے ہیں۔ اس سے قصّہ کی خُوبی میں نمایاں اضافہ ہو گیا ہے۔ حسرت و یاس کی ایسی مکمل۔ ایسی صاف۔ ایسی پُر تاثیر تصویر کسی نے کم کھینچی ہو گی۔ اور پھر پرتھوی راج کی موت پر جن خیالات کا اظہار تارا نے کیا ہے۔ وُہ کس قدر دل میں اُتر جانے والے اور قدُرت کے عین مطابق ہیں۔ کہ دل میں آہیں اُتر جاتی ہیں۔ اور آنکھوں سے آنسُو جاری ہو جاتے ہیں ——— سُورج مل کی جو تصویر ڈراماٹسٹ نے کھینچی ہے وُہ بھی اُس کے کمال کی مظہر ہے۔ وُہ فطرتاً نیک ہے مگر لالچ کے وار کے رُوبرو نہیں ٹھہر سکتا۔ اُسے بھائی سے محبّت ہے۔ مُلک سے پیار ہے۔ امن و امان کی خواہش ہے نیک نامی کی بھی آرزُو ہے۔ مگر جب حرص اپنا دامن پھیلاتی ہے۔ تو اس کی ایمانداری متزلزل ہو جاتی ہے۔ اس وقت وہ سنبھل نہیں سکتا۔ گر پھر بھی کبھی کبھی

ایمانداری کا خیال اپنی چمک دکھا جاتا ہے۔ جس طرح شرابی شراب کے نشے میں ہوتا ہوا بھی بعض وقت عقل کی بات کہہ جاتا ہے۔ اس کا چال چلن کچھ اتنا گرا ہُوا نہیں۔ بیوی اور نواب مالوہ کی ترغیب سے جب وہ عہد کر لیتا ہے۔ تو اُس پر چٹان کے مانند کھڑا ہو جاتا ہے۔ مگر بعد میں حرص ہوا کا نشہ کم ہونے پر فیصلہ کر لیتا ہے۔ کہ اگر فتح مجھے نصیب ہوئی۔ تو میں تخت و تاج پرتھوی راج کے سپرد کر دوں گا۔ یہ کتنا بلند خیال ہے اور کیسی سیر چشمی و دریا دلی۔ یقیناً اِس قسم کی مثالیں بھارت ورش کے سوائے اور کسی ملک میں نہ ملیں گی۔ سُورج مل کی بلند خیالی کا ایک اور ثبوت ڈرامالسٹ نے اُس وقت دیا ہے۔ جب اس سے کہلوایا ہے۔ کہ اے پرتھوی راج! مَیں تیری فوج کے بیس بہادروں سے اکیلا لڑ سکتا ہُوں اور ان کی ہڈیاں توڑ سکتا ہُوں۔ مگر تجھ پر حملہ نہیں کر سکتا ——— مجھے چھوٹا پرتھوی راج یاد آ جاتا ہے ؛

تارا کا کیرکٹر مصنف نے بہت بلند دکھایا ہے۔ وہ بہادر ہے۔ قوم کی پرستار ہے۔ مُلک پر پروانہ وار قربان ہونے کو آمادہ ہے۔ مگر ماں کے مانند باپ کو حقیر نہیں جانتی۔ نہ اُس سے سخت الفاظ میں گفتگو کرتی ہے۔ وہ اسے بیٹی کی شان سے گرا ہُوا سمجھتی ہے۔ مگر جب جے مل اس کی طرف ناپاک ارادے سے بڑھتا ہے۔ تو اُس کا غُصّہ ناگن کا غُصّہ بن جاتا ہے۔ وہ پھنکاریں مارنے لگتی ہے۔ لیکن جب اس کا باپ جے مل کو قتل کرنے پر آمادہ ہوتا ہے۔ تو اُس کا غُصّہ قائم نہیں رہتا۔ اس کے سینہ میں مادری

شفقت لہریں مارنے لگ جاتی ہے۔ اور وہ اُسی بدمعاش۔ اُسی ذلیل ننگ قوم و ملک کے لئے اپنے غضبناک باپ سے سفارش کرنے میں بھی پس و پیش نہیں کرتی۔

سورتان بزدل ہے۔ قسمت پر شاکر رہنے والے لوگوں میں سے ہے۔ اُسے موت سے خوف آتا ہے۔ جنگ کا نام سن کر اُس کا دل دہل جاتا ہے۔ وہ مرنے مارنے کے اصول کا قائل نہیں۔ مگر جب وہ دیکھتا ہے۔ کہ جے مل نے اس کی بیٹی کی توہین کی ہے تو اُس کا راجپوتی خون کھولنے لگ جاتا ہے۔ اس کی اُس وقت کی تقریر آگ سے بھری ہے۔ یقیناً اگر یہ بات نہ دکھائی جاتی۔ تو مصنف راجپوت کا کیرکٹر دکھانے میں ناکام رہتا۔ اس وقت کا جوشِ غضب مصنف کے کمال کی دلیل ہے۔

پرتھوی راج اس قصہ کا ہیرو ہے۔ وہ بہادر ہے۔ نیک دل ہے۔ دلیر ہے۔ شریف ہے۔ مگر فرشتہ نہیں اس میں خوبیاں ہیں۔ مگر خامیوں سے خالی نہیں۔ اکثر ڈراماٹسٹ اپنے ہیرو کو آسمانی مخلوق بنا دیتے ہیں۔ وہ زمین کا باسی معلوم نہیں ہوتا۔ ایسا آدمی کتاب میں دماغ کو شائد خوش کر جائے۔ مگر وہ غیر قدرتی رہتا ہے۔ پرتھوی راج اسی دُنیا کا آدمی ہے۔ اس میں خوبیاں ہیں۔ مگر بُرائیاں بھی ہیں۔ تخت و تاج کا لالچ اُس کے چال چلن پر سیاہ داغ ہے۔ غرور کا نقص بھی کم قابل اعتراض نہیں۔ اس کے مقابلہ میں رانا سانگا کا چلن زیادہ بلند۔ زیادہ متبرک ہے وہ تخت و تاج کو اس طرح چھوڑ دیتا ہے۔ گویا وہ پھٹا ہوا کرتا ہو اس کے بعد عشق کا

حملہ ہوتا ہے۔ یہ حملہ معمولی نہ تھا۔ سُورتان کی رانی اُسے ہی پسند کرتی تھی۔ اگر وہ چاہتا تو ایک ہی لفظ سے تارا کو حاصل کر سکتا تھا۔ مگر اُس نے یہ بھی نہیں کیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ کہ سُورتان کی رانی اپنی بیٹی کو میواڑ کی مہارانی دیکھنے کی خواہاں ہے۔ کہنے کو یہ ایک معمولی واقعہ ہے۔ مگر یہ ایثار معمولی نہیں۔ عشق کی خاطر مُلک تباہ ہو جاتے ہیں۔ سلطنتیں اُجڑ جاتی ہیں۔ خاندانوں کے نام ونشان مٹ جاتے ہیں۔ دُنیا جذبات کی پُجارن ہے۔ سانگا سنگھ کی قوم پرستی پر جذبہ پرستی بھی غالب نہیں آسکتی۔ وہ اپنے دِل کو حکومت اور تارا کے عشق دونو سے خالی کر دیتا ہے۔ اور مُلک میں بدامنی نہیں ہونے دیتا۔ یہ قُربانی کیسی ارفع و اعلیٰ ہے۔ کیسی بلند۔ تہذیب اس کے سامنے ہاتھ باندھتی ہے۔ اور انسانیت سر جُھکاتی ہے ؛

باقی ناٹک کیسا ہے؟ اور اس میں کس قسم کے جذبات کا بیان ہے؟ یہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ مصنف اپنی تعریف خود بخود کرائیگا ؛

سُدرشن

تعارف

رائے مل	میواڑ کے رانا
سُورج مل	رانا کے بھائی
سانگا	رائے مل کا لڑکا
پرتھوی راج	رائے مل کا لڑکا
جے مل	رائے مل کا لڑکا
پربھوراؤ	سروہی کے راجہ
سُورتان	تھوڈا کے راجہ
سارنگ دیو	رائے مل کے سپہ سالار
تارا	سُورتان کی بیٹی
تمسا	سُورج مل کی بیوی
جمنا	رائے مل کی بیٹی اور پربھواؤ کی بیوی

اظہارِ شکریہ

اِس کتاب میں ہندی کے بعض گیت مشہور شاعر بھگت سُورداس کی کتاب سور ساگر سے لئے گئے ہیں۔ اُردو کی ایک غزل میر مہدی مجروح کی ہے۔ دوسری ہز ایکسلنسی مہاراجہ سر کشن پرشاد صاحب شادؔ کی۔ اِن کے لئے مَیں ان اصحاب کا شُکر گزار ہوں۔

سُدرشن

قوم پرست

پہلا باب

پہلا منظر

سُورج مل کا گھر

صُبح

(سُورج مل اور اُن کی بیوی تمسا بات چیت کر رہے ہیں)

سُورج مل۔ تمسا! تُم سے کیا کہوں۔ رانا سُورتان میدانِ جنگ سے شکست کھا کر بھاگ آئے ہیں۔ چوہان ایسے بُزدل کبھی نہ

تھے ٭

تمسا۔ مگر اب وہ کہاں ہیں؟

سُورج مل۔ اراول گری کے پاس ایک غار ہے۔ وہیں چھپے اپنی بیجا زندگی کے دن گذار رہے ہیں ٭

تمسا۔ تو معلوم ہوتا ہے آپ وہاں ہو آئے ہیں ٭

سُورج مل۔ ہاں! مَیں اُن کے پاس گیا تھا۔ اور وہاں بارہ دِن ٹھہرا تھا ٭

تمسا۔ اچھا! تو اب اُن کا کیا حال ہے؟

سُورج مل۔ حال کیا ہو سکتا ہے۔ ایک معمولی سا جھونپڑا بنا کر اُس میں رہتے ہیں۔ مگر اُن کی آنکھوں میں وہ رونق نہیں چہرے پر وہ خوشی نہیں۔ دل میں وہ اُمنگ نہیں۔ اُن کی مثال ایسے باغ سے دی جا سکتی ہے۔ جو اُجڑ چکا ہو۔ تارے سے دی جا سکتی ہے۔ جو ٹُوٹ کر تاریکی میں گُم ہو رہا ہو۔ نغمہ سے دی جا سکتی ہے۔ جو ہوا میں مر چکا ہو ٭

تمسا۔ اور اُن کی رانی کا کیا حال ہے؟

سُورج مل۔ وہ غریب بھی اپنے بدنصیب شوہر کے ساتھ ہے۔ اور اُن کی دلجوئی کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتی اس کے علاوہ اُن کے ساتھ ان کی بہادر بیٹی تارا بھی ہے۔ جس کی خوبصورتی کا شہرہ اس وقت سارے بھارت ورش

میں ہے۔ اُسے دیکھ کر میں حیرت میں آگیا۔ مہابھارت اُسے زبانی یاد ہے۔ جب پڑھتی ہے۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ گویا وہ کوئی پنڈت ہے۔ مگر جب تشریح کرتی ہے۔ تو اُس پر فلاسفر ہونے کا شُبہ ہوتا ہے۔ تمسا! ایسی دانا لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی ؎

تمسا۔ سورتان کی رانی بہت مغرور تھی۔ کہئے۔ اب بھی اُس کا غرور ٹوٹا یا نہیں ؟

سُورج مل۔ بدنصیبوں کی بدنصیبی پر خوش ہونا کسی حالت میں بھی مُناسب نہیں۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ کل ہمارا کیا حال ہو جائیگا۔ اِس فانی دُنیا میں سب کچھ ممکن ہے ؎

تمسا۔ ممکن ہے مگر اُن کے لئے جو کچھ ہیں ؎

سورج مل۔ کیا مطلب ؟

تمسا۔ جو ہوا میں نہیں اُڑتا۔ اُسے زمین پر گرنے کا خوف نہیں۔ جو ترقی نہیں کرتا۔ اُسے زوال کا ڈر نہیں۔ جو راجہ نہیں۔ جس کے سر پر تاج نہیں۔ جس کے اشارے پر مرنے کے لئے مُلک کھڑا نہیں ہو جاتا جس کی مُسکراہٹ دیکھ کر لوگوں کے دل نہیں کھل جاتے۔ اُسے شکست کون دے سکتا ہے میں رانی نہیں۔ جو جنگل میں جانے سے ڈر جاؤں گی۔ جس کی قسمت میں آرام نہیں۔ اُسے تکلیفوں سے کیا خوف ہو سکتا ہے ؟

سُورج مل۔ تمسا! تمسا!!

تمسا۔ مَیں رانی نہیں ہُوں ٭

سُورج مل۔ مگر عورت تو ہو۔ عورت کے لئے صرف رانی ہونا ہی خوش نصیبی نہیں ہے۔ پیاری تمسا! اس زمین پر ایسی عورتیں بھی ہیں۔ جن کے پاس کھانے کو روٹی کا ایک ٹکڑا اور پہننے کو ایک کپڑا نہیں۔ مگر وہ پھر بھی خوش ہیں۔ اور تم ——— اوہ تم سپہ سالار کی بیوی ہو۔ لیکن پھر بھی ہر وقت ناخُوش رہتی ہو۔ مَیں تمہیں کتنی بار سمجھا چکا ہُوں ٭

تمسا۔ کیا کروں! میرا دل اپنی پستی پر ہمیشہ کڑھتا رہتا ہے۔ جب سُنتی ہوں۔ کہ فلاں رانی ....

سُورج مل۔ خیر! اس ذکر کو جانے دو۔ مَیں تم سے ذکر کر رہا تھا۔ کہ میواڑ کے تخت کی طرف رانا کے تینوں بیٹوں کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں۔ اور اُن میں سے ہر ایک کوشش کر رہا ہے۔ کہ میواڑ کا آئندہ حکمران وہی ہو۔ میرا خیال ہے۔ کہ بھائیوں بھائیوں میں جنگ چھڑ جائے گی ٭

تمسا۔ مگر کیوں؟

سُورج مل۔ اس لئے کہ حالات ہی ایسے ہیں۔ جے مل سب سے چھوٹا ہے۔ اور نہایت کمینے خیالات کا ہے۔ مگر رانا اُسے ہی چاہتے ہیں۔ منجھلا لڑکا پرتھوی راج بہت نیک۔ فراخ دل اور بلند خیال ہے۔ مگر کھری کھری مُنہ پر سُنا دیتا ہے۔ اور کسی کی

پرواہنیں کرتا۔ سانگا حلیم ہے۔ مگر رانا کو اُسے دیکھتے ہی زہر چڑھ جاتا ہے۔ اس حالت میں کون کہہ سکتا ہے کہ چتوڑ کے تخت پر کون بیٹھے گا۔ اور میواڑ کی سرزمین پر کیسے کیسے خُون خرابے ہونگے ۔

تمسا۔ یہ حق تو بڑے بیٹے کا ہے ۔

سُورج مل۔ مگر اسے مانیگا کون ؟ رانا جے مل کو چاہتے ہیں ۔ اور اُسے اپنے ہاتھ سے تاج پہنا کر مریں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا سانگا خاموش بیٹھا دیکھتا رہیگا۔ اور اگر وہ کچھ نہ بھی بولے۔ تو پرتھوی راج کو کون روک سکتا ہے۔ وہ تو مُلک بھر میں تباہی مچادے گا ۔

تمسا۔ پرتھوی راج کا تخت پر کیسے حق ہو سکتا ہے ؟

سُورج مل۔ ہو سکتا ہے ۔

تمسا۔ کیوں ؟

سُورج مل۔ کیونکہ وہ بہادر ہے۔ اور میواڑ کی تمام فوج اور فوج کے تمام سپاہی اُسی کے طرفدار ہیں ۔

تمسا۔ تو........

سُورج مل۔ پرماتما ہی اس تباہی کو روک سکتا ہے۔ ورنہ........

تمسا۔ (سُورج مل کا ہاتھ پکڑ کر) آپ کے لئے موقعہ ہے۔ آپ کیوں آگے نہیں بڑھتے ؟

سُورج مل - مَیں ؟
تمسا - تخت خالی ہے - اُس پر تین بھائی کُتوں کی طرح تاک لگائے بیٹھے ہیں - آپ باز بن کر اُڑ پڑیں - اُوپر سے جھپٹا مار سکتے ہیں تینوں بھائی دیکھتے رہ جائیں گے ۔

سُورج مل - کیا کہتی ہو - مَیں تخت پر قابض ہو جاؤں - نہیں تمسا! نہیں - یہ ناممکن ہے - مَیں ایسا کبھی نہیں کر سکتا - مَیں ایسا کبھی نہیں کروں گا ۔

تمسا - مہاراج .....

سُورج مل - بس خبردار! مَیں یہ خیال تک نہیں کر سکتا ۔

(تمسا کی روانگی)

سُورج مل - کیسے تعجب کی بات ہے - تمسا میرے دل کی گہرائی تک کیسے پہنچ گئی - مَیں اُس دن اُس جادُوگرنی کے پاس گیا تھا - تو اُس نے میرا ہاتھ دیکھ کر کہا تھا - کہ میواڑ کا تخت تمہارا انتظار کر رہا ہے - اُس وقت ایسا معلوم ہُوا - گویا مَیں نے کوئی خواب دیکھا ہے - اور یہ خواب مجھے آج تک نہیں بھُولتا - سوتے جاگتے کوئی طاقت برابر میرے کانوں میں کہہ رہی ہے - کہ میواڑ کا تخت تیرا ہے - تو اُس کے لئے تیار ہو - اوہ! میرا مُستقبل کیسا شاندار ہے - مگر نہیں سُورج مل! یہ تو کیا سوچ رہا ہے - دُنیا کیا کہے گی - جس کا نمک کھایا ہے اُسی کے خلاف ہتھیار

اُٹھاؤں۔ دُنیا میں کوئی کسی پر اعتبار نہیں کرے گا۔ یہ بہادر دلیروں کا نہیں۔ حریص اور لالچی کُتّوں کا کام ہے۔ جب یہی خیال تمسانے میرے رُوبرو رکھا تو میں اِس طرح چونک پڑا۔ گویا شیشے میں اپنا عکس دیکھ لیا ہو۔ نہیں۔ نہیں۔ یہ پاپ ہے۔ یہ بُرائی ہے۔ مَیں یہ نہیں کروں گا مَیں اس طمع کو۔ اِس خیال کو اپنے دماغ سے خارج کر دوں گا۔ اور......

(پرتھوی راج کا داخلہ)

پرتھوی راج ۔ چچا!

سُورج مل۔ کون؟ پرتھوی راج! آؤ بیٹا! مَیں تمہارے متعلق کچھ سوچ رہا تھا۔

پرتھوی راج۔ کیا؟

سُورج مل۔ یہی کہ رانا کے بعد میواڑ پر کون حکمراں ہوگا؟

پرتھوی راج ۔ بھائی سانگا سنگھ کے سوائے اور کون ہو سکتا ہے یہ اُنہی کا حق ہے۔ آپ کو اس کے بارے میں فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

سُورج مل۔ بیٹا! یہ سوال اتنا آسان نہیں۔ جتنا تم سمجھ رہے ہو۔

پرتھوی راج۔ مگر کیوں؟ کیا تخت و تاج کا وارث ہمیشہ سے بڑا بیٹا نہیں ہوتا آیا؟

سُورج مل۔ تاریخ کہتی ہے۔ نہیں۔ کبھی کبھی چھوٹا بیٹا بھی تخت پر بیٹھ جاتا ہے۔ اور اب بھی بیٹھ سکتا ہے۔

پرتھوی راج یعنی بجے مل؟ مَیں اُس ذلیل لڑکے کا نام بھی سُننا نہیں چاہتا۔

سُورج مل۔ مگر تمہیں معلوم ہے۔ کہ رانا اُسے ہی سب سے بڑھ کر چاہتے ہیں۔ اور ان کی دلی آرزو ہے۔ کہ اُن کے بعد وہی تخت کا وارث قرار دیا جائے۔

پرتھوی راج (گہری سوچ میں مستغرق ہوکر) ممکن ہے۔ ہو سکتا ہے۔ (یکایک سر اُٹھا کر بے پروائی کے انداز سے) مگر اس میں میرا کیا نُقصان ہے؟

سُورج مل۔ آہ! کیسا نیک دل اور کس قدر فیّاض ہے۔

پرتھوی راج۔ چچا!

سُورج مل۔ بھولے بیٹے! میواڑ کا تخت تمہیں بھی مل سکتا ہے۔

پرتھوی راج (چونک کر) مجُھے؟

سُورج مل۔ کیوں؟ تمہارے بازوؤں میں طاقت ہے۔ سپاہ تمہاری آنکھ کے اشارے کی منتظر ہے ——— اور تم بھی مہارانا ہی کے بیٹے ہو۔

پرتھوی راج (حیرت سے) مَیں رانا ہو سکوں گا۔

سُورج مل۔ سُنو بیٹا! تُمہیں مَیں نے پالا ہے۔ پیار کیا ہے۔

چُوما ہے۔ ہر وقت سینہ سے لگائے رکھّا ہے۔ اگر آج تمہیں تخت پہ بٹھا دیکھوں۔ تو میری خوشی کا ٹھکانا نہ ہوگا ٭

(سانگا کا داخلہ)

سانگا سنگھ۔ چچا!

سُورج مل۔ کیوں بیٹا! کہو کیا بات ہے۔ تمہارا چہرہ اُترا ہُوا کیوں ہے ٭

سانگا سنگھ۔ جے مل ——

سُورج مل۔ اُس نے کیا کیا ہے؟

سانگا سنگھ۔ کہیں سے ایک نوجوان لڑکی پکڑ لایا ہے۔ اور اُس کا باپ مہارانا کے پاس شکایت لے کر آیا ہے۔ اس وقت مہاراج مقدّمہ کی سماعت کر رہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے مہاراج کیسے انصاف پسند۔ کیسے سخت دل اور اُصول کے پابند ہیں۔ وہ جے مل کو کبھی معاف نہ کریں گے —— اُٹھئے چلئے۔ چل کر اُس کی حفاظت کیجئے۔ وقت ہاتھ سے جا رہا ہے ٭

سُورج مل۔ اِس بارے میں مَیں کچھ نہیں کر سکتا۔ اُسے سزا ملنی چاہئیے ٭

سانگا سنگھ۔ نہیں، چچا صاحب نہیں۔ وہ بے سمجھ ہے۔ اُس کی سفارش کیجئے۔ اور پرماتما کے لئے اُسے بچائیے ٭

سُورج مل۔ وُہ بے سمجھ ہے؟ بیٹا! مَیں اُسے تم سے بڑھ کر جانتا ہُوں۔ مَیں اُس کی سفارش نہیں کرسکتا۔ ہاں مہارانا سے یہ ضرور کہہ سکتا ہوں۔ کہ اُسے عبرت ناک سزا دیئے بغیر ہرگز نہ چھوڑیں ؞

(جَے مل کا داخلہ)

پرتھوی راج۔ کہو جَے مل۔ کیا یہ سچ ہے؟

جَے مل (پرتھوی راج کا مطلب سمجھ کر مُسکراتا ہے) ہاں وہ بہت ہی خُوبصورت ہے ؞

پرتھوی راج۔ تو اُسے چھوڑ دو ؞

جَے مل۔ تُم یہ حکم دینے والے کون ہو؟

پرتھوی راج۔ مَیں تمہارا بڑا بھائی ہوں ؞

جَے مل۔ اِس لئے ؞

پرتھوی راج۔ مجھے یہ حق حاصل ہے ؞

جَے مل۔ اُوں! حق حاصل ہے؟ مَیں تمہارا حق نہیں تسلیم کرتا ؞

پرتھوی راج۔ اس کا نتیجہ ابھی دکھاؤں گا۔ بولو تم وہ لڑکی چھوڑنے کو تیار ہو یا نہیں؟

جَے مل (سانگا کی طرف دیکھ کر) سانگا! (پرتھوی راج سے) نہیں ؞

پرتھوی راج۔ نہیں؟ پھر سوچ لو۔ نہیں؟

جَے مل۔ ہاں ہاں نہیں ؞

پرتھوی راج (بجے مل کی گردن پکڑ کر) بولو۔ اُسے چھوڑو گے یا نہیں؟

سانگا سنگھ۔ بھائی کیا کر رہے ہو (پرتھوی راج سے) چھوڑ دو ۔

پرتھوی راج (سُنا اَن سُنا کر کے) کہو۔ کیا کہتے ہو چھوڑو گے یا نہیں بولو۔ جلدی جواب دو؟

بجے مل۔ چھوڑ دُونگا ۔

پرتھوی راج۔ چھوڑ دُونگا۔ نہیں۔ ابھی چھوڑ دو۔ اسی وقت ۔

بجے مل۔ بہت اچھا ۔

پرتھوی راج۔ چلو میرے ساتھ آؤ ۔

بجے مل۔ چلئے (پرتھوی راج گردن چھوڑتا ہے) اوہ!

(دونوں کی روانگی)

سانگا سنگھ۔ پرتھوی راج! جانے دو۔ بجے مل ابھی لڑکا ہے۔ کیا نہیں سُنا۔ چلے گئے۔ تو (جانے کو تیار ہوتا ہے۔ سُورج مل روکتے ہیں)

سُورج مل۔ سانگا!

سانگا سنگھ۔ چچا!

سُورج مل۔ بجے مل تم سے حسد کرتا ہے ۔

سانگا سنگھ۔ مجھے اچھی طرح سے معلوم ہے ۔

سُورج مل۔ اور نفرت بھی کرتا ہے ۔

سانگا سنگھ - مگر اس کا سبب ؟
سُورج مل - سبب یہ ہے - کہ تم اُس سے بڑے ہو ۔
سانگا سنگھ - افسوس - نادان - ناسمجھ جے مل ———

(روانگی)

سُورج مل - بہت نیک - بہت شریف لڑکا - مگر تاہم ———

(جمنا کا داخلہ)

جمنا - چچا! پرتھوی راج کہاں ہیں ؟
سُورج مل - کیوں ؟
جمنا - کچھ نہیں - صرف دیکھنا ہے ۔
سُورج مل - مگر کیوں ؟
جمنا - جی چاہتا ہے ۔
سُورج مل (ہنس کر) تمہیں بھائی سے بہت محبت ہے ۔
جمنا - کون بہن ہے - جسے بھائی سے محبت نہ ہو - تو بتائیے نا! وُہ کہاں ہیں ؟
سُورج مل - آ! میرے ساتھ آ! تجھے لے چلوں ۔

(روانگی)

دوسرا منظر

چتوڑ کی ایک سڑک

وقت صبح

(گھڑے لئے ہوئے عورتوں کا داخلہ)

گانا

سو پربھو میرے ہی دوس نوارے
کئے اپرادھ انیک جنم کے نکھ شکھ بھرے بکارے
دھرنی پات سندھو جل پورن گری کنچن مسی ڈارے
سُر ترور کی ساکھا لے کر لکھت شارد اہارے
سو پربھو......
تبت پاون ہری نام تہارو وید بکھاون چارے
سورداس پربھو تمرے ملن کو کرت پھرت ہیری ہارے
سو پربھو میرے ہی دوس نوارے

ایک عورت۔ کیوں بہن! سنا ہے کل مہارانا بہت خفا ہوئے +

دُوسری عورت۔ کس پر خفا ہوئے بہن؟

تیسری۔ لو اسے پتہ ہی نہیں۔ راجکمار پرتھی راج پر۔ ہوئے اور کس پر ہونا تھا؟

چوتھی۔ مگر کیوں؟
پہلی۔ سُنا ہے۔ پرتھی چھوٹے بھائی جے مل کا گلا کاٹنے چلا تھا۔
دُوسری (سنجیدگی سے سر ہلا کر) بھائی بھائی کی لڑائی!
تیسری۔ اور کیا؟
چوتھی۔ ایک اور بھی تو بات ہے۔ مہارانا چھوٹے ہی لڑکے سے پیار کرتے ہیں۔ اور یہ کوئی نئی بات تھوڑی ہی ہے۔ ست جُگ سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ ماں باپ ہمیشہ چھوٹے بیٹے کی رعایت کرتے ہیں۔ مگر پرتھوی راج کو سخت سُست کہنا نہ چاہیئے تھا۔
پہلی۔ تو بہن اب کیا ہوگا؟
دُوسری۔ جو رانا کی مرضی ہوگی۔ وہی ہوگا بہن!
پہلی۔ یہ تو ٹھیک ہے۔ رانا کی مرضی نہ ہوگی۔ تو کیا جو میری مرضی ہوگی۔ وہ ہوگا۔ مگر میں یہ کہہ رہی تھی۔
تیسری۔ میرا خیال ہے رانا کے بعد چھوٹا ہی لڑکا گدی پر بیٹھے گا۔
چوتھی۔ اس میں کیا شُبہ ہے۔ مہاراجہ رام چندر کے مرنے پر اُن کا چھوٹا بھائی دریودھن ہی گدی پر بیٹھا تھا۔ پرماتما جو چاہے کرسکتا ہے۔[1]
دُوسری۔ اری پرماتما نہیں۔ چھوٹی رانی جو چاہے کرسکتی ہے۔

---

[1] یہ عام ہندو عورتیں تاریخ سے ناواقف ہیں اس لئے غلط واقعات بیان کررہی ہیں ناٹک نویس نے یہ REALISTIC TOUCH دیا ہے۔ مترجم

تیسری - ایک ہی بات ہے - بوڑھے خاوند کے لئے پرماتما اور چھوٹی رانی دونو یکساں ہیں ؀

دوسری - اگر یہ نہ ہوتا - تو رانا بڑی رانی کی لڑکی کو اس طرح دریا میں کیوں دھکیل دیتا ؟

تیسری - کیسی بُری جگہ بیاہ دیا ہے بہن !

چوتھی - لڑکا بالکل گدھا ہے ؀

تیسری - اور بالکل بُڈھا ہے - بال سفید ہو گئے ہیں ؀

پہلی - اُسے تو بات تک کرنے کا شعور نہیں ؀

دوسری - مگر کیوں بہن ! کیا اُسے سسرال بھی جانا ہوگا - میرے خیال میں تو ......

تیسری - اب بیاہ ہو چکا ہے - اب بھی سسرال نہ جائے گی ؀

چوتھی - کہتے ہیں - لڑکا لینے کے لئے آیا ہے ؀

دوسری - لڑکا نہیں - بُڈھا کہو ؀

پہلی - تب تو اُسے جانا ہی ہوگا ؀

دوسری - اری دیکھتی ہو - دیر ہو رہی ہے - ذرا جلدی چلو نا ؀

پہلی - اری مٹی کیوں اُڑاتی ہے - کیا گھر میں کھانے کو نہیں ملتا ؀

دوسری - لڑتی کیوں ہے - ذرا پاؤں اُٹھا کے چل ؀

(روانگی)

تیسرا منظر

اراولی کا جھونپڑا

وقت تیسرا پہر

(سُورتان اور اُن کی رانی بات چیت کر رہے ہیں۔ کچھ فاصلے پر تارا ایک کتاب لئے بیٹھی پڑھ رہی ہے)

سُورتان۔ دُنیا چلتی پھرتی چھاؤں ہے۔ انسان بدل جانے والی قسمت ہے۔ جو کچھ ہونا ہے۔ ہو کر رہتا ہے۔ اُسے کوئی نہیں روک سکتا۔

رانی۔ مہاراج! مَیں تو یہ سمجھتی ہوں۔ کہ انسان اپنی قسمت کا آپ مالک ہے۔ وہ اُسے جس سانچے میں چاہے ڈھال سکتا ہے۔ قسمت انسان کو نہیں بناتی۔ انسان قسمت کو بناتا ہے۔

سُورتان۔ انسان قسمت کو بناتا ہے۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ اس اندھی بہری قُدرت کے کبھی نہ ٹلنے والے قاعدوں کے سامنے انسان کے کمزور بازو کیا کر سکتے ہیں۔ ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کے طُوفانی گرداب میں پھنسا ہُوا ناچیز تنکا اُس کے پُرزور تھپیڑوں کے سامنے کیا حقیقت رکھتا ہے۔ نہیں۔ بہادر رانی انسان کچھ نہیں کر سکتا۔

رانی۔ جنگ کر سکتا ہے۔ جد و جہد کشمکش کر سکتا ہے۔ ہاتھ اُٹھا سکتا ہے۔ زبان ہلا سکتا ہے۔ جو بہادر ہے۔ جس کے خُون میں گرمی ہے۔ جس کے ارادے میں استقلال ہے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے +

سُورتان۔ لیکن اگر جنگ میں ہار جائے تو پھر ؟

رانی۔ سُورما کی طرح لڑتا ہُوا مر جائے۔ انسان یہاں اس دُنیا میں گھاس کا تنکا بن کر نہیں آیا۔ جسے پانی کی لہر جدھر چاہتی ہے۔ بہا کر لے جاتی ہے +

سُورتان۔ بہت اچھا۔ اگر یہی خیال درست ہے۔ تو راجہ نل پر کیوں مصیبت آئی۔ سلطنت گئی۔ بیوی جُدا ہوئی۔ اور آخرکار رتھبانی کا پیشہ اختیار کرنا پڑا +

رانی۔ یہ سب اُن کی اپنی غلطی تھی۔ اُنہوں نے جوا کیوں کھیلا ؟ یہ جُوا کھیلنا ہی اُن کے لئے تباہی ثابت ہُوا۔ اُنہوں نے اپنے پاؤں پر اپنے ہاتھوں سے کلہاڑی ماری +

سُورتان۔ میری پیاری رانی! یہ تمہاری غلطی ہے۔ انسان قسمت کے اشارے پر ناچنے والا کھلونا ہے۔ کلجگ ——

رانی۔ کلجگ ؟ کل جُگ کو دُنیا میں داخل ہونے کا موقعہ کس نے دیا ؟ انسان نے۔ انسان پر جو مصیبت آتی ہے۔ اُس کے لئے وہ خود ذمہ وار ہے۔ مہاراج ذرا غور کیجئے۔ ہماری حالت کا

سبب؟

سُورتان۔ تُم ایسی باتوں سے مجھے کیوں پریشان کئے دیتی ہو؟ باولی! تمہیں یہاں تکلیف ہے۔ ذرا سر اُٹھاؤ۔ اور اُدھر دیکھو۔ پانی کس شاہانہ شان سے بہتا چلا جا رہا ہے۔ سبزہ دیکھ کر آنکھوں میں طراوت آتی ہے۔ پھل ہیں۔ پھُول ہیں۔ آزادی ہے۔ کوئی فکر۔ کوئی خیال۔ کوئی اندیشہ نہیں ——— تُمہیں کیا تکلیف ہے؟

رانی۔ مَیں یہاں وسیع آسمان کے نیچے اِس کھُلی جگہ میں قید ہوں۔ کیونکہ مَیں یہاں اپنی مرضی سے نہیں رہتی۔ اور جس کی اپنی مرضی۔ اپنی خواہش آزاد نہیں۔ اُس شخص پر ہزار لعنت ہے۔

سُورتان۔ آج تم کِس قسم کی باتیں کر رہی ہو۔ کیا ہندُو عورتیں اپنے شوہروں سے اسی طرح گفتگو کیا کرتی ہیں؟

رانی۔ سچ ہے مہاراج! آپ کو حق ہے۔ کہ آپ راجپُوت ہو کر میدان جنگ میں شکست کھا کر بھاگ آئیں۔ مگر مجھے یہ حق حاصل نہیں۔ کہ آپ کے سامنے آپ کی غلطی رکھ سکوں کیونکہ مَیں عورت ہوں۔

سُورتان۔ مَیں ———

رانی۔ اگر آپ مردانگی دکھاتے۔ اگر آپ سُورما بن کر میدان جنگ میں راجپُوتوں کے مانند لڑتے لڑتے مر جاتے۔ تو مَیں آپ کو

دکھا دیتی۔ کہ ہندو عورت کا کیا فرض ہے۔ اور وہ شوق و رغبت سے کس طرح جلتی آگ کے خوفناک شعلوں میں کود پڑتی ہے

سورتان۔ مگر میں مرنے کے بعد کیسے جان سکتا۔ کہ تم میری لاش کے ساتھ جل مری ہو (کچھ دیر چپ رہ کر) اور اس سے مجھے کیا فائدہ پہنچ سکتا؟

رانی۔ دنیا میں آپ کی بدنامی نہ ہوتی۔ اور آپ کے ہموطن آپ کا نام سن کر شرم اور افسوس سے گردن نہ جھکا لیتے؛

سورتان۔ میں مرجاتا ——— اوہ کیسا خوفناک خیال ہے؛

رانی۔ تم ——— تم ——— موت سے ڈرتے ہو۔ تم راجپوت ہو۔ تلوار ہاتھ میں لیتے ہو۔ تاج سر پر پہنتے ہو۔ حکومت کرتے ہو ——— تم پر لعنت ہو۔ کاش میرا بیاہ تمہارے ساتھ نہ ہوتا؛

سورتان۔ رانی ———

رانی۔ کاش آپ میدان جنگ سے نہ بھاگتے؛

سورتان۔ مرا ہوا آدمی دوبارہ جنگ نہیں کرسکتا۔ لیکن مارا ہوا بہادر پھر دوسری دفعہ لڑ سکتا ہے۔ فتح حاصل کرکے اپنی پہلی شکست کا داغ چھٹا سکتا ہے؛

رانی۔ بزدل لوگ باتیں کرنا خوب جانتے ہیں۔ مگر جو بہادر ہیں۔ وہ

صرف لڑنا اور مرنا جانتے ہیں۔ کاش میرے ہاں لڑکی کی جگہ لڑکا ہوتا۔ تو......

سُورتان۔ یہ بھی تمہیں وہم ہوگیا ہے۔ کیا تمہارا خیال ہے۔ کہ اگر تُمہارے ہاں لڑکا ہوتا۔ تو وہ بھاگتی ہوئی فوج کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیتا؟

رانی۔ مگر وُہ شیرنی کا بیٹا ہوتا۔ گیدڑ نہ ہوتا۔

سُورتان۔ لیکن اگر شیرنی کا بیاہ گیدڑ سے ہو چُکا ہو تو پھر؟

رانی۔ مَیں اِس بحث کو زیادہ دیر تک جاری نہیں رکھنا چاہتی اِس لئے صرف یہ کہنا چاہتی ہوں۔ کہ ——

[یکایک کہتے کہتے رُک جاتی ہے۔ اور پھر تیزی سے ایک طرف کو چلی جاتی ہے۔]

سُورتان۔ میری قسمت نے اِس عورت کو بھی تبدیل کر دیا۔ کبھی اس کا ایک ایک لفظ مصری کی ڈلی تھا۔ مگر آج کتنی سخت۔ کیسی بے پرواہ بے درد ہوگئی ہے۔ یہ بھی زمانے کے رنگ ہیں۔

(روانگی)

(تارا کا داخلہ)

تارا۔ لعنت ہے۔ مجھے ہزار بار لعنت ہے۔ مَیں بیٹی کیوں ہوئی۔ اگر بیٹا ہوتی۔ تو ہمارا راج اِس طرح نہ چھن جاتا۔ میری ماں مجھے دیکھ کر ٹھنڈے سانس نہ بھرنا شروع کر دیتی۔ عورت

ہونا کیسی بدنصیبی ہے۔ پرماتما تو نے مجھے عورت کیوں بنایا۔ لیکن کیا سیتا۔ رکمنی۔ دمینتی۔ دروپدی۔ بیلاوتی۔ گارگی۔ سبھدرا۔ ساوتری عورتیں نہ تھیں۔ کیا انہوں نے عورت ہو کر اپنے وطن کی خدمت کرنے میں مردوں سے بھی زیادہ بہادری نہیں دکھائی۔ کیا عورت کے ہاتھ پیر نہیں ہوتے۔ دل نہیں ہوتا۔ دماغ نہیں ہوتا۔ کیا اُس کے جسم میں طاقت نہیں ہوتی۔ رگوں میں خون نہیں ہوتا۔ خون میں حرارت نہیں ہوتی۔ چہرے پر جلال نہیں ہوتا۔ سب کچھ ہوتا ہے۔ پھر عورت ہونے پر افسوس کیوں کیا جائے۔ مَیں ان نرم و نازک ہاتھوں کو لوہے سے بھی سخت بناؤں گی۔ تلوار پکڑوں گی۔ گھوڑے پر چڑھوں گی۔ اور اپنی کھوئی ہوئی سلطنت کو واپس لونگی۔ کمزور ہوں۔ عورت ہوں۔ مگر کیا پروا ہے۔ مَیں راجپوتنی ہوں۔ اور راجپوت عورت جب غصے میں ہوتی ہے۔ تو شیرنی سے زیادہ تند اور ناگن سے زیادہ خوفناک بن جاتی ہے۔ زمین۔ آسمان اُس سے پناہ مانگتے ہیں اور وہ....

(تیزی سے روانگی)

چوتھا منظر

جنگل میں ایک مندر

وقت دوپہر

(مسلح سانگا۔ پرتھوی راج اور جے مل کا داخلہ)

پرتھوی راج۔ کہیں ہم رستہ تو نہیں بھول گئے؟

سانگا۔ نہیں۔ رستہ یہی ہے۔

جے مل۔ تم کبھی پہلے بھی اِدھر آئے ہو کیا؟

سانگا۔ کئی دفعہ۔

جے مل۔ کب؟

سانگا۔ ابھی تو پرسوں ہی آیا تھا۔

پرتھوی راج۔ کس لئے؟

سانگا۔ تنہائی تلاش کرنے کے لئے۔

پرتھوی راج۔ تنہائی؟ وہ تو گھر کے اندر بھی مل سکتی ہے۔ اگر آنکھیں بند کر لو۔ تنہائی سامنے آ کھڑی ہوتی ہے۔

سانگا۔ اور سناٹا؟

پرتھوی راج۔ کانوں میں اُنگلیاں دینے سے سناٹا ہو جاتا ہے۔

(نجومی عورت کا گاتے ہوئے داخلہ)

گانا

ہوا نے باندھا ہے کیا رنگ
دیکھو اس کی چال نرالی دیکھو اس کے ڈھنگ
ہوا نے ....

اکھیاں پھڑکت - جیارا دھڑکت پھڑکت ہیں سب انگ
سُورج - پانی - پرتھوی دایو کرتے ہیں کیا جنگ
ہوا نے ......

ہیا میں کوئی گاوے نسدن اور بجاوے مردنگ
مَیں پاپن رہ گئی اکیلی نہ گئی پیا کے سنگ
ہوا نے باندھا ہے کیا رنگ

جے مل - یہ کون ہے ؟
سانگا سنگھ - وہی عورت - جس کا ہم انتظار کر رہے ہیں *
پرتھوی راج - مگر یہ کیا گا رہی تھی ؟
سانگا سنگھ - اس کا گیت ہم لوگ نہیں سمجھ سکتے - عجیب عورت ہے - اس خوفناک جنگل میں اکیلی گھومتی پھرتی ہے - اور کسی کی پروا نہیں کرتی - آؤ ذرا اس کے قریب چلیں *

(تینوں بھائی اس کے پاس جاتے ہیں)

جے مل - اری بڑھیا تو کون ہے ؟
پرتھوی راج - سچ کہو تو کون ہے ؟

سانگا سنگھ۔ ماتا! آپ کون ہیں۔ اور یہاں اکیلی کیوں پھرتی رہتی ہیں؟

عورت۔ مَیں یہاں رہ کر پرماتما کا بھجن کرتی ہوں +

پرتھوی راج۔ تمہیں ایسی جگہ رہنے کا حوصلہ کیسے ہو گیا؟

عورت۔ کیوں؟ تم یہاں آسکتے ہو۔ مَیں نہیں آسکتی +

جے مل۔ میرے خیال میں یہ چور ہے۔ دن کو یہاں چھپی رہتی ہے۔ رات کو شہر میں جا کر سوتے ہوئے لوگوں کو لُوٹ لاتی ہے +

سانگا سنگھ۔ نہیں۔ یہ اس غریب عورت پر بُہتان ہے +

عورت۔ کیوں بیٹا! میرے جیسی چور عورتیں تُم نے کتنی دیکھی ہیں؟

پرتھوی راج۔ جے مل! یہ چور نہیں ہے +

جے مل۔ تو کون ہے؟

پرتھوی راج۔ بھکارن!

جے مل۔ لیکن اِس جنگل میں اس کا کیا کام ہے؟

عورت۔ بیٹا! مَیں بھکارن نہیں ہوں +

جے مل (یکا یک چونک کر) تُو جوتش ودیا جانتی ہے؟

عورت۔ ہاں کسی قدر جانتی ہوں +

پرتھوی راج۔ ہونے والے واقعات کا حال بتا سکتی ہے؟

عورت (ہنس کر) بتا سکتی ہوں ۔
پرتھوی راج ۔ تو بتا۔ ہم میں سے میواڑ کا رانا کون ہوگا ؟
عورت ۔ ہاتھ دِکھاؤ ۔

(باری باری سے سب کے ہاتھ دیکھتی ہے)

میواڑ کا رانا سانگا ہوگا ۔

(پاگلوں کی طرح پھر گانے لگتی ہے)

گانا

ہَوا نے باندھا ہے کیا رنگ
دیکھو اس کی چال نرالی دیکھو اس کے ڈھنگ
ہَوا نے ......

(روانگی)

پرتھوی راج ۔ پاگل معلوم ہوتی ہے ۔
جَے مل ۔ مگر اُس نے نام کیسے جان لیا ؟
پرتھوی راج ۔ یہ بھی ٹھیک ہے ۔ اُس نے نام کیسے جان لیا ۔ معلوم ہوتا ہے ۔ یہ عورت واقعی جیوتش وِدّیا جانتی ہے ۔
جَے مل (چونک کر) بہت دیر ہو گئی ہے ۔ چلو اب چلیں ۔

(جَے مل اور پرتھوی راج کی روانگی)

سانگا ۔ کیا ہو سکتا ہے ۔ کیا انسانی آنکھیں کسی طرح بھی آنے والے دِنوں کے تاریک پردے کے اندر کے حالات دیکھ

سکتی ہیں۔ مَیں اس سوال پر جتنا غور کرتا ہوں۔ اُتنا ہی زیادہ حیران ہو جاتا ہوں۔ سچ مچ یہ دُنیا معمّہ ہے۔ انسان معمّہ ہے۔ خود پرماتما معمّہ ہے ؛

(روانگی)

پانچواں منظر

سُورج مل کا گھر

وقت تیسرا پہر

(سُورج مل اکیلا کھڑا ہے)

سُورج مل ۔ اتنے دن گذر گئے۔ لیکن ابھی تک کانوں میں وہی الفاظ گُونج رہے ہیں۔ "میواڑ کا تخت تیرا انتظار کر رہا ہے" کیا درحقیقت مَیں میواڑ کا رانا بن سکتا ہوں ؟ بن سکوں گا ؟ یہ خیال میرے ذہن سے کیوں نہیں نکلتا اُس عورت نے یہ خیال مجھے کیوں دیا ؟ ———

اوہ! مَیں پاگل ہو جاؤں گا۔ نہیں نہیں۔ مَیں تخت و تاج نہیں چاہتا۔ رانا بیمار ہیں۔ وہ سُن کر کیا کہیں گے۔ اُن کو مجھ پر اعتبار ہے۔ اُنہوں نے اپنی فوج میرے ہاتھ

دے رکھی ہے۔ جب میں اُنہی کے آدمی لے کر اُن کے خلاف کھڑا ہو جاؤں گا۔ اُس وقت اُن کا دل کیا کہے گا۔ اور اُن کا دل تو ایک طرف کیا خود میرا اپنا دل اس حرکت پر نفرین نہ کرے گا؟ ——— نہیں سورج مل۔ اِس طرف نہ جا۔ یہ گناہ کا رستہ ہے۔ مگر تمسا اِس آگ کو کیوں بھڑکا رہی ہے؟ اُس کی گفتگو میرے ارادے کو قدم قدم پر تبدیل کر دیتی ہے ؛

(پردے کے پیچھے سے زیوروں کی جھنکار کی آواز سُنائی دیتی ہے)

معلوم ہوتا ہے۔ جمنا وداع ہونے آرہی ہے ؛

(جمنا کا داخلہ)

جمنا۔ چچا! مَیں آپ سے وداع ہونے آئی ہوں ؛

سُورج مل۔ تو کیا آج ہی جا رہی ہو بیٹی؟

جمنا۔ ہاں چچا! ابھی جا رہی ہوں۔ آشیرباد دیجئے ؛

سُورج مل۔ پرماتما تمہیں خوش رکھے۔ تمہارا بال تک ٹیڑھا نہ ہو۔ سوہاگ دتی ہو۔ اولاد والی ہو۔ سسرال بھر کی پیاری ہو ——— کیوں؟ بیٹی! تم رونے کیوں لگی؟ یہ رونے کا وقت نہیں ؛

جمنا۔ معلوم نہیں۔ آنکھوں سے خود بخود آنسو کیوں بہنے لگے مَیں نے آپ کو کئی دفعہ تنگ کیا ہوگا۔ ستایا ہوگا۔ اُن سب قصوروں کو

معاف کر دیجئے۔ مَیں اب جا رہی ہوں ⁂

سُورج مل۔ جاؤ! بیٹی جاؤ!! پرماتما تمہیں خوش رکھے۔ ہم اُداس ہو جائیں گے۔ ہماری آنکھیں تمہیں ڈھونڈھیں گی۔ پر کیا ہو سکتا ہے۔ دُنیا کا یہی قاعدہ ہے۔ لڑکی کو باپ کے گھر سے وداع ہو کر جانا ہی ہوتا ہے۔ اسے نہ کوئی روک سکا ہے۔ نہ روک سکے گا۔ جس طرح ستی کیلاش پربت پر گئی تھی۔ اُسی طرح تُم بھی ہنستی ہوئی جاؤ۔ مَیں تمہیں کیا آشیرباد دُوں مَیں گنہگار کِس قابل ہوں۔ ہاں پرماتما سے پرارتھنا کرتا ہوں۔ کہ تم کو خاوند کی محبّت نصیب ہو ——— وہ تمہارے سوائے کسی دُوسری عورت کی طرف آنکھ نہ اُٹھائے تُمہارا سوہاگ بنا رہے۔ دودھوں نہاؤں۔ پوتوں پھلو ⁂

(جمنا کی روانگی)

سُورج مل۔ رانا نے کیسی غلطی کی۔ جو ایسی نیک اور خُوبصورت ایسی بھولی بھالی بیٹی اُس بدچلن کے ساتھ بیاہ دی۔ جیسے موتیوں کی مالا بندر کے گلے میں پہنا دی جائے۔ جو سُنتا ہے افسوس کرتا ہے۔ کاش پربھوراؤ اس لاثانی ہیرے کی قیمت سمجھے۔ تو ———

(تمسا کا داخلہ)

تمسا۔ جمنا گئی؟

سُورج مل۔ ہاں جمنا گئی۔ دن گیا۔ رات آئی ۔

(روتے ہیں)

تمسا۔ یہ آپ کرتے کیا ہیں ؟ غیروں کے لئے اِس طرح پاگل ہونا دانائی نہیں ہے ۔

سُورج مل۔ تمسا! تُم اِس محبّت کو کیا سمجھ سکتی ہو ؟ تمہارا اُس سے کوئی خُون کا رشتہ نہیں۔ تُم نے اُسے بچپن میں نہیں کھلایا گود میں لے کر پیار نہیں کیا۔ اُس کی بیماری میں دن کا آرام اور رات کی نیند نہیں قربان کی۔ تُم اِس محبّت کو کیا سمجھ سکتی ہو ۔

(روانگی)

(سانگا تیزی سے داخل ہوتا ہے)

تمسا۔ کیوں سانگا! تُم کہاں جا رہے ہو ؟

سانگا (گھبراہٹ سے) حکیم بُلانے جا رہا ہوں ؟

تمسا۔ کیوں ؟ حکیم کی کیا ضرورت ہے ؟

سانگا۔ پتاجی بیہوش ہو گئے ہیں ۔

تمسا۔ کس طرح ؟ کیسے ؟ کب ؟

سانگا۔ آ کر بتاتا ہوں۔ حکیم کو بُلا لاؤں پہلے ۔

(تیزی سے روانگی)

تمسا۔ کامیابی کے دروازے کُھل رہے ہیں۔ پرماتما کرے۔ یہ بیہوشی کبھی دُور نہ ہو (قدموں کی آواز سُن کر) کون ؟

(سارنگ کا داخلہ)

سارنگ - آپ کا تابعدار - کیا مجھے آپ نے بُلوایا ہے ؟

تمسا - ہاں میں نے ہی بُلوایا ہے ×

سارنگ - کہئے کیا حکم ہے ؟

تمسا - حکم کرنے سے پہلے میں تُم سے اقرار لینا چاہتی ہوں - کہ یہ گُفتگو کبھی کسی دُوسرے آدمی پر ظاہر نہ ہو گی ؟

سارنگ - کیا آپ کو مجھُ پر شُبہ ہے ؟

تمسا - نہیں - مگر پھر بھی یہ اقرار ضروری ہے - کہو - جو آپ کا حکم ہو گا - اس کی تعمیل کروں گا ×

سارنگ - جب تک مَیں پہلے حکم نہ سُن لوں - تب تک اقرار نہیں کر سکتا ×

تمسا - نہیں کر سکتے ؟

سارنگ - نہیں ×

تمسا - کیا تم جانتے ہو - کہ تم کون ہو ؟ اور مَیں کون ہوں ؟ کیا تُم جانتے ہو - کہ ایک دن جب تم دریا کے کنارے پھٹے پُرانے کپڑے پہنے بھُوکے بیٹھے رو رہے تھے - اور سردی سے تُمہارا جسم کانپ رہا تھا - تم نے مجھُ سے بھیک مانگی - اور مَیں تُمہیں اپنے ساتھ یہاں لے آئی - اس کے بعد میں نے تمہیں فوج میں بھرتی کرا دیا - اور آج تم اس عُہدے پر پُہنچ چُکے ہو -

سارنگ!

سارنگ۔ ماتاجی!

تمسا۔ کیا تم وہ دن بھول گئے؟

سارنگ۔ نہیں ماتا! میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ حکم کیجئے۔ اُس کی حرف بحرف تعمیل ہوگی +

تمسا۔ تو عہد کرتے ہو؟

سارنگ۔ ہاں عہد کرتا ہوں +

تمسا۔ اور یہ عہد ایک راجپوت سپاہی کا عہد ہے؟

سارنگ۔ ہاں ماتا! راجپوت سپاہی کا عہد ہے +

تمسا۔ تو آؤ! میرے ساتھ آجاؤ +

چھٹا منظر

سروہی کے شاہی محل کا ایک آراستہ کمرہ

وقت رات

(پربھو راؤ اور اُن کے مصاحب)

پربھو راؤ۔ اِدھر دیکھو +

مصاحب۔ حضور!

پربھوراؤ۔ جانتے ہو، ہم کون ہیں؟

ایک مصاحب۔ حضور ہمارے راجہ ہیں +

پربھوراؤ۔ تو نکما ہے +

دُوسرا مصاحب۔ بلکہ احمق ہے +

تیسرا مصاحب۔ بلکہ گدھا ہے +

پربھوراؤ۔ ہم صرف راجہ ہی ہیں کیا؟

پہلا مصاحب۔ نہیں حضور +

دُوسرا مصاحب۔ اب ہوش آ گیا!

پربھوراؤ۔ تو بتاؤ ہم کون ہیں؟

پہلا مصاحب۔ حضور سروہی کے راجہ ہیں +

پربھوراؤ۔ تو پاگل ہے +

دُوسرا مصاحب۔ نہیں حضور! دیوانہ ہے +

پربھوراؤ۔ ابے نالائق!

دُوسرا مصاحب۔ ابے اُلّو!

پربھوراؤ۔ ہم مہارانا رائےمل کے داماد بھی ہیں +

تیسرا مصاحب۔ ہاں! سمجھے +

پہلا مصاحب۔ ہاں حضور! اب سمجھ گیا +

پربھوراؤ۔ کیا سمجھا؟ بول!

دُوسرا مصاحب۔ چل بتا۔ ارے بولتا کیوں نہیں؟

تیسرا مصاحب۔ ذرا جلدی کر۔ ورنہ ــــــ

پربھوراؤ۔ تو کیا سمجھا ہے۔ یہ بتا؟

پہلا مصاحب۔ حضور رانا رائے مل کے داماد بھی ہیں٭

پربھوراؤ (نفرت سے) تو بالکل نالائق ہے٭

پہلا مصاحب۔ مہاراج! ــــــ

پربھوراؤ۔ بس چُپ رہو٭

دُوسرا مصاحب۔ خبردار اب زبان نہ ہلے٭

پربھوراؤ۔ ہم رانا رائے مل کے داماد ہیں۔ اس کو اس طرح بھی کہا جا سکتا ہے کہ رانا رائے مل ہمارا سُسر ہے٭

پہلا مصاحب۔ مہاراج! مَیں آپ جیسا دانا کب ہو سکتا ہوں٭

پربھوراؤ۔ یار! اسوقت تو تُو نے لاکھ روپے کی بات کی ہے٭

دُوسرا مصاحب۔ نہیں حضور سوا لاکھ روپے کی٭

پربھوراؤ۔ اب مَیں جس عورت کو بیاہ کر لایا ہوں۔ وہ ایسی خُوبصورت ہے۔ جیسی ــــــ بس مثال دینا مشکل ہے۔ یہی سمجھ لو۔ کہ بڑی خُوبصورت ہے٭

مصاحب۔ بڑی خُوبصورت ہے٭

پربھوراؤ۔ مثال نہیں دے سکتا۔ بڑی ہی خُوبصورت ہے٭

مصاحب۔ مہاراج ہم تو کچھ سمجھ ہی نہیں سکتے٭

پربھوراؤ۔ کیا مطلب؟

مصاحب۔ حضور! ہم دیکھے بغیر کیا کہہ سکتے ہیں ۔

پربھوراؤ۔ نہیں وہ خوبصورت ہے ۔

مصاحب۔ ہوگی۔ حضور! ہوگی ۔

پربھوراؤ (زمین پر پاؤں مار کر) ہوگی نہیں کہو ہے (ذرا ٹھہر کر) تُم اُسے دیکھنا چاہتے ہو؟ اچھّا چوکیدار!

(چوکیدار کا داخلہ)

دیکھو۔ جا کے رانی صاحبہ کو یہاں بُلا لاؤ!

چوکیدار (حیرت سے) یہاں؟

پربھوراؤ۔ ہاں یہاں۔ چلے جاؤ۔ سُنتا نہیں۔ مَیں کیا کہہ رہا ہوں۔ (آہستہ سے) جاکر رانی صاحبہ کو یہاں بُلا لاؤ ۔

چوکیدار۔ جو حکم ۔ (روانگی)

پربھوراؤ۔ مگر میرا بہت خیال رکھتی ہے۔ کیا تُم سمجھتے ہو۔ مَیں نشے میں ہوں ۔

مصاحب۔ نہیں مہاراج! نہیں سرکار!

پربھوراؤ۔ سُنو ۔

مصاحب (کھڑے ہوکر) سُنو۔ سرکار کیا فرماتے ہیں ۔

پربھوراؤ۔ وہ میرا بہت ہی خیال رکھتی ہے ۔

مصاحب۔ ہاں مہاراج رکھتے کیوں نا؟ ایسا خاوند سارے بھارت میں نہیں مل سکتا ۔

دُوسرا۔ واقعی سچ ہے۔آپ کا خیال (خیال پر زور دے کر) خیال نہ رکھّے۔ تو اَور کیا رکھّے ؎

پربھوراؤ۔ پر ہم اس کی پروا نہیں کرتے ؎

تیسرا۔ آپ بہت ہی اچّھا کرتے ہیں ؎

پربھوراؤ۔ تو وہ روتی رہتی ہے ؎

چوتھا۔ تو مہاراج اُسے اس کی اجازت دیدیتے ہیں ؎

پربھوراؤ۔ اوہ! ہم مہاراج ہیں۔ ہمیں کیا پروا ہے ؎

پہلا۔ سچ ہے سرکار!

(ایک بُڑھیا کے ساتھ جمنا کا داخلہ)

پربھوراؤ۔ جمنا آگئی؟

(جمنا سر جُھکا کر کھڑی ہو جاتی ہے)

پربھوراؤ۔ کیوں دوستو؟

مصاحب۔ سچ ہے مہاراج!

جمنا (بُڑھیا سے) یہ تو نشہ میں ہیں ؎

بُڑھیا۔ آپ یہاں سے چلیں ؎

پربھوراؤ (سُن کر) او بُڈھی!

بُڑھیا۔ سرکار!

پربھوراؤ۔ یہاں سے تیر ہو جاؤ ؎

بُڑھیا۔ کیوں؟

پربھوراؤ۔ ہمارا حکم ہے ٭

بڑھیا۔ اِن کو اکیلے کیسے چھوڑ جاؤں۔ میں نہیں جاؤں گی ٭

پربھوراؤ۔ نہیں جائے گی؟

بڑھیا۔ نہیں ٭

پربھوراؤ۔ اچھا نہ جا (جمنا سے) پیاری جمنا! ذرا گھونگھٹ ہٹاؤ ٭

(جمنا ہاتھ سے پربھوراؤ کا ہاتھ جھٹک دیتی ہے)

پربھوراؤ۔ آؤ میرے پاس کھڑی ہو جاؤ۔ تاکہ یہ لوگ دیکھ لیں کہ تُم میرے ساتھ کھڑی ہو کر کیسی خُوبصورت معلوم ہوتی ہو ٭

بڑھیا۔ یہ لوگ کون ہیں؟

پربھوراؤ۔ تیرے خصم۔ کوئی ہوں۔ تُجھے کیا؟

جمنا۔ مجھے جانے دو ٭

پربھوراؤ۔ کہاں جاؤ گی؟ ذرا ٹھہرو (مصاحبوں سے) تُم نے دیکھ لیا ٭

مصاحب۔ جی ہاں۔ بہت ہی خُوبصورت ہے ٭

پربھوراؤ۔ لو اب جاؤ ٭

(جمنا کی روانگی)

پربھوراؤ۔ او یارو! او دوستو!! او بھائیو!!!

مصاحب۔ حضور! سرکار!! مہاراج!!!

پربھوراؤ (غصّے سے) کمبختو۔ شراب لاؤ۔ مَیں حکم دیتا ہوں۔

شراب لاؤ۔

(مصاحبوں کا بھاگنا۔ پربھوراؤ کا اُن کے پیچھے پیچھے جانا)

ساتواں منظر

میواڑ کا شاہی محل

وقت رات

{رانا رائے مل پلنگ پر لیٹے ہوئے ہیں سانگا
پرتھوی راج اور جے مل پاس بیٹھے ہیں۔}

رانا۔ سانگا!

سانگا۔ ہاں پتاجی!

رانا۔ رات کتنی گذر گئی؟

سانگا۔ پتاجی بارہ بج گئے ہیں۔

رانا۔ اور تم ابھی تک نہیں سوئے۔ اُٹھو بیٹا! جاکر سو رہو۔ اِس طرح تمہاری صحت خراب ہو جائے گی؟ سانگا! تم بیٹھو۔ اور باقی جاکر آرام کرو۔ جب نہیں نیند آ جائے تو جے مل کو بھیج دینا ——— ہیں! تم نہیں جانتے۔ پرتھوی راج بیٹا!

پرتھوی راج ۔ پتاجی! ابھی مجھے نیند نہیں آئی ÷

جے مل ۔ آپ کو اِس قدر تکلیف میں چھوڑ کر، ہم کس طرح آرام کی نیند سو سکتے ہیں ÷

رانا ۔ آفرین بیٹا آفرین!! سُورتان کہا کرتا ہے۔ کہ اس خود غرض مطلب پرست دُنیا میں محبّت ایک فرضی لفظ ہے۔ جس کے نام پر چالاک آدمی سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ دے کر اپنا اُلّو سیدھا کر لیتے ہیں۔ مجھے بھی کبھی کبھی شُبہ ہوتا تھا۔ کہ شائد اُس کی یہ رائے درست ہو۔ مگر تم نے ثابت کر دیا۔ کہ اُس کا خیال بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے (کھانس کر) سانگا میری زبان سوکھی۔ میرا حلق خُشک ہُوا۔ پانی پانی (پانی پی کر) اُف! کیسی سردی ہے۔ جے مل! سانگا!! یہ کیا ہو رہا ہے؟ ہیں! بڑے زور کا بخار چڑھ رہا ہے جاؤ۔ بھاگ کر حکیم کو بُلا لاؤ ——— مگر نہیں نہیں حکیم کیا کرے گا۔ دوا کس کام آئے گی۔ اوہ۔ میں ——— سانگا! نہیں۔ مَیں دوا نہیں کھاؤں گا۔ اُٹھو! بھاگو۔ آہ! میرے سینہ میں آگ سی لگ گئی ہے۔ سارا جسم پُھنکا جا رہا ہے۔ جے مل! پرتھوی!! پانی دو۔ لیکن نہیں جانے دو اب اس کی کیا ضرورت ہے۔ رہنے دو۔ مجھے نیند آ رہی ہے۔ جسم ڈھیلا ہو گیا۔ کیا یہی مَوت ہے۔ کیا آدمی اِس قدر

آسانی سے مر سکتا ہے۔ جے مل ..... (سو جاتے ہیں)

پرتھوی راج (کچھ دیر تک چُپ رہنے کے بعد) جَے مل! معلوم ہوتا ہے پتاجی اُس نیند سو گئے۔ جس سے آج تک کوئی نہیں اُٹھ سکا —— ذرا نبض دیکھو۔

سانگا (گھبرا کر) تو میں حکیم صاحب کو بُلا لاؤں؟

جَے مل (نبض دیکھ کر) وہ اب حکیم صاحب اور اُن کی دوا دونو کی رسائی سے باہر ہیں۔ پتاجی! پتاجی!!

پرتھوی راج۔ نبض ہے؟

جے مل۔ نہیں۔

پرتھوی راج۔ ناک پر ہاتھ رکھ کر دیکھو۔ سانس ہے؟

جَے مل (ناک پر ہاتھ رکھ کر) نہیں۔

سانگا۔ سینہ گرم ہے؟

جَے مل (سینہ پر ہاتھ رکھ کر) نہیں۔ تو کیا پتہ جی مر گئے۔ کیا یہ اب نہ بولیں گے؟ کیا —— اوہ! پتاجی! (قریب جا کر) پتاجی!!

سانگا (رو کر) محبت کا یہ سرچشمہ بھی خشک ہُوا۔ بھائی پرتھوی راج کہو حکیم کو بُلا لاؤں۔ شاید ابھی وقت ہو۔ شاید یہ کسی دوا سے، کسی ترکیب۔ کسی حیلہ سے بچ سکیں۔ کہو۔ جاؤں؟ شاید ——

(تیزی سے جانا چاہتا ہے۔ پرتھوی راج روکتا ہے)

پرتھوی راج۔ دُنیا کے کسی حکیم کے پاس ایسی کوئی دوا نہیں جو

مُردوں کو زندہ کر سکے۔ اب جو کچھ ہونا تھا۔ ہو چُکا ۔

جے مل۔ تو کیا اب ہمیں بھائی سانگا کو مہارانا سمجھنا چاہیئے ؟

پرتھوی راج۔ مہارانا ؟ مہارانا وہ ہوگا۔ جس کے بازوؤں میں طاقت اور پاؤں میں استقلال ہوگا۔ صرف چند دن یا مہینے یا سال پہلے پیدا ہوجانے کے اتفاق سے سانگا تخت و تاج کا مالک نہیں بن سکتا۔ سانگا! تلوار لو ۔

سانگا۔ پرتھوی! کیا تُم پاگل ہوگئے ہو ؟

پرتھوی راج۔ نہیں سانگا! نہیں۔ ابھی فیصلہ ہوجانا چاہیئے کہ میواڑ کا رانا کون ہوگا۔ قدرتی اتفاق کے حق کو زور تلوار سے مٹایا جائیگا۔ تُم مجھ سے بڑے ہو۔ مگر تمہاری تلوار میری تلوار کا مقابلہ نہیں کرسکتی ۔

سانگا۔ بہت اچھا! میں تخت و تاج سے دست بردار ہوتا ہوں ۔

پرتھوی راج۔ کیوں جھوٹ بول رہے ہو۔ تخت و تاج کو اِس طرح آج تک کسی نے نہیں چھوڑا۔ سانگا! تلوار نکالو ۔

سانگا۔ پرتھوی راج۔ میں سچ کہتا ہوں۔ مجھے اِس سلطنت کی قطعاً ضرورت نہیں ۔

پرتھوی راج۔ کیا تُم اُس جنگی عورت کی پیشینگوئی بھول گئے ہو۔ اُس نے کہا تھا۔ میواڑ کے تخت پر سانگا بیٹھے گا۔ اُس وقت میرے دل سے ایک آواز نکلی تھی۔ کہ یہ نہیں ہوسکتا

رانا پرتھوی راج ہی بنے گا۔ آؤ مقابلہ کرو۔ تاکہ فیصلہ ہو جائے۔ کہ اس عورت نے جھوٹ کہا تھا۔ یا میں نے غلط سمجھا تھا۔ اُٹھو تلوار نکالو۔ آج یہ زمین میرے یا تمہارے خون سے رنگی جائیگی۔ رانا مر گئے ہیں۔ ہم دونو میں سے ایک کو اُن کے ساتھ جانا ہوگا +

سانگا۔ پرتھوی راج! یہ تم کیا کر رہے ہو۔ کیا باپ کی لاش پر جنگ کروگے؟ اوہ ٹھہرو۔ ابھی مہارانا کی رُوح سب کچھ دیکھ رہی ہے۔ سب کچھ سُن رہی ہے۔ اُسے اپنے جسم کا آخری نظارہ کرکے یہاں سے وداع ہو لینے دو۔ بھائیوں کی جنگ کا خوفناک منظر وہ کس طرح دیکھیں گے۔ نہیں پرتھوی راج! نہیں میں تخت نہیں چاہتا۔ اُسے تم لے لو میں صرف ....

پرتھوی راج۔ میں کچھ نہیں سُنتا۔ سانگا۔ تلوار نکالو +

(پرتھوی راج تلوار نکال کر سانگا پر حملہ کرتا ہے۔ سانگا وار خالی دیتا ہے)

سانگا۔ بیوقوف دیوانے! کیا کر رہے ہو؟ پرتھوی!

پرتھوی راج۔ بزدل۔ نکمے! راجپوت کے بیٹے موت سے نہیں ڈرتے۔ وہ موت کی بارش میں ہنستے ہنستے کود پڑتے ہیں +

(پھر حملہ کرتا ہے۔ سانگا کی آنکھ زخمی ہو جاتی ہے)

سانگا۔ اوہ! ٹھہر جاؤ۔ میری آنکھ زخمی ہو گئی ہے +

پرتھوی راج۔ جب تک ہم میں سے ایک مر کر زمین پر نہیں گر جاتا۔

تب تک مَیں نہیں رُک سکتا ٭

(دونو لڑتے ہیں۔ سُورج مل داخل ہوتا ہے)

سُورج مل۔ شرم کرو۔ نالائق لڑکو! شرم کرو۔ باپ بیمار پڑا زندگی کے آخری سانس پُورے کر رہا ہے۔ اور تم ایک دُوسرے کے خُون کے پیاسے ہو کر لڑائی کر رہے ہو۔ کیا تمہیں اِس بات کے لئے یہی وقت موزون معلوم ہُوا ہے ٭

(دونو کا رُک جانا۔ رانا کا اُٹھ کر بیٹھ جانا)

پرتھوی راج۔ اوہ پرماتما! کیا مُردہ زندہ ہو گیا؟

رانا۔ مَیں ابھی مرا نہیں تھا۔ لیکن کیسے تعجّب اور افسوس کا مقام ہے۔ کہ تم اتنی جلدی مرنے مارنے پر تیار ہو گئے۔ تمہارے باپ کی لاش تمہاری آنکھوں کے سامنے تھی۔ اور اگر اس کی مَوت کا تمہیں یقین ہو چکا تھا۔ تب بھی تمہیں خیال کرنا چاہیئے تھا۔ کہ اُس کی رُوح ابھی تک اِس کمرے میں مَوجُود ہے۔ مَیں کتنا بیوقُوف تھا۔ جو سمجھتا تھا۔ کہ تم میری خدمت محبّت سے کر رہے ہو۔ حالانکہ تُم سب اُس گدّھ کی طرح ہو جو مرتے ہوئے آدمی سے کچھ دُور بیٹھ کر اس کی مَوت کا انتظار کرتا ہے تاکہ جب وہ نامُبارک وقت آئے۔ تو گدھ کو نوچنے کے لئے اک لاش مِل سکے۔ سانگا! پرتھوی!! جے مل!!! کیا تمہیں یہ خیال نہ آیا۔ کہ تمہیں باپ کی لاش کو جلانا ہے۔ یہ سلطنت

تمہاری تھی - تمہارے سامنے تھی - تم اُس کے لئے ہر وقت کوشش کر سکتے تھے - لیکن کیا اک مہینہ یا اک ہفتہ بلکہ ایک دن انتظار نہ کر سکتے تھے (آہ سرد بھر کر) والدین کتنے احمق - کیسے بیوقُوف ہیں - جو اپنی نیند - آرام - عشرت حرام کر کے بچّوں کے چہرے پر مُسکراہٹ دیکھنا اپنی زندگی کا مقصد قرار دے لیتے ہیں - وہی بچّے جو مصیبت کے وقت میں اُن کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھنے کی بھی ضرورت نہیں محسوس کرتے - والدین اپنے آرام - اپنے جسم - اپنی جان پر سختیاں برداشت کر کے روپیہ جمع کرتے ہیں - اور اولاد ان کو بے پروائی سے خرچ کر دیتی ہے - بجے مل! پرتھوی سانگا - تم نے کیا کر دیا - باپ کا دل تمہارے اس ذلیل فعل پر لعنت بھیج رہا ہے (آہ سرد بھرنا)

بجے مل - پتاجی! مَیں بے گُناہ ہوں ——— مَیں نے کچھ نہیں کیا۔

رانا - درست ہے - مگر پرتھوی راج! تُم نے ——— بولو - کہو - بتاؤ - تمہارے پاس کیا جواب ہے؟

پرتھوی راج - مَیں اپنا قصور تسلیم کرتا ہوں (گھٹنے ٹیک کر) مجھے معاف کر دیجئے۔

رانا - نہیں یہ نہیں ہو سکتا - تمہارا قصور معمولی قصور نہیں - یہ بھاری گُناہ تک پہنچ گیا ہے - مَیں تمہیں کبھی معاف نہیں

کر سکتا ؛

پرتھوی راج - پتا جی! مجھ سے بڑی غلطی ہوگئی - مجھے معاف کر دیجئے میں ہاتھ جوڑتا ہوں - پاؤں پکڑتا ہوں ؛

رانا - تمہاری عادتیں ہمیشہ ہی سے بُری ہیں - اُس دن تم نے جے مل پر تلوار لے کر حملہ کیا تھا - اور آج سانگا سے لڑنے لگے یہ محل ہے ڈاکوؤں کا اڈّہ نہیں ہے - اُٹھّو - جاؤ - میں تمہیں جلاوطن کرتا ہوں - اور میواڑ کی سرزمین تم پر حرام کرتا ہوں جہاں تمہاری مرضی ہو - جاؤ - جو تمہاری خواہش ہو کرو - مگر میری سلطنت میں پاؤں نہ رکھّو - یہ باپ کا حکم ہے - ہاں یہ مہارانا کا فیصلہ ہے ؛

پرتھوی راج - پتا جی!

رانا - اب کسی کوشش کی کوئی ضرورت نہیں - مَوت کے کنارے بیٹھا ہُوا رانا اپنے الفاظ کو واپس نہیں لے سکتا ؛

سُورج مل - مہارانا جی! میری ایک عرض ہے .....

رانا - چُپ رہو - سُورج مل! میں اِس وقت کچھ نہیں سُن سکتا - پرتھوی جاؤ - تم کو اب یہاں ٹھہرنے کا کوئی حق نہیں ؛

(پرتھوی راج کی سر جھکا کر روانگی)

اور سانگا تُم ؟

سُورج مل - سانگا! میں سمجھتا تھا - تُم نیک - حلیم اور سمجھ دار ہو -

مگر تمہیں کیا ہو گیا۔ تم تو کبھی جوش میں نہیں آتے تھے ۔

رانا۔ سورج مل ٹھہرو (سانگا سے مخاطب ہو کر) تمہاری اس حرکت کا کیا جواب ہے (سانگا خاموش رہتا ہے) نہیں بولتے۔ تو کیا تمہیں کچھ بھی نہیں کہنا؟

سانگا۔ کچھ نہیں ۔

سورج مل (حیرت سے) سانگا! میں یہ کیا سن رہا ہوں؟

رانا۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ میں نے اپنی اولاد کو آج تک نہ پہچانا تھا سانگا! تم بھی پرتھوی راج ہی کی طرح خونی ثابت ہوئے (آہ سرد بھر کر) مجھے یہ معلوم نہ تھا۔ اگر مجھے معلوم ہوتا۔ تو میں اپنی محبت کمینہ۔ لالچی شیطانوں کے لئے صرف کرنے کی حماقت نہ کرتا۔ سورج مل غور کرو۔ باپ مر رہا ہے۔ اور بیٹے سلطنت حاصل کرنے کے لئے تلواریں لے کر ایک دوسرے کی زندگی برباد کر دینے کی کوشش کر رہے ہیں ——— اوہ! یہ ناقابل برداشت ہے۔ سانگا! یہ سلطنت تمہاری تھی مگر اب اس پر تمہارا کوئی حق نہیں۔ جاؤ! میں نے میواڑ کا تخت و تاج جے مل کے حوالے کیا۔ سورج مل! تم اس کا اعلان کرا دو۔ (پھر سو جانا)

پردہ

دوسرا باب
پہلا منظر
رانا کا محل

دوپہر

(رانا آدھے لیٹے ہوئے ہیں۔ سامنے سورج مل کھڑا ہے)

رانا۔ تو سانگا کا پتہ ابھی تک نہیں ملا؟

سُورج مل۔ نہیں۔

رانا۔ کوئی خبر؟

سُورج مل۔ آج ایک نوکر ایک چٹھی لے کر آیا ہے۔

رانا۔ کِس کی؟

سُورج مل۔ سانگا کے ہاتھ کی۔

رانا۔ کہاں ہے؟ لاؤ۔ نکالو۔ مَیں ابھی دیکھوں گا۔ سانگا کے ہاتھ کی چٹھی۔ سُورج مل! کہاں ہے؟

سُورج مل (چٹھی نکال کر) یہ دیکھئے - بہت دردناک پیرایہ میں لکھی ہے ؛
رانا (دیکھ کر) میری بینائی بہت کمزور ہو گئی ہے - میں بیٹے کی چٹھی بھی نہیں پڑھ سکتا - تم پڑھو - مَیں سُنوں گا ؛
سُورج مل (چٹھی لے کر) بہت اچھا! سانگا لکھتا ہے " جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے - مہارانا کو یقین دلا دیا گیا ہے - کہ مَیں اُن کی خدمت صرف سلطنت ہی کے لئے کرتا رہا ہوں - حالانکہ یہ بالکل غلط ہے - ان کو شُبہ ہو گیا ہے - کہ مَیں پرتھوی راج سے سلطنت کے لئے لڑا تھا - یہ بھی غلط ہے - مگر مَیں اپنی بے گناہی اُن پر ثابت نہیں کر سکا - جے مل نے آگ پر تیل ڈال دیا ہے - اِس لئے مَیں رخصت ہوتا ہوں - اُسے کہہ دیجئے - خُوشیاں کرے - جشن منائے - اس کی راہ کا کانٹا دُور ہو گیا ہے "
رانا (سر جُھکا کر رنجیدگی سے) بہت اچھا! یہ اولاد کا سُکھ ہے یہ باپ کی محبّت کا بدلہ ہے - بھگوان! تو اولاد کیوں دیتا ہے؟ مَیں نے کیا قصور کیا تھا؟ خیر ——— سُورج مل جانے دو - جو کچھ ہونا تھا - ہو گیا - اب کیا کِیا جا سکتا ہے - جاؤ! دروازے بند کر دو - مَیں کسی کا مُنہ نہیں دیکھنا چاہتا ——— پرماتما! کیا میری مَوت کا وقت ابھی تک نہیں آیا؟

دُوسرا منظر

مقام بدُور

وقت تیسرا پہر

(سورتان اور ان کی رانی)

سورتان۔ تارا کہاں ہے؟

رانی۔ شکار کھیلنے کے لئے گئی ہے۔ مگر اسے اس وقت تک واپس آجانا چاہیئے تھا۔

سورتان۔ ایسی لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی۔

رانی۔ مگر وہ اب لڑکی نہیں رہی۔ جتنی جلدی ہو سکے۔ اُس کے بیاہ کا انتظام کر دینا چاہیئے۔

سورتان۔ کیا کروں (ٹھنڈی سانس بھر کر) کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

رانی۔ یہ آپ اِس قدر بے پرواکیوں رہتے ہیں۔ ہر کام میں اور ہر جگہ یہ بے پروائی اچھّی نہیں معلوم ہوتی۔

سورتان۔ بے پرواکیوں رہتا ہوں۔ میری پیاری رانی! اس زمین پر مصیبتوں کے طوفان میں گھرے ہوئے انسان کے لئے بے پروائی ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو اُسے بچا سکتی ہے ورنہ وہ پاگل ہو جائے۔

رانی۔ لیکن کس طرح ؟

سورتان۔ جب کوئی کام نہ کرو گی۔ تو تمہیں شبہ کیسے ہو سکے گا؟ اور جب شبہ نہ ہوگا۔ تو کوئی تکلیف کوئی مصیبت کوئی ذہنی یا رُوحانی اذیّت نہ ہو سکے گی ٭

رانی۔ آپ کی یہ بات میں بالکل نہیں سمجھ سکی ٭

سورتان۔ یہ دُنیا کیا ہے؟ اس میں انسان کیا ہے؟ یہ ایک میدان کارزار ہے۔ جس کی مخالف اور موافق طاقتوں کے درمیان انسان کھڑا ہے۔ ہر ایک طاقت اُسے اپنی طرف کشش کرتی ہے۔ انسان کو اگر بچنا ہے۔ تو اُسے مرکز میں کھڑا رہنا چاہیئے۔ ورنہ جدھر جُھکے گا۔ وہی طاقت اُسے نگل جائے گی ٭

رانی۔ کیوں ؟

سُورتان۔ دو بیویوں کا شوہر کیا کر سکتا ہے؟ دونو عورتیں لڑتی اور جھگڑتی ہیں۔ ایک دوسرے کو شکست دینے کی پُوری پُوری کوشش کرتی ہیں۔ اگر خاوند سمجھدار ہے۔ تو دونو سے الگ کھڑا رہتا ہے۔ اور یہ تماشا دیکھ دیکھ کر مُسکراتا جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ کسی کی طرفداری کرتا ہے۔ تو پھر اُس کی تباہی میں کسی کو شبہ نہیں رہتا۔ اسی طرح یہ دُنیا، یہ قُدرت......

رانی۔ تو پھر آپ اس زندہ جیتی جاگتی دُنیا میں پتّھر کے مانند خاموش کھڑے رہنا چاہتے ہیں؟

سُورتان۔ مجھے یقین ہے۔ کہ جو ہونا ہے۔ وہ لازمی طور پر ہو جائیگا۔ اور اُس کے رستہ میں کوئی طاقت، کوئی مخالفت۔ کوئی مزاحمت نہیں ٹھہر سکتی۔ اور جو نہیں ہو سکتا۔ اُس کے لئے دُنیا بھر کو زیر و زبر کر دینا بھی بیکار ہے ‡

رانی۔ بہت اچھا خیال ہے۔ کانوں میں سیسہ ڈال کر بیٹھے رہو۔ اور دُنیا کی جد و جہد میں کسی قسم کا بھی حصّہ نہ لو ‡

سُورتان۔ فضول طاقت خرچ کرنے کا کیا فائدہ ہے۔ طاقت فراہم کرنا چاہیئے ‡

رانی۔ مگر اُس کی ضرورت کیا ہے؟ جب ہم اُسے خرچ کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے ‡

سُورتان۔ تُم بہت سادہ لوح ہو۔ یہ نہایت لطیف فلسفہ ہے۔ تم اسے نہیں سمجھ سکتیں ‡

رانی۔ اور پرماتما کرے میں اسے کبھی نہ سمجھوں ‡

(تارا کا سپاہیوں کے لباس میں داخلہ)

تارا۔ آپ نے دیکھا؟

سُورتان۔ کیا بیٹی؟

تارا۔ شیر کا بچّہ ‡

سُورتان۔ کہاں ہے؟

تارا۔ ہم سب نے اُسے شیرنی کی گود سے چھینا ہے ——— وہ

دیکھئے۔ آہ! کتنا خوبصورت ہے ٭

سُورتان۔ تارا۔ یہ تُم نے کیا حماقت کی۔ شیرنی بچہ چھن جانے پر نہایت خونخوار ہو جاتی ہے۔ اور اس وقت اُسے اپنی جان کی ذرا بھی پروا نہیں رہتی۔ دیکھ لینا! تھوڑی دیر کے بعد وہ تمہارے دروازہ پر دہاڑ رہی ہوگی ٭

تارا۔ اُوں! دہاڑ رہی ہوگی۔ میں اُس کے جبڑے چیر دونگی ٭

سُورتان۔ بیٹا! کہنا آسان ہے۔ پر کر کے دکھانا مُشکل ہے۔ تُم شیرنی سے لڑو گی؟ بھولی بیٹی! تُم اُس سے لڑ سکو گی؟

تارا۔ وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی ٭

سُورتان۔ شیرنی اگر سُونگھنا اور دھاڑنا ہی جانتی۔ تو معمولی بات ہوتی مگر وہ کچھ اور بھی کر سکتی ہے۔ کیا تُم نے نہیں سُنا۔ کہ وہ آدمی کے گوشت کو بیحد پسند کرتی ہے ٭

تارا۔ مگر آپ ڈرتے کیوں ہیں؟ چلئے میں آپ کے ساتھ ہوں ٭

سُورتان۔ کیا دیکھوں گا۔ شیر کا بچہ شیر ہی کے مانند ہوگا۔ مگر ——

ہاں دیکھو تارا! اب تمہیں یہ مردانہ لباس زیب نہیں دیتا ٭

رانی۔ کیوں زیب نہیں دیتا؟ جب مرد جنگ سے بھاگ کھڑے ہونے میں شرم محسوس نہیں کرتے۔ جب اُن کی مُونچھیں مردانگی کھو کر بھی کھڑی رہتی ہیں۔ جب اُن کی آنکھوں میں دلیری۔ بازوؤں میں طاقت نہیں رہی۔ جب اُن کے دل بہادری

سے محروم ہو گئے ہیں۔ اور وہ پھر بھی اپنا وہی لباس پہن رہے ہیں۔ تو اس لڑکی کو یہ لباس کیوں زیب نہیں دیتا؟

سُورتان۔ رانی! تمہارا خیال نہایت ہی ذلیل قسم کا اور سخت گُمراہ کُن ہے۔ کاش تم نے نیائے شاستر (منطق) پڑھا ہوتا۔

تارا۔ تو پتاجی! کیا آپ شیر کا بچّہ نہیں دیکھیں گے؟

رانی۔ بیٹی! کسے کہہ رہی ہو۔ شیر کا نام نہ لو۔ یہ ڈر جائیں گے۔ ان کا دل دہل جائیگا۔ خوف سے ان کی آنکھیں بند ہو جائیں گی۔ اور عجب نہیں۔ کہ یہ غش کھا کر گر جائیں۔ یہ شیر کے بچّے کے پاس کس طرح جا سکتے ہیں؟ یہ مرد ہیں۔ شیرنی کے بچّے کو عورت پکڑ سکتی ہے۔ اُس کے ساتھ کھیل سکتی ہے اور اگر شیرنی غضب کی حالت میں سامنے آجائے۔ تو اُس کے پنجے مروڑ سکتی ہے۔ آؤ۔ چلو۔ تمہارا شیرنی کا بچّہ میں دیکھوں گی۔

(رانی اور تارا کی روانگی)

سُورتان۔ عورت کی طبیعت کو میں نے آج تک نہیں سمجھا۔

تیسرا منظر

مقام بدور

تیسرا پہر

(لباس تبدیل کئے ہوئے سانگا اور تارا)

تارا۔ تو دشمن کی صف میں گھس جانے کی نسبت اُس سے باہر نکلنا مشکل ہے؟

سانگا۔ دنیا بھر میں ہر جگہ یہی دیکھا جاتا ہے۔ تارا منطق میں مخالف کا خیال رد کر دینا آسان ہے۔ لیکن اُس پر اپنی دلیل کا سکّہ بٹھا دینا آسان نہیں۔ محبت کے باب میں بھی ——

تارا۔ جانے دو میں محبت کے منطق کی کوئی بات نہیں سننا چاہتی۔ یہ دیوانگی کی اک قابل رحم حالت ہے —— اچھا موہت سنگھ! ہماری کتابوں میں جو لکھا ہے۔ کہ میگھ ناد بادلوں کے پیچھے رہ کر جنگ کیا کرتا تھا۔ کیا یہ سچ ہے؟

سانگا۔ نہیں تارا! یہ صرف شاعرانہ خیال ہے۔

تارا۔ اور راون کے دس سر؟

سانگا۔ یہ بھی شاعرانہ تخیّل ہے۔

تارا۔ تو کیا رامائن بھی شاعر کا فرضی مضمون ہے؟

سانگا۔ نہیں ؛

تارا۔ جب رامائن کا کچھ حصّہ فرضی ہے۔ تو باقی حصّہ کیوں فرضی نہیں ؟

سانگا۔ تارا! رام۔ کرشن اور بُدھ کے متعلّق اگر لوگوں میں کچھ باتیں مشہور ہیں۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا۔ کہ یہ آدمی ہی فرضی ہیں ؛

تارا (سوچ کر) ٹھیک ہے۔ مَیں غلطی پر تھی۔ تُم کیسے دانا ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی کیسے حلیم۔ کیسے شریف ہو۔ یہی باعث ہے کہ پتاجی تم سے اِتنی محبّت رکھتے ہیں ؛

سانگا۔ مگر تم نہیں ——

(رانی کا داخلہ)

رانی۔ تارا!

تارا۔ کیوں کیا حکم ہے ؟

رانی۔ تمہیں تمہارے پتاجی بُلا رہے ہیں ؛

(تارا کی روانگی)

رانی۔ موہت سنگھ!

سانگا۔ جی!

رانی۔ تُم میواڑ کے راجکمار رجے مل کو پہچانتے ہو ؟

سانگا۔ ہاں پہچانتا ہوں ؛

رانی - کیا میواڑ کے تخت پر اب اُسی کا حق ہے ؟

سانگا - ایسا ہی سُنا ہے ۔

رانی - تو اگر اُس کے ساتھ تارا کا بیاہ کر دیا جائے - تو ٹھیک رہے گا ؟

سانگا (چونک کر) کیا ——— نہیں - مَیں نہیں جانتا ۔

رانی - موہت سنگھ ! تم ہماری مدد کرو ۔

سانگا - مدد - کس طرح ؟

رانی - تارا بہادر لڑکی ہے - مَیں اُس کا بیاہ صرف سانگا کے ساتھ کرنا چاہتی تھی - مگر وہ بے پتہ ہے - پرتھوی راج کو جلا وطن کر دیا گیا ہے - باقی صرف جے مل ہے - مَیں چاہتی ہوں تارا کا بیاہ اُسی کے ساتھ کر دیا جائے - مگر مشکل یہ ہے - کہ تارا بیاہ کرنے پر رضامند نہیں ہوتی - وہ تمہاری بات کو نہایت ادب و عقیدت سے سُنتی ہے - کیا تم اسے رضامند کر سکو گے ؟

سانگا - مگر کیا جے مل رضامند ہو گیا ہے ؟

رانی - اوہ ! اُس کے متعلق کچھ نہ پُوچھو - وہ تارا کو چاہتا ہے اور اس ہفتہ کے اندر اندر یہاں آنے والا ہے ۔

سانگا (چونک کر) کیا یہاں آنے والا ہے ؟

رانی - ہاں موہت سنگھ ! تم اُسے سمجھاؤ - تمہارا ہم پر احسان ہو گا ۔

(روانگی)

سانگا۔ قسمت کے کھیل ہیں۔ جس جےمل نے مجھ سے میرا تخت و تاج چھین لیا ہے۔ وہی مجھ سے تارا کو چھین رہا ہے۔ مگر کیا ———— اوہ! وہ اس کے قطعاً ناقابل ہے۔ یہ بیش قیمت موتی کیا اُس بیوقوف کم عقل کے ہاتھ میں جا کر اپنی قدر و قیمت زائل نہیں کرے گا۔ نہیں نہیں وہ اس قابل نہیں ہے۔ مَیں اُسے تارا کا ہاتھ پکڑنے کی اجازت نہیں دُونگا۔ لیکن ———— وہ ———— اُس کی ماں اُسے میواڑ کی مہارانی دیکھنا چاہتی ہے۔ میرا کیا حق ہے کہ اُس کی مرضی کے راستہ میں روڑا بن کر کھڑا ہوں۔ مَیں اس خواہش کو بھی چھوڑ دونگا۔ اور جس طرح تنکے کے مانند بہتا ہُوا یہاں آ گیا تھا۔ اُسی طرح یہاں سے کسی اور طرف کو ———— پتہ نہیں کہاں چلا جاؤں گا۔

(تارا کا داخلہ)

تارا۔ موہت سنگھ!

سانگا۔ آؤ تارا! تم آ گئیں؟

تارا۔ ہاں کہو ماں جی تم سے کیا کہتی تھیں؟

سانگا (تارا کا ہاتھ پکڑ کر) تارا!

تارا۔ کہو موہت سنگھ! کیا کہتے ہو۔ ہیں! یہ تمہاری آواز۔ یہ

تُمہاری آنکھیں۔ یہ تمہارا چہرہ۔ اوہ بولو۔ تمہیں کیا ہُوا ہے تمہارا
سارا جسم کیوں کانپ رہا ہے ؟

سانگا (ہاتھ جوڑ کر) تارا میں کل یہاں سے جا رہا ہوں ۔

تارا (حیرت سے) جا رہے ہو ؟ کہاں ؟

سانگا۔ کچھ نہیں کہا جا سکتا ۔

تارا۔ مگر کیوں ؟

سانگا۔ تاکہ تم کو تکلیف نہ ہو ۔

تارا۔ تاکہ مجھے تکلیف نہ ہو (شُبہ سے) تمہیں کچھ ماتا جی نے تو نہیں کہا ؟

سانگا۔ نہیں ۔

تارا۔ تو پھر ؟

سانگا۔ اس "پھر" کا میں جواب نہیں دے سکتا۔ ہاں روانگی سے
پہلے میں تم سے اک عرض کرنا چاہتا ہُوں۔ اُسے مانو گی ؟

تارا۔ کہو۔ کیا کہنا چاہتے ہو ؟

سانگا۔ تمہارے والدین چاہتے ہیں کہ تُم اب بیاہ کر لو ۔

تارا۔ بیاہ ؟ کس سے ؟

سانگا۔ میواڑ کے راجکمار جے مل سے۔ وہی میواڑ کے ہونے والے
مہارانا ہیں ۔

تارا۔ ہونگے ! مگر مجھے اس سے کیا غرض ؟

سانگا۔ تُم میواڑ کی مہارانی بنو گی ۔

تارا۔ موہن سنگھ! میرے دل میں تمہارے لئے بیحد عزت ہے اور میں تمہیں اپنا بڑا بھائی سمجھ کر تمہیں خوش رکھنا اور تمہاری بات ماننا اپنا فرض سمجھتی ہوں۔ مگر اس معاملہ میں اصرار نہ کرو میں مہارانی بننے کے خیال پر اپنی زندگی قربان نہیں کر سکتی میواڑ کا تخت کیا چیز ہے۔ میں تو سورگ پوری پر بھی لات مارتی ہوں ؛

سانگا۔ تم نے کبھی جے مل کو دیکھا ہے ؟

تارا۔ نہیں۔ اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ موہن سنگھ! یہ سچ ہے کہ میں نے تم سے ہتھیاروں کا استعمال کرنا سیکھا ہے۔ مگر میں نے تمہیں گورو کبھی نہیں تسلیم کیا۔ لہٰذا تمہارا کوئی حق نہیں کہ تم مجھے بیاہ کے معاملہ میں مشورہ دو۔ میں بیاہ کروں یا نہ کروں۔ یہ میری اپنی مرضی پر منحصر ہے ؛

(تیزی سے روانگی)

سانگا۔ تارا! تارا!! کاش تجھے معلوم ہوتا۔ کہ میں نے تجھے یہ مشورہ کس طرح دیا ہے۔ اور کس حق سے دیا ہے۔ تو اس طرح کا سخت جواب نہ دیتی۔ میں جو تیری پوجا کرتا ہوں۔ جس کے خیال کی اک اک گھڑی تیری یاد میں محو ہو چکی ہے جس کی نیند پر تیرے چہرے کا قبضہ ہو چکا ہے۔ جس کا آرام تیرے قدموں کی حرکت سے پامال ہو چکا ہے۔ اوہ میں تجھے

یہ مشورہ کس زبان سے دے سکا ہُوں۔ کاش تجھے یہ معلوم ہوتا۔ کاش میرا دل میرے چہرے کا کھلا ہُوا ورق ہوتا۔ کاش میرا کلیجہ میری آنکھوں میں آجاتا۔ تو میری قربانی کا اندازہ کرسکتی ٭

(تارا کا داخلہ)

تارا۔ موہت سنگھ! مجھے معاف کردو۔ مَیں نے تمہارا قصور کیا ہے ٭

سانگا۔ تارا۔ تمہارا کوئی قصور نہیں۔ آخر مَیں تمہارا نوکر ہوں۔ اور نوکر کو جھڑکنے اور اُسے اُس کی حیثیت بتانا مالک کے لئے قابل اعتراض نہیں کہا جاسکتا ٭

تارا۔ نہیں۔ یہ میرا قصور ہے۔ مَیں اک معمولی عورت ہوں اور تُم —— تُم —— (روانگی)

سانگا۔ ہیں! اس کے رُخساروں پر سُرخی؟ اوہ! سمجھ گیا۔ تارا تُم نے اِک ذرا سی بات میں اپنا دل مجھ پر کھول دیا۔ لیکن نہیں۔ تارا! نہیں۔ یہ ہونا ناممکن ہے۔ مَیں اپنی ذاتی غرض کے لئے تُمہارا مُستقبل تاریک نہیں کروں گا۔ مَیں نے ایثار کا عہد کیا ہے۔ جس طرح مَیں نے تخت و تاج چھوڑ دیا ہے اُسی طرح اے میرے دل کی رانی! تجھے بھی چھوڑ دُوں گا۔ اور اپنا نام بدنام نہ کروں گا۔ تُو عروج کے دن دیکھے۔ تُو میواڑ کی ملکہ بنے۔ تُو آرام سے رہے۔ مَیں اسی میں خُوش ہوں۔ مگر

کیا ——— اوہ! یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ حُسن کی ترغیب ۔ یہ خُوبصورتی کی حرص ——— مَیں کیا کروں گا۔ سانگا! آنکھیں کھول۔ نیند سے بیدار ہو۔ اور اپنا فرض پہچان کر اس امتحان کی جگہ سے جتنی جلد ہو سکے۔ دُور چلا جا ÷

چوتھا منظر

ایک سرائے

رات

(ایک بنیا اور دو پردیسی بات چیت کر رہے ہیں)

ایک پردیسی۔ تعجب ہے ÷

دُوسرا۔ حیرت ہے ÷

بنیا۔ مگر وُہ اتنا تیز مزاج کیوں ہے؟ آخر اس کا کوئی سبب تو ہونا چاہیئے ÷

پہلا۔ سبب۔ سبب تو کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ مَیں نے اُس سے پُوچھا۔ آپ کہاں جائیں گے۔ اُس کی آنکھیں سُرخ ہو گئیں۔ مَیں نے کہا۔ کیوں صاحب! آپ بہرے ہیں۔ اُس نے میری طرف قہر کی نگاہوں سے دیکھ کر تلوار نکال لی۔ بس صاحب!

مَیں بھاگا۔ بھاگا یہاں آگیا۔ ورنہ اُس نے تو میری گردن اُڑا دی ہوتی ٭

دُوسرا۔ تمہاری ہی غلطی تھی۔ آجکل ابتری مچی ہوئی ہے۔ کسی کی عزّت۔ دولت۔ جان محفوظ نہیں ہے ٭

بنیا۔ بالکل درست ہے۔ جو چاہتا ہے۔ اپنی حکومت قائم کر لیتا ہے ٭

پہلا۔ مگر یہ حالت کب تک رہے گی ؟

بنیا۔ جب تک تمام راجپُوت ایک ہی جھنڈے تلے جمع نہیں ہو جاتے۔ تب تک ناوڈ میں امن قائم ہونا دُشوار ہے ٭

(پرتھوی راج کا داخلہ)

پرتھوی راج ۔ تُم کون ہو؟

پہلا۔ کوئی ہوں۔ تمہیں اس سے کیا ؟

پرتھوی راج ۔ مَیں مُسافر ہوں ٭

پہلا۔ بہت اچھی بات ہے۔ مگر ہم کیا کریں ٭

پرتھوی راج ۔ اِس سرائے کا مالک کون ہے ؟

پہلا۔ پتہ نہیں ۔ ہاں یاد آیا ۔ مَیں ہی ہوں ٭

پرتھوی راج ۔ تُم کو معلوم ہونا چاہیئے ۔ کہ تُم ایک راجپُوت سے گُفتگُو کر رہے ہو۔ بولو سرائے کا مالک کون ہے ورنہ ———

(تلوار نکال لیتا ہے)

پہلا (کانپ کر) ارے یہ تو وہی ہے ——— نہیں ! مہاراج !

میں مالک نہیں ہوں (بنئے سے) کیوں جناب! ٹھیک ہے نا!

بنیا۔ مہاراج! آپ صبر کریں۔ یہاں تلوار کی کیا ضرورت ہے۔ اس جگہ بدامنی ہے۔ یہ سچ ہے۔ مگر نہ اِس قدر کہ آپ جس کا چاہیں سر کاٹ لیں +

پرتھوی راج (تلوار میان میں ڈال کر) یہ شخص بیحد گستاخ اور بیوقوف ہے +

بنیا۔ خیر اسے معاف کر دیجئے۔ ہاں وہ مالک آ رہا ہے +

(مالک سرائے کا داخلہ)

پرتھوی راج۔ اس سرائے کے مالک آپ ہیں ؟

مالک۔ جی۔ حکم!

پرتھوی راج۔ ہم آج یہیں رہیں گے +

مالک۔ بڑی خوشی سے۔ آپ کے ساتھ کتنے آدمی ہیں ؟

پرتھوی راج۔ پانچ +

مالک۔ بہت اچھا۔ تو کھانے پینے کے لئے کیا عرض کروں ؟

پرتھوی راج۔ جو تمہاری مرضی ہو۔ مگر میرے پاس ایک پیسہ بھی نہیں +

مالک۔ تو خرچ کون دے گا ؟

پرتھوی راج۔ یہاں کوئی مہاجن ہے کیا؟

بنیا (آگے بڑھ کر) کیوں ؟

پرتھوی راج - مَیں یہ ہیرے کی انگوٹھی فروخت کرنا چاہتا ہُوں +
بنیا (انگوٹھی دیکھ کر) تو کیا آپ ــــــ ؟
پرتھوی راج - ہاں میں پرتھوی راج ہُوں +
بنیا - تو معلوم ہوتا ہے - نالوڈ کے نصیب جاگنے والے ہیں (مالک سرائے سے)
ان لوگوں کے لئے سب سے اچھے کمرے خالی کرا دو - سب سے عُمدہ
کھانا بنوا دو - دام مَیں دُونگا +
مالک - بہت اچھا (پرتھوی راج سے) آپ کے دوست +
پرتھوی راج - باہر کھڑے ہیں - تُم میرے ساتھ آجاؤ +
(دونوں کی روانگی)
بنیا - یہ میواڑ کے ولیعہد پرتھوی راج ہیں +
پہلا مُسافر (حیرت سے) پرتھوی راج !
دُوسرا - یہی وجہ ہے - کہ بات بات میں تلوار سونت لیتا ہے اور مرنے
مارنے کو ہر وقت تیار رہتا ہے +
بنیا - ایک موقعہ پر اس نے دو سپاہیوں سے تنہا مقابلہ کیا تھا +
پہلا - تو معلوم ہوتا ہے اب نالوڈ میں امن و امان ہو جائیگا +
بنیا - میرا بھی یہی خیال ہے +

پانچواں منظر

مقام بدور

تیسرا پہر

[درخت کے نیچے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے جیمل
اور درخت کے ساتھ پیٹھ لگا کر کھڑی ہوئی تارا]

تارا۔ میں اسے سُن سُن کر تنگ آگئی ہوں۔ جے مل پرماتما کے لئے مجھ سے اب دوبارہ یہ الفاظ نہ کہنا۔ میں انہیں سُننا نہیں چاہتی"

جے مل۔ تارا! تم کیوں مجھ سے ناراض رہتی ہو۔ میں تمہیں بیحد پیار کرتا ہوں +

تارا۔ تم پیار کرو یا نہ کرو۔ مجھ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا +

جے مل۔ تارا! یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ کیا سچ مچ تمہیں میری اور میری محبت کی کوئی پروا نہیں ؟

تارا۔ میں نے تم سے کتنی دفعہ کہہ دیا ہے۔ اور زور دے کر کہتی ہوں۔ کہ میں تمہیں نہیں چاہتی۔ مگر اس کے باوجود تم مجھے برابر ستائے جا رہے ہو۔ کیا تمہیں اس کا کوئی خیال نہیں۔ میں اب پھر کہتی ہوں اور زور دے کر کہتی ہوں کہ میں نہیں چاہتی۔ نہیں

چاہتی۔ نہیں چاہتی +

بجے مل۔ تارا تم کیسی سخت دل ہو۔ پتہ نہیں پرماتما نے تمہیں ایسا بے رحم دل دے کر ایسی خوبصورت شکل کیوں دیدی؟

تارا۔ یہ سوال مجھ سے نہیں۔ پرماتما سے ہونا چاہیئے +

بجے مل۔ مگر تارا محبت کیا ہے؟ اتنا تو تم سمجھتی ہو یا یہ بھی نہیں سمجھتیں؟

تارا۔ محبت؟ مَیں نے آج تک نہیں دیکھی۔ مَیں نے لڑنا سیکھا ہے۔ پڑھنا سیکھا ہے۔ مگر محبت کیا ہے؟ یہ مجھے آج تک کسی نے نہیں سکھایا۔ اور بجے مل! اس کے سیکھنے کی ابھی ضرورت ہی کیا ہے۔ میرا مُلک غلام ہے۔ مَیں اُس سے نکلی ہوئی بے عزت لڑکی ہُوں۔ مجھے محبت کرنے کا کیا حق حاصل ہے +

بجے مل۔ تارا!

تارا (سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے) مَیں نے فیصلہ کر رکھا ہے۔ کہ جب تک میرا وطن آزاد نہیں ہوتا۔ اُس وقت تک اپنے ذاتی آرام کی طرف مُطلقاً توجہ نہیں دُوں گی۔ مَیں اسے پاپ سمجھتی ہُوں +

بجے مل۔ مگر تمہارا وطن کس طرح آزاد ہو سکے گا۔ یہ بھی کیا جانتی ہو +

تارا۔ نہیں مَیں اس کے متعلق کچھ نہیں جانتی۔ مَیں ایک معمولی لڑکی ہوں۔ میرے بازو میں قوت ہے۔ میرے دماغ میں وطن کا خیال۔ میرے دل میں وطن کی محبت ہے۔ مگر مَیں تنہا کیا کر سکتی

ہوں۔ جب اپنے ناچیز جسم کی طرف دیکھتی ہوں۔ تو ٹھنڈی سانس بھرتی ہوں۔ اور خاموش رہ جاتی ہوں۔ مگر میں نے عہد کر رکھا ہے۔ کہ جب تک میرا وطن تھوڈا آزاد نہ ہو جائیگا۔ اُس وقت تک بیاہ نہ کروں گی +

جے مل۔ تو تمہارے بیاہ کے رستہ میں یہی رُکاوٹ ہے ؟

تارا۔ ہاں یہی۔ جے مل! جو غلام ہے۔ جو ہر وقت ڈرتا رہتا ہے۔ کانپتا رہتا ہے۔ جس کی مرضی آزاد نہیں۔ جس کے خیالات پر پابندیاں عائد ہیں۔ اُسے بیاہ کر کے خوشیاں منانے کا کیا حق حاصل ہے۔ کیا وہ خوش ہو سکتا ہے۔ نہیں۔ جس کا دل ہر وقت روتا رہتا ہے۔ اگر اُس کے ہونٹ مسکراتے ہوں۔ آنکھیں ہنستی ہوں۔ تو سمجھ لو۔ کہ وہ اپنے آپ کو۔ اپنے ضمیر کو۔ اپنے دوستوں کو اور اپنے پرماتما کو دھوکا دے رہا ہے +

جے مل۔ اور اگر میں تھوڈا کو آزاد کر دوں +

تارا۔ تو پھر یہ ہاتھ تمہارا ہو گا +

جے مل۔ تارا!

تارا۔ کنور! میں اپنا تن۔ من۔ دھن اور عورت کا پیار۔ جو میرے پاس ہے۔ تمہاری نذر کر دوں گی۔ تم تھوڈا کو دشمنوں کے پنجے سے آزاد کرا دو +

جے مل۔ ایک بات اَور۔ تم مجھ سے پیار کرو گی ؟

تارا۔ اس کے بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ مگر ہاں بیاہ کروں گی۔ تمہاری ہر ایک مرضی کو ہر ایک خواہش کو اپنے لئے حکم سمجھوں گی۔ اور اُسے پورا کرنا اپنی زندگی کا مقصد قرار دے لُونگی +

جے مل۔ تو میں پیاری تارا! عہد کرتا ہوں۔ کہ تھوڈا کو دشمنوں کے ہاتھ سے چھین کر تمہارے حوالے کر دُوں گا اور تمہارا۔ تمہارے ہاتھ کا اور تمہاری محبت کا مالک بنوں گا +

تارا۔ تو جائیے۔ جب تک آپ اپنا عہد پورا نہیں کر لیتے۔ اُسوقت تک آپ کو میرے نزدیک آنے اور مجھ سے محبت جتانے کا کوئی حق حاصل نہیں (تیزی سے روانگی) +

جے مل۔ تارا! تارا!! تم مجھ سے جتنا پرے بھاگتی ہو۔ تمہارے لئے میری محبت اُتنی ہی ترقی کرتی جاتی ہے۔ جس طرح دریا کے پانی میں بند لگا دینے سے اُس کے دھارے میں زیادہ زور آجاتا ہے۔ میں نے بے شمار عورتیں دیکھی ہیں۔ اور اُن کو دو میٹھی باتوں سے۔ چند دھمکیوں سے اور سونے چاندی کے کچھ ٹکڑوں سے قابو میں کر لیا ہے لیکن تارا ——— یہ عجیب عورت ہے۔ محبت سے بھاگتی ہے۔ میٹھی باتوں سے نفرت کرتی ہے۔ اور تخت و تاج کا لالچ اس کے سامنے اُتنی بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ جتنی کھلونا بچہ کے سامنے رکھتا ہے۔ میں اگر

اُس کی طرف ایک قدم بڑھتا ہوں۔ تو وہ چار قدم پیچھے ہٹ جاتی ہے۔ مگر وہ حسین ہے۔ اُس کی آنکھوں میں بجلی ہے۔ اُس کے گالوں میں دلکشی ہے۔ اُس کے ماتھے پر جلال ہے۔ بولتی ہے تو دل میں آگ لگا دیتی ہے۔ اوہ! میں اُس کے بغیر کسی طرح بھی نہیں رہ سکتا۔

چھٹا منظر

تمسا کا اندرونی کمرہ

رات

(سارنگ دیو اور رانی تمسا)

تمسا۔ تو تُم نے سمجھ لیا؟

سارنگ۔ جی ہاں سمجھ لیا۔

تمسا۔ نواب صاحب مالوہ نے امداد دینا منظور کر لیا ہے۔ تم اُن سے کہہ دینا۔ کہ اگر وہ خود اُن سے ایک دفعہ کُھل کر بات چیت کریں۔ تو نہایت مناسب ہو گا۔

سارنگ۔ مگر سُورج مل کو سمجھانا آسان نہیں۔ اُن کی بھائی سے محبت۔ تخت سے عقیدت!

تمسا۔ تمہاری نسبت اُنہیں میں زیادہ اچھّی طرح جانتی ہُوں وُہ بلاشبہ بھائی سے محبّت رکھتے ہیں۔ تخت کے وفادار ہیں۔ مُلک کے خیر خواہ ہیں۔ مگر اُن میں استقلال نہیں ہے اُن کے ارادے بہت جلد تبدیل ہو جاتے ہیں ٭

سارنگ۔ تو پھر اُن کے رضامند ہو جانے پر بھی اُن پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا ٭

تمسا۔ اس کا فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ جب ایک دفعہ اقرار کریں گے۔ تو پھر جان دے دیں گے۔ مگر اقرار پُورا کریں گے ٭

سارنگ۔ بہت اچھّا! ——— مگر کامیابی یقینی نہیں ہے۔ صرف یہی بات موجب تسلّی ہے۔ کہ رانا بُوڑھے ہیں۔ اور فوج سُورج مل کے ہاتھ میں ہے ٭

تمسا۔ یہی سب کچھ ہے۔ کامیابی ہمارا رستہ دیکھ رہی ہے لیکن اگر یہ موقعہ ہاتھ سے نکل گیا۔ تو پھر کوئی اُمید نہیں ہے تُم سمجھ گئے ٭

سارنگ۔ پُورے طور سے ٭

تمسا۔ تمہیں یہ سب باتیں یاد رہیں گی ؟

سارنگ۔ اِس طرف سے آپ بالکل اطمینان رکھیں ٭

تمسا۔ تو اب تم جا سکتے ہو۔ دیکھو سارنگ! یاد رکھنا (سارنگ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پیار سے) یہ سب کچھ مَیں تمہارے ہی لیئے

کر رہی ہوں ٭

سارنگ۔ مگر آپ میرے لئے یہ کیوں کر رہی ہیں؟ رانی! (حیرت سے) مَیں نے بہت سوچا ہے۔ بہت کوشش کی مگر ــــــــ

تِسا۔ کیوں کر رہی ہوں؟ تمہارے لئے نہیں کروں گی۔ تو اور کس کے لئے کروں گی۔ سارنگ! سارنگ!! تُم نہیں جانتے۔ کہ مَیں تمہاری کون ہوں۔ تُم نہیں سمجھتے۔ کہ تم میرے کون ہو؟ کام ہو جانے دو۔ پھر کہوں گی۔ تمہیں میواڑ کے تخت پر بٹھا کر جب وہ بات تمہارے سامنے ظاہر کروں گی۔ تُم تعجب کرو گے۔ تُم چونک اُٹھو گے ــــــــ وہ بات بہت گہری۔ بہت پوشیدہ ہے۔ ابھی اُس کے ظاہر کرنے کا وقت نہیں آیا۔ جاؤ۔ فکر نہ کرو۔ سمجھنے کی کوشش نہ کرو۔ مَیں خود سب کچھ بتا دُونگی ٭

(تیزی سے روانگی)

سارنگ۔ اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ بلاشبہ وہ یہ سب کچھ میرے ہی لئے کر رہی ہے۔ مگر کیوں؟ کبھی کبھی شک ہوتا ہے۔ تو کیا ــــــــ اوہ! نہیں۔ مَیں کچھ نہیں سمجھ سکتا ٭

(روانگی)

ساتواں منظر

تارا کی خوابگاہ

رات

(اکیلا جے مل کھڑا ہے)

رات کا وقت ہے۔ اور میں میواڑ کا ولی عہد اس طرح لباس تبدیل کئے ہوئے تارا کے خیال میں یہاں چھپا کھڑا ہوں۔ اگر مجھے کوئی دیکھ لے۔ تو کتنی بدنامی کا اندیشہ ہے۔ مگر کیا کروں اُس کا دلفریب حُسن۔ اُس کی رُوح پرور مسکراہٹ۔ اُس کی مستانہ چال۔ اُس کی میٹھی میٹھی باتیں جب یاد آتی ہیں۔ تو کلیجے پر چھریاں چل جاتی ہیں۔ میں نے تھوڑا کو دشمنوں سے چھین دینے کا اقرار کیا تھا۔ وہ ابھی تک پورا نہیں ہوا۔ رانا نے صاف لکھ دیا کہ جو اپنی مدد آپ نہیں کرتا۔ ہم اُس کی مدد کرنے کے لئے ہرگز ہرگز تیار نہیں ہوسکتے۔ یہ جواب سُن کر تارا نے غصّہ میں آئی ہوئی ناگن کی مانند سر اُٹھایا اور کہا۔ تو بس تشریف لے جائیے۔ اب دوبارہ میرے سامنے آنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اب اگر وہ مجھے یہاں دیکھے گی۔ تو کیا کہے گی۔ مُنہ پھیر لے گی۔ جھڑک دے گی۔ اور کُتّے کی طرح دھتکار کر باہر نکلوا دے گی۔ وہ مجھے نہیں چاہتی۔ (کچھ ٹھہر کر)

نہیں چاہتی ہے۔ عورت کا دل سمجھنا آسان نہیں۔ اُس کی ہر ایک بات میں چھل بھرا ہے۔ اُس کے دل میں کچھ ہوتا ہے۔ زبان پر کچھ اَور ہوتا ہے۔ اور اشارے سے کچھ اَور ظاہر کرتی ہے ——— وہ مجھے چاہتی ہے۔ اُسے مجھ سے پیار ہے۔ مگر انکار کیوں کرتی ہے؟ شرم کے باعث۔ ٹھیک ہے۔ تو میں اُسے حاصل کروں گا۔ دھوکے سے۔ طاقت سے۔ پیار کے اظہار سے اُس حُسن کی مُورت کو قابو میں لاؤنگا۔ ——— ہیں! کون؟ وُہی تارا! داسی کے ساتھ ادھر کو آرہی ہے۔ چھپ کر سُننا چاہیئے۔ کہ کیا باتیں کرتی ہیں ✣

(چھُپ جانا)

(تارا اور شیاما کا داخلہ)

تارا۔ شیاما! اگر ماتاجی کا حُکم ہے۔ تو میں انکار نہیں کرسکتی۔ مگر یہ کہہ دینا۔ کہ مجھے سچے دل سے ہرگز ہرگز محبت نہیں ✣

شیاما۔ راجکماری ———

تارا۔ مجھے اُس سے نفرت ہے ✣

شیاما۔ آپ کچھ ہی دیر میں سچے دل سے محبت کرنے لگیں گی ✣

تارا۔ یہ ناممکن ہے۔ میں محبت کرنے لگوں گی؟ سچے دل سے۔ نہیں۔ وہ کمزور۔ بیوقُوف اور بدمعاش ہے۔ اُس کی نسبت رات کو بھونکنے والے کُتّے سے پیار کرنا زیادہ اچھا ہے؟

شیاما۔ مگر وہ میواڑ کے مہارانا ہونے والے ہیں ﴿

تارا۔ یہ میواڑ کی بدنصیبی کی علامت ہے ﴿

شیاما۔ تو آپ کا جواب ——

تارا —— یہی ہے کہ مجھے جَے مل سے نفرت ہے۔ تم ماتا جی سے جا کر یہی کہہ دو۔ اب دیا بُجھا دو۔ اور جا کر سو رہو۔ مَیں بھی آرام کروں گی ﴿

(شیاما کا دیا بُجھا کر چلے جانا)

تارا۔ رات آدھی سے زیادہ جا چکی ہے۔ اور چاروں طرف سنّاٹے کی حکومت ہے۔ آس پاس کے جنگل۔ بستی۔ پہاڑ۔ تاریکی میں غرق ہو گئے ہیں۔ اور نیلے آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا دکھائی نہیں دیتا۔ صرف تارے چمک رہے ہیں۔ تو کیا ہماری قسمت کے آسمان پر کوئی تارا کوئی چاند نہیں چمکیگا —— نیند نہیں آتی۔ ماتا جی پتا جی کی ہر گھڑی بے عزّتی کرتی رہتی ہیں۔۔ پتا جی کے دِل پر اس کا کیا اثر ہوتا ہوگا۔ کئی دفعہ کہا ہے۔ کئی دفعہ سمجھایا ہے۔ کہ آپ —— (سو جاتی ہے)

جَے مل۔ کتنی مغرور لڑکی ہے۔ مجھے کُتّے سے بھی ذلیل سمجھتی ہے تو ٹھہر جا۔ تجھ سے بدلہ لُونگا۔ اور دکھا دُوں گا۔ کہ راجپُوت کو حقیر سمجھنا اور اُس کی شان میں ایسے گستاخانہ الفاظ استعمال

کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ دروازہ بند ہے۔ یا نہیں (دیکھ کر) بند ہے۔ تو اب دیکھوں (آگے بڑھ کر) میرا ارادہ کیوں کمزور ہو رہا ہے۔ اُف کیسی خُوبصورت عورت ہے۔ سویا ہُوا حُسن جاگتے ہوئے حُسن سے زیادہ دلکش ہے ان بند آنکھوں میں نہ معلوم کتنی دُنیائیں چھُپی ہیں۔ ان لبوں کے اندر کیسی بجلیاں پوشیدہ ہیں۔ کالے کالے بال کس طرح آزادی سے تکئے پر پڑے ہیں۔ اور ایک بازو سر کے نیچے رکھا ہے۔ دُوسرا سینہ پر پڑا ہے۔ اس کے رُخسار کس طرح سُرخ ہو رہے ہیں۔ جیسے کسی نے بیاہ کا ذکر چھیڑ دیا ہو۔ جے مل! اس نے تمہاری ہتک کی ہے۔ تو کیا تم بھی اس کو ——

تارا۔ (چونک کر) کون ہے؟

جے مل۔ تمہارا خادم!

تارا۔ تم یہاں؟ اس وقت رات کو؟

جے مل۔ ہاں پیاری میں!

تارا (کچھ ٹھہر کر) مَیں سمجھ گئی۔ جے مل! بہتر یہی ہے۔ چلے جاؤ۔

جے مل۔ چلا جاؤنگا۔ مگر —— (آگے بڑھتا ہے)

تارا (چمک کر) خبردار! نیچ۔ کمینے۔ بُزدل۔ تمہیں رات کے وقت ایک نوجوان کنواری لڑکی کی خوابگاہ میں داخل ہوتے

شرم نہیں آتی ؟

جے مل - میں پاگل ہوگیا ہوں تارا!

تارا - تو ہوش کرو - آنکھیں کھولو - اور اپنا منہ دروازے کی طرف موڑلو - ورنہ ــــــــ

جے مل - تارا! دروازہ بند ہے - میرا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا ؟

تارا - دروازہ بند ہے - تو کیا ہوا - تارا تیرے جیسے پچاس بدمعاشوں کو پاؤں تلے مسل سکتی ہے - بےحیا کمینے! اگر تجھے اپنی جان پیاری ہے تو فوراً واپس چلا جا ؟

جے مل (حریص نگاہوں سے دیکھ کر) ابھی چلا جاؤں گا - مگر پیاری تارا! ذرا اِدھر آؤ - میری بات سنو - اب کے تمہارا چکمہ نہیں چل سکیگا - مَیں آج یُونہی واپس نہیں جاؤں گا - (آگے بڑھ کر ہاتھ پکڑ لیتا ہے)

(تارا ہاتھ چھڑا لیتی ہے اور چارپائی کے نیچے سے تلوار پکڑ لیتی ہے)

تارا - بدمعاش! تیری اِتنی مجال! تُو راجپوت ہے - یہ تلوار دیکھ مَیں اسی کی قسم کھا کر کہتی ہُوں - کہ اگر تُو فوراً باہر نہ نکل گیا - تو مَیں تیرے جسم کی بُوٹی بُوٹی اُڑا دُوں گی ؟

جے مل - تارا تیری تلوار سے زیادہ تیری آنکھیں خوفناک ہیں - مَیں تلوار کا وار برداشت کرسکتا ہُوں - مگر تیری آنکھوں کا وار برداشت کرنا میری طاقت سے باہر ہے - تو ــــــــ آرام کرو - مَیں

جاتا ہوں ۔

(دروازہ کھولتا ہے ۔ سورتان لیمپ اور پستول لئے ہوئے داخل ہوتا ہے)

سورتان ۔ رات کے وقت جبکہ قدرت بھی سو گئی ہے ۔ میری بیٹی کی خوابگاہ میں کون آگھسا ہے ؟

تارا ۔ آپ کا دوست میواڑ کا ولیعہد جے مل !

سورتان ۔ جے مل ! یہ تو ہے ۔ جے مل ! میں یہ کیا سن رہا ہوں ۔

تارا ۔ میری تلوار نے میری حفاظت کی ۔ ورنہ یہ گنہگار ۔ یہ بدمعاش ——

جے مل ۔ میں اب دوبارہ یہاں آنے کی جرأت نہ کروں گا جاتا ہوں ۔

سورتان ۔ جاتے کہاں ہو ۔ ایک کنواری راجپوت لڑکی کی خوابگاہ میں داخل ہو کر زندہ بچ جانا آسان نہیں ۔ میں ذلیل ہوں ۔ کمزور ہوں ۔ اپنے وطن سے نکالا ہوا ہوں ۔ مگر آخر باپ ہوں ۔ میری آنکھیں اپنی لڑکی کی توہین کبھی نہیں دیکھ سکتیں ۔ جے مل ! اب تو اس مکان سے زندہ نہیں جا سکتا —— یہ ناممکن ہے ۔

جے مل (کانپتے ہوئے) معاف کر دیجئے ۔ میں ——

سورتان ۔ میں نے معاف کرنے کا سبق آج تک نہیں پڑھا ۔

تارا ۔ گھبرائے ہوئے ۔ معافی مانگتے ہوئے ۔ نہتے دشمن کو معاف کر دیجئے ۔ راجپوت کا یہی دھرم ہے ۔

سورتان ۔ مگر رات کے وقت جو پرائے مکان میں گھس آئے

وہ راجپوت نہیں کہلاتا۔ مَیں راجا ہُوں۔ میرا کام انصاف کرنا ہے۔ مَیں اس کا انصاف کروں گا۔ جے مل! (کڑک کر) جے مل!!

جے مل (کانپ کر) مہاراج!

سُورتان۔ سیدھا کھڑا ہو جا۔

جے مل (گُھٹنے ٹیک کر) آج معاف کر دیجئے۔ مَیں زندگی بھر کے لئے پھر یہ غلطی نہ کروں گا۔

سُورتان۔ چُپ رہو کمینے لڑکے! تیرے لئے یہی مُعافی ہے۔

(پستول ماردینا)

(ڈراپ)

تیسرا باب

پہلا منظر

رانا کا محل

صبح

(رانا اور سورج مل)

رانا۔ جے مل بری طرح سے مارا گیا۔ یہ خبر میں پہلے ہی سن چکا ہوں +

سورج مل۔ گر آپ نے مجھ سے ذکر نہیں کیا +

رانا۔ کیا ذکر کرتا۔ بیٹے کا گناہ باپ کا سر جھکا دیتا ہے۔ جس وقت مجھے اس واقعہ کی اطلاع ملی۔ اُس وقت آنکھیں انگاروں سے زیادہ سُرخ ہو گئی تھیں۔ رہ رہ کر سوچتا تھا۔ دُنیا کیا کہہ رہی ہو گی۔ سورج مل! گناہ بیٹا کرتا ہے۔ اس کی شرمندگی باپ کو ملتی ہے۔ اوہ! یہ سیاہی اُس نے میواڑ کی اُجل پیشانی پر کیوں مل دی۔ میری آنکھیں اُوپر نہیں اُٹھتیں۔ وہ ایسا

کمینہ۔ اتنا کمزور۔ اِس قدر بدمعاش تھا ——— اور مَیں اُس کا باپ ہُوں +

سُورج مل۔ افسوس غریب جے مل کا یہ حشر ہُوا؟

رانا۔ غریب جے مل؟ یہ تُم کیا کہہ رہے ہو۔ اُس کا انجام اُس کے اپنے گُناہوں کی سزا ہے +

سُورج مل۔ مہاراج! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں +

رانا۔ وہی جو ہر ایک آدمی کو کہنا چاہیئے۔ سُورج مل! ذرا سوچو۔ جو بدمعاش کسی نوجوان لڑکی کی طرف بُری نگاہ سے دیکھے رات کے وقت اُس کی خوابگاہ میں بُری نیّت سے داخل ہونے کی جُرأت کرے۔ اپنے خاندان کو۔ اپنے وطن کو۔ اپنے دھرم کو داغ لگائے۔ اِنسانیت کو ذلیل کرے اور بہادری کو بٹّہ لگائے۔ کیا اُس کے لئے مَوت کی سزا موزون ہے۔ اوہ نہیں! وہ اس سے زیادہ خوفناک۔ زیادہ بیرحمانہ سزا کا مستحق تھا۔ مجھے یہ افسوس نہیں۔ کہ وہ کیوں مارا گیا۔ بلکہ افسوس اِس بات کا ہے۔ کہ اُسے یہ سزا میرے اپنے ہاتھوں سے کیوں نہیں ملی +

سُورج مل۔ تو آپ رانا سُورتان سے بیٹے کی مَوت کا اِنتقام نہیں لینگے؟

رانا۔ نہیں۔ یہ اُس کے اپنے کرموں کا پھل تھا۔ اور اگر سُورتان

جے مل کو اس طرح قتل نہ کر دیتا۔ تو مَیں سُورتان کو نامرد سمجھتا۔ اور اُس کے سامنے جا کر اُسے لعن طعن کرنے اور اُس کے مُنہ پر تھُوکنے سے بھی دریغ نہ کرتا۔ مگر اب ——— اب مَیں اُس سے بیحد خوش ہوں۔ (کچھ ٹھہر کر) سُورج مل! میرا ارادہ ہے۔ کہ سُورتان کو کچھ علاقہ دیدوں۔ یہ میرے بیٹے کے گُناہ کا کفّارہ ہوگا۔ کیوں تمہارا کیا خیال ہے ——— ٹھیک ہے۔ درست ہے۔ جاؤ وزیر صاحب کو میرے پاس بھیج دو مَیں اسی وقت احکام جاری کروا دینا چاہتا ہُوں +

(روانگی)

سُورج مل۔ تُم اتنے حوصلہ مند۔ اتنے بلند خیال ہو۔ یہ مَیں نے کبھی نہیں سوچا تھا۔ مگر ——— ہاں ——— خیر دیکھا جائیگا +

دُوسرا منظر

مقام نالوڈ

صُبح

(پرتھوی راج اور بنیا بات چیت کرتے داخل ہوتے ہیں)

بنیا۔ مہاراج! یہ آپ کیا کہتے ہیں۔ آپ کی تعریف میری زبان سے

نہیں بلکہ دل سے نکلتی ہے۔ آپ نے اُجڑے ہوئے ملک کو آباد کر دیا ہے۔ جہاں بدامنی تباہی و بربادی کا دَور دَورہ تھا جہاں لوگوں کو ہر وقت جان و مال کا خطرہ رہتا تھا۔ جہاں کسی آدمی کی عزّت محفوظ نہ تھی۔ وہاں آج شیر بکری ایک گھاٹ پانی پی رہے ہیں۔ وہاں آج آزادی ہے۔ امن ہے۔ خوشی ہے۔ یہ سب آپ ہی کی مہربانی ہے۔ نالوڈ کے در و دیوار آپ کو دُعا دے رہے ہیں ؂

پرتھوی راج۔ جب مَیں یہاں آیا تھا۔ اُس وقت میرے ساتھ صرف پانچ سپاہی تھے۔ مگر آج پانچ ہزار سُورما میرے حُکم کے منتظر کھڑے ہیں ؂

بنیا۔ اس میں کیا شُبہ ہے مہاراج! (اپنے آپ سے) کاش اس بہادری کے ساتھ خود پسندی اور غُرور کا ساتھ نہ ہوتا تو ——

(ایک چوبدار کا داخلہ)

پرتھوی راج۔ چوبدار! کیا خبر ہے؟

چوبدار۔ حضور! میواڑ سے ایک سوار آیا ہے۔ اور حضور کے سامنے پیش ہونا چاہتا ہے ؂

پرتھوی راج۔ ایک سوار آیا ہے میواڑ سے؟ اچھا بہت جلد حاضر کرو (چوبدار کی روانگی) میواڑ سے سوار آیا ہے؟ اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟

بنیا۔ مَیں کچھ نہیں سمجھ سکتا ٭

(چوبدار اور سوار کا داخلہ)

پرتھوی راج۔ کیا تُم میواڑ سے آ رہے ہو؟

سوار۔ جی ہاں ٭

پرتھوی راج۔ وہاں کیا حال ہے۔ مہاراج تو راضی خوشی ہیں نا؟

سوار۔ یہ چِٹھی آپ پر صُورت حال واضح کر دے گی ٭

پرتھوی راج (چِٹھی پڑھ کر) بہت تعجّب ہے ٭

بنیا۔ کیوں کیا لکھّا ہے؟

پرتھوی راج۔ لکھّا ہے جتنی جلدی ہو سکے۔ میواڑ آ جاؤ ٭

بنیا۔ یکایک۔ آخر اس کا سبب کیا ہے؟

پرتھوی راج۔ جے مل مر گیا ہے۔ سانگا لاپتہ ہے۔ اب میواڑ کا ولیعہد مَیں ہی ہُوں۔ اور وہاں میرا ہونا ضروری ہے (سوار سے) تُم جاؤ۔ جا کر آرام کرو۔ مَیں تُم سے شام کے وقت مُلاقات کروں گا ٭

سوار۔ جو حُکم ٭

بنیا۔ تو اب آپ کو میواڑ جانا ہو گا؟

پرتھوی راج۔ نہیں۔ مَیں نے یہ سلطنت زور بازُو سے حاصل کی ہے۔ اس کے مقابلہ میں میرے سامنے میواڑ کے

تخت و تاج کی کوئی حقیقت نہیں۔ مَیں میواڑ نہیں جاؤں گا ٭

بنیا۔ نہیں جائیں گے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ؟

پرتھوی راج۔ میرا یہی فیصلہ ہے (چٹھی کو دیکھتے ہوئے) سُورتان کی بیٹی نے عہد کیا ہے۔ کہ جو شخص اُس کے وطن کو دُشمنوں سے آزاد کرائیگا۔ وُہ اُسی کے ساتھ بیاہ کرے گی ——— بہت خُوب! عجیب عہد ہے۔ تُم جانتے ہو۔ یہ لڑکی کیسی ہے میرا مطلب یہ ہے۔ کہ اُس کی شکل و صُورت ———

بنیا۔ آجکل ایسی خُوبصورت لڑکی سارے بھارت میں نہیں ٭

پرتھوی راج۔ اُس کا نام کیا ہے ؟

بنیا۔ تارا ٭

پرتھوی راج۔ تو مَیں ہی تھوڈا کو آزادی دلاؤں گا۔ اور اِس لڑکی اور اِس کی محبّت کو حاصل کروں گا ٭

بنیا۔ اگر یہ کام آپ کر سکیں۔ اگر یہ آپ سے ہو سکے۔ تو نہ صرف آپ کو بھارت ورش کی سب سے خُوبصورت لڑکی ملے گی بلکہ آپ کی شُہرت بھارت ورش کے کونے کونے میں پُہنچ جائے گی۔ لوگ آپ کا نام ادب و عقیدت سے لینگے۔ اور تمام راجپُوت راجا آپ پر فخر و ناز کریں گے۔ دُنیا میں کئی نیکیاں ہیں۔ ان سب کی قیمت ہے۔ مگر کسی غلام کو آزاد کر دینا۔ کسی بدنصیب کی آزادی واپس دلا دینا ایسی نیکی ہے۔

جس کی کوئی قیمت نہیں ٭

پرتھوی راج- تو اب تم پرسوں ملو- کل میں بیحد مصروف ہوں ٭

بنیا- بہت اچھا! مہاراج ٭

تیسرا منظر

سروہی کے راجا پربھو راؤ کی عشرت گاہ

رات

(پربھو راؤ کے دوست اور ناچنے گانے والی عورتیں)

ایک دوست- راجا صاحب کہاں ہیں- اب تک یہاں آئے ہی نہیں ٭

دوسرا (نشے کی ترنگ میں) سو رہا ہوگا- اُسے اور کام ہی کیا ہے؟ یا کسی نالی میں پڑا ہوگا ٭

تیسرا- مگر یار! یہ آجکل رہتا کہاں ہے- کچھ معلوم ہی نہیں ہوتا ٭

پہلا- مجھے معلوم ہے ٭

دوسرا- تو بتا دو- ہمیں بھی پرماتما کے لئے بتا دو- کہ وہ رہتا کہاں ہے؟

پہلا - دیوانوں کے مانند باہر گھومتا پھرتا ہے - اور مہینے میں ایک دو دفعہ محل میں جاتا ہے ٭

دُوسرا - اُف! بیچاری رانی کا کیا حال ہوگا - چتوڑ کے رانا کی بیٹی ہے۔ اور بہت ہی حلیم - شریف اور خوبصورت ہے ٭

تیسرا - اس میں کیا شبہ ہے - یہ بیوقوف اگر آدمی ہوتا - تو اس کے پاؤں دھو دھو کر پیتا ٭

چوتھا (سنجیدگی سے سر ہلا کر) بالکل درست ہے - اُس کے پاؤں دھو دھو کر پیتا رہتا ٭

پہلا - مگر اب تو بیچاری سُنا ہے - سارا دن اُداس رہتی ہے ٭

دُوسرا (آگے بڑھ کر) ارے بھائی یہ کیا جھگڑا لے بیٹھے ہو - اسے چھوڑ دو - اور ذرا (گانے والیوں کی طرف اشارہ کر کے) اِس طرف توجہ دو - ہاں بی صاحبہ ذرا راگ رنگ ہو جائے ٭

گانے والیوں کا گیت

جادُو بھرے تورے نینا ستمگر
برچھی کا مارا کوئی کوئی جیوے
تورے نین کا مارا - ناہیں بچے - جادُو بھرے تورے

پہلا - بہت اچھا - بہت اچھا - جادُو بھرے تورے نینا ستمگر

دُوسرا - برچھی کا مارا کوئی کوئی جیوے (ناچتا ہے)

تیسرا - یہ گیت شراب کے بارے میں ہے - کیوں بھائیو!

چوتھا۔ پاگل ہے +

پہلا۔ جو کچھ بھی ہو۔ مگر گیت نہایت ہی میٹھا۔ اور دل کی اندرونی ته تک پہنچ جانے والا ہے۔ خاص کر مجھے بہت ہی پسند ہے +

دُوسرا۔ تو یاد کر لو (ناچتے ہوئے) جادُو بھرے تورے نینا ستمگر +

تیسرا۔ اجی کوئی عُمدہ سا گیت گاؤ۔ یہ شراب کا گیت بھی کوئی گیت ہے۔ کوئی اچھّی سی چیز گاؤ۔ دِل جھوم اُٹھے۔ رُوح وجد کرے +

چوتھا۔ ٹھہرو! راجا صاحب آ رہے ہیں +

پہلا۔ سب کھڑے ہو جاؤ +

(سب کا کھڑے ہونا۔ راجہ پربھوراؤ کا داخلہ)

پربھوراؤ۔ یہ (گانے والیوں کی طرف اشارہ کر کے) یہاں کیوں ہیں؟ ان سب کو نکال دو +

دوست۔ نِکل جاؤ۔ راجہ صاحب بیحد ناراض ہو رہے ہیں۔ نِکل جاؤ +

(گانے والیوں کا بھاگ جانا)

پربھوراؤ۔ کوئی خبر؟ کوئی بات؟ کوئی ——

ایک دوست مہاراج سُنا ہے۔ پرتھوی راج نے بڑی بہادری کا کام کیا ہے +

پربھوراؤ۔ پُرانی خبر ہے +

دوست ۔ مہاراج پُرانی نہیں نئی خبر ہے ۔ آپ سُنئے تو سہی ؎
پربھوراؤ ۔ اچھا کہو ۔ مگر جھٹ پٹ ۔ زیادہ طویل نہ ہو ۔ بولو کیا خبر ہے ؎
دوست ۔ پرتھوی راج نے بدورہ کی حکومت حاصل کرلی ہے اور اب بڑے مزے میں ہیں ؎
پربھوراؤ ۔ مگر تمہیں معلوم ہے یا نہیں ؟
دوست ۔ کیا حضور !
پربھوراؤ ۔ کہ پرتھوی راج ہمارا سالا ہے ۔ یعنی ہم اُس کے بہنوئی ہیں ؎
دُوسرا ۔ وہ آپ کا سالا ہے ۔ تو اُس کی بہادری اک معمولی بات ہے ؎
پربھوراؤ ۔ وہ ہمارے سامنے سر نہیں اُٹھا سکتا ؎
تیسرا ۔ بجا ہے مہاراج بجا ہے ؎
پربھوراؤ ۔ زبان نہیں ہلا سکتا ؎
چوتھا ۔ درست ہے جناب درست ہے ؎
پہلا ۔ اور مہاراج اِک اور نئی خبر ہے ۔ آپ نے شائد سُنی ہو ؎
پربھوراؤ (کڑک کر) چُپ رہو ۔ ہم نئی خبریں سُن رہے ہیں ۔ اگر کوئی بولا ۔ تو ہم اُس کی زبان کھینچ لینگے ؎
پہلا ۔ چُپ رہو ۔ مہاراج نئی خبریں سُن رہے ہیں ۔ اگر کوئی بولا ۔ تو مہاراج اُس کی زبان کھینچ لیں گے ؎

پرتھوی راؤ۔ بولو کیا خبر ہے؟

پہلا دوست۔ راجکمار جے مل کی لاش سُورتان کی لڑکی تارا کی خوابگاہ سے ملی تھی ⁂

پرتھوی راؤ۔ پُرانا واقعہ ہے ⁂

پہلا۔ اب معلوم ہُوا ہے کہ یہ کام رانا سُورتان کا تھے ⁂

پرتھوی راؤ۔ ہم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا ⁂

پہلا۔ مگر آپ کو یہ تو معلوم نہ ہوگا۔ کہ رانا رائے مل نے سُورتان سے کیا سلوک کیا ہے؟

پرتھوی راؤ۔ اُسے گولی ماردی ہوگی ⁂

پہلا۔ نہیں مہاراج۔ رانا صاحب نے یہ سُن کر ——— رانا صاحب نے یہ سُن کر ——— رانا صاحب نے یہ سُن کر ———

پرتھوی راؤ۔ سُورتان پر حملہ کر دیا ⁂

دُوسرا۔ ٹھیک ہے ہمارے مہاراج کیسے عقلمند ہیں۔ بات کی تہ تک پہنچ جانا ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے ⁂

تیسرا۔ ورنہ حکومت کا کام کیسے چل سکتا۔ بہت ہی عقلمند ہیں ⁂

پہلا۔ نہیں مہاراج رانا صاحب نے ———

پرتھوی راؤ۔ رانا صاحب نہیں ہمارے سُسر صاحب کہو۔ رانا صاحب کا یہاں کیا کام ہے؟

پہلا۔ آپ کے سُسر صاحب نے یہ سُن کر ——— آپ کے سُسر صاحب نے یہ سُن کر ——— آپ کے سُسر صاحب نے یہ سُن کر سُورتان کو پچیس پرگنے دیدیئے ⁂

سب۔ اپنے بیٹے کو گولی مارنے کا انعام ⁂

پرِبھوراؤ۔ مَیں نہیں مان سکتا۔ یہ ناممکن ہے ⁂

پہلا۔ مہاراج ———

دُوسرا۔ ارے جانے دے یار! ایسا کہیں ہو سکتا ہے۔ یہ ناممکن ہے راجا صاحب نے بالکل درست کہا ہے۔ یہ ناممکن ہے ⁂

تیسرا (سنجیدگی سے) واقعی یہ ناممکن ہے ⁂

پرِبھوراؤ۔ تم سے یہ کس نے کہا ہے؟

پہلا۔ میواڑ سے ایک سوار آیا ہے۔ اُسی نے کہا ہے ⁂

پرِبھوراؤ۔ میواڑ سے سوار آیا ہے۔ کیوں؟ کس لئے؟

پہلا۔ شائد رانی صاحبہ کو لے جانے کے لئے ⁂

پرِبھوراؤ۔ رانی صاحبہ کو لے جانے کے لئے۔ یہ تُم کیا کہہ رہے ہو ⁂

پہلا۔ سوار کہتا ہے کہ رانا صاحب کو اطلاع ملی ہے۔ کہ رانی صاحبہ کو یہاں بہت تکلیف دی جاتی ہے ⁂

پرِبھوراؤ۔ تکلیف دی جاتی ہے۔ تو اُس کو کیا۔ وہ میری بیوی ہے۔ مَیں اس کا خاوند ہوں۔ جس طرح چاہوں اُسے رکھوں اور جو چاہوں اُس سے سلوک کروں۔ اُس کے باپ کو کیا حق

حاصل ہے۔ کہ وہ دخل دینے کی کوشش کرے۔ مَیں رانا کا نوکر نہیں ہوں۔ کہ اُس کے حکم کی تعمیل کروں۔ اُس نے اپنا آدمی یہاں کیوں بھیجا۔ آؤ ہم اسے جوتے مار کر نکال دینگے ۔

(روانگی)

چوتھا منظر

مقام بدور۔ ایک درخت کے سایہ میں

(تیسرا پہر)

(اکیلی تارا)

تارا۔ کتنے سال گذر گئے۔ کسی نے میرے وطن کو آزاد نہیں کیا۔ ابھی تک ہم اُسی زندگی کے تباہ حال دن پورے کر رہے ہیں اور میرا ملک اُسی طرح دشمنوں کے پاؤں میں نفرت و حقارت کی ٹھوکریں کھا رہا ہے۔ کیا میرا عہد ——

(شیاما کا داخلہ)

شیاما۔ راجکماری! مہاراج آرہے ہیں۔ اُن کے ساتھ میواڑ کے ولیعہد پرتھوی راج ہیں۔ آپ کی اُن سے جان پہچان ہے؟

تارا۔ ابھی تک تو نہیں ۔

شیاما۔ کیا ہرج ہے۔ ہو جائیگی (ہنستی ہے)

تارا۔ شیاما!

شیاما۔ راجکماری!

تارا۔ تو ہنس کیوں رہی ہے؟

شیاما۔ آپ میری ہنسی کا سبب سُننا چاہتی ہیں۔ تو لیجئے۔ سُنئے (تیزی سے بھاگ جاتی ہے)

تارا۔ اس کے ہنسنے کی وجہ کیا ہو سکتی ہے؟ پرتھوی راج کا نام مَیں نے سُنا ہے۔ کہتے ہیں۔ وہ بہت ہی دلاور اور جیالے ہیں۔ لیکن اُن کے یہاں آنے کا کیا مطلب ہے؟ پتہ نہیں میری آنکھ کیوں پھڑک رہی ہے۔ پرتھوی راج کو مَیں نے کبھی نہیں دیکھا۔ پتہ نہیں۔ وہ بہت خوبصورت ہیں یا بدصورت۔ چھوٹے قد کے ہیں یا لمبے۔ گورے ہیں یا کالے۔ مگر اس کے باوجود اُن کا نام سُن کر میرا دل کیوں اُچھل رہا ہے۔

(سُورتان کے ساتھ پرتھوی راج کا داخلہ)

سُورتان۔ تارا! تم نے پرتھوی راج کا نام سُنا ہے کیا؟

تارا۔ ہاں پتاجی! وہ میواڑ کے ولیعہد ہیں۔

سُورتان۔ وہ یہی ہیں (پرتھوی راج سے) بہادر راجپُوت! یہ میری بیٹی تارا ہے۔ مجھ بدنصیب کی خوشی۔ میرے اُجڑے ہوئے دل کا قرار۔ میرے جُھکے ہوئے سر کا تاج۔ بیٹی تارا! انہوں نے دشمنوں

کو تھوڑا سے بھگا دیا ہے۔ اور اب یہ خبر ہمیں سنانے کے لئے خود آئے ہیں ؛

تارا۔ میں نے نہیں سُنی پتا جی!

سُورتان۔ تو تمہیں اپنا عہد یاد ہے ؟

تارا (شرم کے مارے سر جُھکا کر) ہاں یاد ہے ؛

سُورتان۔ پرتھوی راج! تم نے مجھ پر جو احسان کیا ہے۔ اُس سے میرے کندھے ساری عمر جھکے رہیں گے۔ میرے پاس کیا ہے جو تمہیں دوں۔ صرف دُعا دے سکتا ہوں۔ اور یہ عورت ـــــ انمول موتی تمہاری نذر کرتا ہوں۔ میرے پاس اس سے اچھی چیز اور کوئی نہیں ہے ؛

پرتھوی راج۔ میں اس کے سوائے اور کچھ نہیں چاہتا۔ مگر انہیں کوئی اعتراض تو نہ ہوگا ؟

سُورتان۔ کیوں بیٹی تارا! (چُپ رہتی ہے) نہیں اسے کوئی اعتراض نہیں۔ پرماتما کرے۔ تم دونوں کی باہمی محبت ہو اور تم خوشی و اطمینان کے ساتھ زندگی کے دن بسر کرو (بجلی کڑکتی ہے)

پرتھوی راج۔ اِس وقت جبکہ مطلع بالکل صاف ہے۔ بجلی کڑکنے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے ؛

سُورتان۔ میں تمہارا بیاہ بہت جلد کر دوں گا ـــــ آندھی آنے کو ہے۔ آؤ چلیں ؛

(پرتھوی راج کے ساتھ سُورتان کی روانگی)

تارا۔ پرماتما تیرا ہزار شکر ہے۔ کہ میرا جنم بھوم آزاد ہُوا۔ اور میرا عہد پُورا ہُوا۔ اب مجھے طاقت دے۔ کہ اس سچّے جانباز راجپُوت کو دل کی کامل قوّت کے ساتھ پیار کر سکوں ٭

(شیاما کا داخلہ)

شیاما۔ مَیں کیوں ہنستی تھی۔ آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ آپ کی خوش نصیبی ہے۔ کہ آپ کو ایسا بہادر۔ ایسا جانباز اور مشہور خاوند ملا جس پر آج بھارت ورش کو فخر و ناز ہے ——— ہَیں آپ رو کیوں رہی ہیں ؟

تارا۔ نہیں مَیں نہیں روتی۔ شیاما !

شیاما۔ راجکماری !

تارا۔ ماتا جی سے نہ کہنا۔ مَیں اب ہرگز نہ روؤنگی ٭

پانچواں منظر

سُورج مل کا بیان

رات

(نواب مظفر اور سُورج مل)

نواب - سُورج مل! اس وقت رانا بالکل بے بس ہیں - اُن کا ایک بیٹا مارا گیا - دُوسرا لے بہنہ ہے - باقی رہے پرتھوی راج - اُنہوں نے کمل میر میں سلطنت قائم کر لی ہے - سُنا ہے رانا نے اُنہیں بلا بھیجا تھا - مگر وہ نہیں آئے - اِس لئے اس وقت حملہ کرنا بہت فائدہ مند ثابت ہو گا - اگر تم مجھے امداد دو - تو میں رانا کو بڑی آسانی سے شکست دے سکتا ہوں ؛

سُورج مل - مگر مجھے اس سے کیا فائدہ ہو گا ؟

نواب - میں میواڑ کا تخت تمہارے حوالے کر دُوں گا ؛

سُورج مل - مجھے اس کی ضرورت نہیں نواب صاحب - جس نے مجھے بچپن میں پیار کیا - چُوما - تعلیم دی - بڑا کیا - اور اپنے چھوٹے بھائی کی مانند سمجھا - اس کے خلاف سازش کرنا ——— اوہ! یہ کمینہ کام مجھ سے نہیں ہو سکے گا ؛

نواب - ہالا - بڑا کیا - یہ کیا کہہ رہے ہو ؟ معصوم بچے سے کون پیار نہیں کرتا - جو اُسے دیکھتا ہے - اُسی کے دل میں قدرت پیار کو بیدار کر دیتی ہے - اگر یہ نہ ہوتا - تو دُنیا میں کسی بچے کی طرف کوئی محبت کی نگاہوں سے نہ دیکھتا - لیکن قُدرت اس محبت کا نعم البدل نہیں مانگتی - ذرا دیکھو - گائے اپنے بچھڑے سے کتنا پیار کرتی ہے - اُسے کیسا چاہتی ہے - جب اُس پر کوئی حملہ کرتا ہے - تو اپنی جان کی پروا نہ کر کے اُسے بچانے کی

خاطر آگے بڑھتی ہے۔ مگر جب وہی بچھڑا بڑا ہو جاتا ہے۔ تو اُس کی محبت ماں کی طرف نہیں اپنی اولاد کی طرف بہ نکلتی ہے۔ آخر اپنا حق کوئی کسی کے لئے کیوں چھوڑ دے ؛

سُورج مل۔ میواڑ پر میرا کوئی حق نہیں ؛

نواب۔ کوئی حق نہیں۔ یہ صرف تمہارا خیال ہے۔ کیا تم نے بھی اسی ماں کا دُودھ نہیں پیا۔ جس کا رانا نے پیا ہے۔ رنگ رُوپ میں۔ ڈیل ڈول میں۔ شکل صُورت میں تُم رانا سے کسی بھی حالت میں کم نہیں ہو۔ اُن کی مانند تمہارے بھی دو ہاتھ۔ دو پَیر۔ دو آنکھیں اور ایک سر ہے۔ مگر اس کے باوجود کیا صرف اس وجہ سے کہ تُم اُن سے کچھ دیر بعد پیدا ہوئے۔ اُن کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ رانا کہلائیں حکومت کریں۔ مگر تُم اُن کے خدمتگار بنے رہو۔ اور اُن کے دسترخوان سے گرے ہوئے جھوٹے ٹکڑوں پر گُذران کرو۔ تُم بہادر ہو۔ دلیر ہو۔ کیا تمہیں اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھ کر شرم نہیں آتی۔ اور تُمہارا خُون کھولنے نہیں لگ جاتا۔ اِس دُنیا میں حق اُسی کو حاصل ہے۔ جس کے بازوؤں میں قوت۔ دماغ میں غور و فکر کا مادہ اور طبیعت میں استقلال ہے ؛

سُورج مل۔ مگر میرے پاس تو طاقت بھی نہیں۔ مَیں صرف سپہ سالار ہُوں۔ اور میری فوج رانا کی فوج ہے ؛

نواب۔ رانا کی کس طرح ہو سکتی ہے۔ کیا وہ ساتھ لے کر پیدا ہوا تھا۔ فوج اُس کی ہے۔ جس کا اُس پر اختیار رہے۔ تم چاہو۔ تو وہ رانا کے خلاف کھڑی ہو سکتی ہے ؛

سُورج مل (چونک کر) نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ دھوکا ہے۔ محسن کُشی ہے ؛

نواب۔ تو ساری عمر بھائی کی غُلامی کرتے رہو۔ اُس کی نگاہوں کی طرف دیکھو۔ اور اپنے ضمیر کو اُس کے احکام کے سامنے بچھاتے رہو۔ اُٹھو بہادر راجپُوت! جاگو!! ہوش کرو!!! تلوار پکڑو۔ اور تخت پر طاقت سے قبضہ کرو۔ جس کے بازوؤں میں قوت ہے خُوش نصیبی اُس کی طرف رہتی ہے۔ آج رائے مل رانا ہیں وہ تمہیں دیتے ہیں۔ تم کھا لیتے ہو۔ مگر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ جب کوئی دُوسرا رانا ہو گا۔ تو وہ بھی تم پر رائے مل کے مانند مہربان ہو گا۔ یا نہیں ہو گا ؛

سُورج مل (اپنے آپ سے) تو کیا سچ مچ اُس عورت کا خیال صحیح ہے۔ کیا مَیں رانا بن سکوں گا ——— میری کیا حقیقت ہے۔ مَیں قسمت کے دریا میں اک تنکے سے بھی کمزور ہوں۔ مَیں کچھ نہیں کر سکتا (بظاہر) بہت اچھا نواب صاحب! جیسا آپ کہتے ہیں۔ وہی ہو گا ؛

نواب۔ تو آپ کو منظور ہے ؟

سُورج مل۔ ہاں منظور ہے ۔
نواب۔ قسم کھاؤ ۔
سُورج مل۔ راجپوت کی زبان اُس کی قسم ہے ۔
نواب (دستاویز نکال کر) تو اس پر دستخط کر دو ۔
سُورج مل (دیکھ کر) قلم دوات کہاں ہے ؟
نواب۔ تمہیں اس پر اپنے خُون سے دستخط کرنا ہو گا ۔
سُورج مل۔ اِس قدر بے اعتباری (اپنے خُون سے دستخط کر دیتا ہے)
نواب۔ مَیں صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا۔ کہ تُم ضرورت کے وقت اپنا خُون بہانے کو تیار ہو سکو گے یا نہیں ۔
سُورج مل۔ نواب صاحب! مَیں راجپُوت ہوں۔ اور راجپُوت کا بچہ مَوت کے ساتھ کھیلنے میں حظ محسوس کرتا ہے۔ وہ تلوار کی چھاؤں میں پیدا ہوتا ہے۔ آگ کے شعلوں میں بڑھتا ہے اور بڑا ہو کر مَوت کے جبڑوں میں ہنستا ہُوا داخل ہو جاتا ہے ۔
نواب۔ سچ مُچ تم راجپُوت ہو۔ اب اپنی فوج جمع کرو۔ مَیں بھی تیار کرتا ہوں۔ تو اجازت ہے ۔
سُورج مل۔ بہت اچھا نواب صاحب!
نواب۔ آداب عرض!
سُورج مل۔ تسلیم ۔ (روانگی)
سُورج مل۔ مَیں میواڑ کا رانا ہو جاؤں گا۔ اُف کس قدر خوفناک

خیال ہے۔ الفاظ ہونٹوں پر جم جاتے ہیں۔ خیال دماغ میں گھر جاتا ہے۔ مگر میں کیا کر رہا ہوں۔ بھائی سے دغا۔ مالک سے بیوفائی ملک سے غدّاری۔ اوہ! یہ گناہ ہے۔ مگر پروا نہیں۔ اِس عظمت اور شان کو حاصل کرنے کے لئے ضمیر۔ دھرم۔ اِنسانیت سب کو قربان کرنا ہوگا۔ اب جو قدم آگے بڑھ چکا ہے۔ اُسے پیچھے ہٹانا ناممکن ہے۔ سورج مل! آنکھیں بند رکھ۔ کانوں میں کوئی آواز نہ پڑنے دے۔ اور اس تاریک رستے کی تاریک منزلیں طے کرتا چل۔ آخر میں روشنی تیری ہے لیکن نہیں۔ لوگ کیا کہیں گے۔ دُنیا کیا سمجھے گی۔ ———— کِسی کو کِسی پر اعتبار نہیں رہیگا۔ کوئی کِسی سے نیکی کرنے پر تیار نہ ہوسکے گا۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ مگر میں عہد کر چکا۔ زبان دے چکا۔ اپنے خُون سے دستخط کر چکا۔ اب کیا ہو سکتا ہے۔ کمان سے تیر نکل چکا۔ اُس کا واپس آنا مشکل ہے +

(تمسا کا داخلہ)

سُورج مل۔ پیاری تمسا! تمہاری خواہش پُوری ہو گئی +

تمسا۔ مَیں سب کچھ سُن رہی تھی۔ جب میں نے آپ کو یہی مشورہ دیا تھا۔ تو آپ نے نہیں مانا تھا۔ مگر نواب صاحب کی تقریر کام کر گئی۔ آپ پر اثر ہو گیا +

سُورج مل۔ مَیں نے مان لیا۔ یہ میری غلطی تھی۔ کاش میں سوچتا

کاش میں اپنے انکار پر قائم رہتا۔ یہ مجھے کیا ہو گیا تھا +

تمسا۔کچھ نہیں ۔ جو کچھ آپ نے کیا ۔ یہ آپ پر فرض ہے +

سُورج مل۔ فرض ہے۔ کیا اپنے بھائی سے دغا کرنا فرض ہے ؟ کیا اپنے مُلک میں بدامنی پھیلانا فرض ہے ؟ کیا دُشمن کے ساتھ مل جانا فرض ہے ؟ کیا اپنی غرض کے لئے مُلک میں تباہی برپا کر دینا فرض ہے ؟ ——— نہیں تمسا نہیں میں یہ نہیں کرونگا۔ مَیں یہ نہیں کرسکوں گا +

تمسا۔کیوں نہیں کرینگے ۔ آپ اپنے خُون سے دستخط کر چکے ہیں۔ مَیں نے ہی آپ کی کمزوری کو محسُوس کر کے نواب صاحب کو کہلا بھیجا تھا۔ کہ وہ آپ سے خُون سے دستخط کروالے +

سُورج مل (چونک کر) عورت! یہ تُو کیا کہہ رہی ہے ۔ کیا یہ تیرا خیال تیرا مشورہ تھا ——— تو یہ سب سازش ہے۔ بادشاہوں کی چال بڑی خطرناک ہوتی ہے ۔ مگر جب اُس کے ساتھ عورت کی عقل کی آمیزش ہو جاتی ہے۔ تو اس سے درو دیوار پناہ مانگنے لگتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ اب میواڑ کی خیریت نہیں۔ تباہی کی گھڑیاں بہت قریب آگئی ہیں ۔ تمسا یہ تم نے کیا کیا ؟

تمسا۔ مہاراج جو کچھ ہو گیا۔ سو ہو گیا۔ اب مجھے معاف کیجئے۔ اور اپنا قول و قرار پُورا کرنے کی طرف توجہ کیجئے +

(تمسا پاس آ کر ہاتھ پکڑ لیتی ہے)

سورج مل (جھڑک کر) جاؤ! اِس خوشامد کی اب کوئی ضرورت نہیں عورت کا پیار اس کا زہر میں بجھا ہُوا تیر ہے۔ جدھر چھوڑتی ہے۔ تباہی برپا کر دیتی ہے ——— اُٹھو۔ جاؤ۔ ہٹو۔ میں اپنا عہد پُورا کروں گا۔ مگر یاد رکھو۔ میدانِ جنگ سے زندہ واپس نہ آؤں گا۔

(تمسا کی روانگی)

سورج مل۔ میں جنگ کروں گا۔ میں لڑوں گا۔ میں اپنی قسمت کی بازی پر اپنی ساری کوششیں صرف کر دُوں گا۔ مگر میری چال بہت کھلی اور سیدھی سادی ہو گی۔ میں رانا کو فوج جمع کرنے کا موقعہ دُونگا۔ وہ بُڈھے ہیں۔ اُن کی تلوار میں اب طاقت نہیں رہی۔ مگر وہ پھر بھی رانا ہیں۔ اُن کی تمکنت۔ اُن کا غرور۔ اُن کو پرتھوی راج سے امداد کی التجا کرنے کی اجازت نہ دیگا۔ تو یہ فرض اپنے ذمہ میں لیتا ہوں۔ اور خود اپنے ہاتھ سے پرتھوی راج کو اس جنگ کی اطلاع دیتا ہوں۔ اس کے بعد پرماتما جو کرے دیکھا جائیگا۔

چھٹا منظر

پرتھوی راج کا محل

چاندنی رات

(پرتھوی راج اور تارا)

تارا۔ مَیں محبّت کرنا نہیں جانتی تھی۔ یہ مجھے آپ ہی نے سکھایا ہے۔

پرتھوی راج۔ تارا! تارا!! تُو کیا کہہ رہی ہے۔ محبّت کی پُتلی تُو نے تو مجھ پر جادُو کر دیا ہے۔

تارا۔ معاف کرنا۔ مَیں نے کبھی خیال بھی نہ کیا تھا۔ کہ مَیں اس طرح آپ سے محبّت کر سکوں گی۔ اوّل ہی اوّل جب مَیں نے آپ کی بہادری کے کارنامے سُنے تو دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی۔ کہ کاش آپ ہی میرے خاوند ہوں۔ مگر جب آپ کی شکل پر سختی کے آثار دیکھے۔ تو کلیجہ دہل گیا۔ اُس وقت مَیں حیران تھی۔ کہ کیا میرا دل آپ سے محبّت کر سکے گا۔ میری خوشی کانپ رہی تھی۔ مگر آپ کے پاس آ کر معلوم ہُوا۔ کہ آپ کیسے نیک دل۔ کتنے بہادر اور کس قدر بلند خیال ہیں۔ میرا جنم سپھل ہو گیا ہے۔

پرتھوی راج۔ میری جان سے بھی زیادہ عزیز تارا! مجھے یہ

معلوم نہ تھا۔ کہ اس بے رحم قدرت کی گود میں تمہارے جیسی پُر اُلفت اور ساکن بجلی۔ متحرک اور پیاری چاندنی۔ بولنے والی مصوّری۔ زندہ موسیقی اِس طرح چھپی ہوئی ہے ؛

تارا۔ میرا خیال ہے۔ آپ غلطی کر رہے ہیں۔ اور غلطی کرنے کا باعث وہ محبّت ہے۔ جو آپ کو مجھ سے ہے۔ ورنہ مَیں نہ بجلی ہوں۔ نہ چاندنی۔ نہ مصوّری ہوں نہ موسیقی۔ مَیں تو آپ کی داسی تارا ہوں۔ جس میں خوبیاں بھی ہیں۔ اور اُن کے ساتھ ہی ساتھ نقص بھی ہیں ؛

پرتھوی راج۔ پیاری تارا! مجھے تو تیری ذات میں کوئی بھی نقص دکھائی نہیں دیتا ؛

تارا۔ کیونکہ پیار اندھا ہے۔ اور اُس کے ساتھ جو کچھ آتا ہے وہ دِل کو موہ لینے والا ہے ؛

(ایک نوکر کا داخلہ)

پرتھوی راج (کڑک کر) کیوں ؟ یہاں آنے کی تجھے کِس نے اجازت دی ہے ؟

نوکر (سہم کر) مہاراج!

پرتھوی راج۔ چُپ رہو۔ ہم کچھ نہیں سُنتے۔ ہمارے سوال کا جواب دو۔ تُم یہاں کیوں آئے ؟

نوکر۔ مہاراج! ایک سوار آیا ہے ؛

پرتھوی راج ۔ مگر یہاں آنے کی تمہیں کس نے اجازت دی ؟

تارا ۔ غلطی ہو گئی ۔ غریب کو معاف کر دیجئے +

پرتھوی راج (نرم ہوکر) جاؤ !

(نوکر جانا چاہتا ہے ۔ پرتھوی راج روکتے ہیں)

وہ سوار کہاں سے آیا ہے ؟

نوکر ۔ میواڑ سے +

پرتھوی راج ۔ میواڑ سے ۔ اُسے لوٹا دو ۔ میں اُس سے کوئی گفتگو نہیں کرنا چاہتا +

تارا ۔ ناتھ ! یہ آپ کیا کر رہے ہیں ۔ بوڑھے باپ سے یہ گستاخی اسے اِنسانیت نہیں برداشت کر سکتی ۔ آپ غصہ تھوک دیں ۔ سوار کو بلائیں ۔ اور اُس سے پوچھیں ۔ کہ رانا نے کیا پیغام بھیجا ہے +

پرتھوی راج ۔ اچھا ! اُسے یہیں بلا لو +

(نوکر کی روانگی)

تارا ۔ ناتھ ! کیا آپ کو میواڑ سے محبت نہیں ؟

پرتھوی راج ۔ نہیں تارا ! میواڑ ہی کو مجھ سے محبت نہیں ہے +

تارا ۔ پران ناتھ ! دنیا میں ایسا کون ہے ۔ جو آپ کو نہیں چاہتا +

(سوار کا داخلہ)

پرتھوی راج ۔ کہو سوار کیا خبر ہے ؟

سوار۔ مہاراج! یہ چٹھی سورج مل نے آپ کے لئے دی ہے ۔

پرتھوی راج۔ (دیکھوں (خط لے کر پڑھتے ہیں۔ اور پھر تعجب کا اظہار کرتے ہیں) مجھے یہ کبھی خیال بھی نہ تھا ۔

تارا۔ کیا لکھتے ہیں؟

پرتھوی راج۔ چچا صاحب نے بغاوت کی ہے۔ اور نواب مظفر اور سارنگ دیو اُن کے ساتھ شریک ہو گئے ہیں۔ اب یہ تینوں مل کر چتوڑ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس سے عجیب بات یہ ہے۔ کہ مجھے اس کی اطلاع خود چچا صاحب دے رہے ہیں۔ اور مجھ سے اصرار کر رہے ہیں کہ میں رانا کی امداد کروں۔ اور اُن کے بڑھاپے میں ان کے کام آؤں ۔

تارا۔ عجیب معاملہ ہے۔ آپ جائیں گے؟

پرتھوی راج۔ میں چتوڑ میں پاؤں بھی نہ رکھوں گا ۔

تارا۔ مگر کیوں؟

پرتھوی راج۔ اِس لئے کہ میں جلا وطن کیا ہُوا ہوں۔ اور رانا خود مجھے بُلانا نہیں چاہتے۔ ایسی حالت میں میں کیوں جاؤں مجھے کیا ضرورت ہے۔ چچا صاحب کے اصرار پر میں وہاں جانا اپنی توہین سمجھتا ہوں ۔

تارا۔ ناتھ! یہ غرور تم کو زیب نہیں دیتا۔ وہ تمہارے باپ ہیں بوڑھے ہیں۔ بے کس ہیں۔ دشمنوں سے گھرے ہوئے ہیں۔

تمہیں اُن کی امداد کرنا چاہیئے۔ اُن کا رُوٹھنا واجب ہے۔ مگر تمہارا رُوٹھنا اس وقت بے معنی ہے۔ تمہاری طاقت۔ تمہارا جسم۔ تمہارے بازُو۔ تمہاری طبیعت اُن کے احسان کی قرضدار ہے۔ اُسے اُتارنے کا موقعہ ہاتھ سے نہ دو۔ جوش سے اُٹھّو۔ آندھی کی طرح جاؤ۔ اور طوفان کی طرح اُن کے دُشمنوں پر چھا جاؤ۔ بدنامی کی جو سیاہی تمہارے بے داغ چہرے کے نزدیک پہنچ رہی ہے۔ اُسے مضبُوط ہاتھ سے پرے ہٹا دو ؞

پرتھوی راج۔ اور تُم ——

تارا۔ مَیں راجپُوت کی بیٹی ہوں۔ مَیں میدان جنگ میں اپنے شوہر کے ساتھ رہونگی ؞

پرتھوی راج۔ تارا! مَیں کیسا خُوش نصیب ہوں۔ جسے تُم جیسی عورت ملی ہے۔ تُم اپنے پیارے ہاتھوں سے میری زندگی کو نئے سانچے میں ڈھال رہی ہو ؞

تارا۔ نہیں پران ناتھ! مَیں تو آپ کی داسی ہُوں ؞

ڈراپ

چوتھا باب

پہلا منظر

رانا رائے محل کا محل

(تیسرا پہر
مسلح رانا رائے مل)

رانا۔ جنگ چھڑ گئی۔ سورج مل نے بغاوت اختیار کی اور ساری سپاہ کو ساتھ لے کر مالوہ کے نواب سے مل گیا۔ سورج مل! مجھے تجھ سے یہ کبھی اُمید نہ تھی۔ جے مل مر گیا۔ مَیں نے پروا نہ کی۔ سانگا بے پتہ ہو گیا۔ میرا دل نہ گھبرایا۔ پرتھوی راج نے میری توہین کر کے میواڑ آنے سے انکار کر دیا۔ میری آنکھ سے آنسو کا قطرہ نہ نکلا۔ جان سے بھی پیاری گائے کے مانند شریف بیٹی عذاب کے دن گزار رہی ہے۔ مَیں نے اُف نہ کی۔ مگر سورج مل! تیری یہ غداری۔ یہ بیوفائی ——

اوہ! مجھے اِس کا خواب میں بھی خیال نہ تھا۔ مَیں سوچتا تھا۔ سب کچھ ہو سکتا ہے۔ صرف یہ نہیں ہو سکتا۔ مگر واقعات نے بتا دیا۔ کہ مَیں غلطی پر تھا۔ مَیں نے کبھی تجھے چھوٹا نہیں سمجھا۔ کبھی تجھ سے غرور کا سلوک نہیں کیا۔ پھر تُو نے یہ کیا کیا۔ تیری عقل پر کیوں پردہ پڑ گیا۔ میرا دل رو رہا ہے۔ میرا دماغ جل رہا ہے۔ میری آنکھیں ——— اوہ

(ایک سوار کا داخلہ)

رانا۔ کیا خبر ہے؟

سوار۔ باترو جنگل پر دُشمن کا قبضہ ہو گیا۔

رانا۔ اَور؟

سوار۔ اُس کی سپاہ گھمبیرا ندی کے کنارے پڑی ہے۔ اور چتوڑ پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہی ہے۔

رانا۔ اور ہمارے سپہ سالار کا کیا حال ہے؟

سوار۔ وہ بھی سُورج مل کے ساتھ مِل گیا ہے۔

رانا۔ کوئی پروا نہیں۔ ہم سب سے سمجھ لینگے ——— چتوڑ کے مُحافظ، پہریدار سپاہی کیا کر رہے ہیں؟

سوار۔ اپنی اپنی جگہ پر مُستعد کھڑے ہیں۔

رانا۔ تو تم جاؤ۔

(سوار کی روانگی)

رانا۔ کل جنگ ہوگی۔ دُشمن مجھے کمزور حقیر سمجھتا ہے۔ مگر مَیں دکھا دونگا۔ کہ شیر بُڈھا ہو جائے۔ تب بھی شیر ہی رہتا ہے ——
مَیں راجپُوت ہُوں۔ راجپُوت مَوت سے نہیں ڈرتا۔ وہ مَوت کے ساتھ کھیلتا ہے۔ پھر —— اوہ! وہ کیا سمجھتے ہیں۔ گر سُورج مل تجھے کیا ہو گیا۔ جس شخص کو میری حفاظت کے لئے تلوار لے کر کھڑا ہونا چاہیئے تھا۔ وہی میرے خُون کا پیاسا ہو رہا ہے۔ نہیں یہ غلط ہے۔ بھوانی دیوی! تُو اس کی حفاظت کر اُس پر کسی نے جادُو کر دیا ہے اور پرتھوی راج! تُو بھی آج مجھ سے پرے بھاگتا ہے۔ بیٹا! باپ سے یہ غرُور۔ یہ خفگی۔ کاش تُو جانتا

(پرتھوی راج کا تیزی سے داخلہ)

پرتھوی راج۔ پتا جی! (پاؤں میں جھکتا ہے)

رانا۔ تُو آ گیا۔ بیٹا تیری عُمر بڑی ہو۔ تُو دُنیا میں شُہرت پائے۔ لوگ تیری پُوجا کریں۔ ادھر آ۔ میرے سینے سے لگ جا۔ جلتے ہوئے کلیجے کو ٹھنڈا کر دے۔

پرتھوی راج۔ پتا جی! میرا قصور معاف کر دیجئے۔

رانا۔ نہیں تُو میرا بیٹا ہے۔ باپ کی آنکھیں بیٹے کا قصور کبھی نہیں دیکھتیں۔ مَیں نے تجھے معاف کیا۔ تیری تلوار کہاں ہے؟

پرتھوی راج۔ حکم کیجئے۔

رانا - اب اس کی ضرورت ہے - اسے استعمال کر - اپنے زور بازو کے کرشمے دکھا - راجپوت باپ کا - راجپوت ماں کا - اور راجپوت خاندان کا حق ادا کر - میں اور کچھ نہیں چاہتا ۔

پرتھوی راج - آپ پروا نہ کریں - میری طبیعت بے طرح جوش میں آئی ہوئی ہے - اس جنگ میں سورج مل - سارنگ دیو اور نواب مالوہ سب کو دکھا دونگا - کہ پرتھوی راج کیا ہے - اور اُس کی تلوار کے سامنے آنا کیا معنی رکھتا ہے - مگر چچا صاحب سے مجھے ہرگز امید نہ تھی ۔

رانا - بیٹا یہ اُس کا قصور نہیں ۔

پرتھوی راج - میں سمجھتا تھا - مجھ سا بیٹا باپ کے خلاف کھڑا ہو سکتا ہے - مگر چچا صاحب جیسا بھائی بھائی کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں سُن سکتا - پر آج کیا ہو گیا - انہوں نے میرا اعتبار آدمی پر سے زائل کر دیا ہے ۔

دوسرا منظر

میدانِ جنگ کے ساتھ خیمہ

تیسرا پہر

(تارا خون میں نہائی ہوئی داخل ہوتی ہے)

تارا۔ مجھے آج معلوم ہُوا۔ جنگ کیا چیز ہے۔ موت ناچ رہی ہے۔ تباہی کھیل رہی ہے۔ اور انسانی زندگیاں ان دونوں کی بھینٹ کی جا رہی ہیں۔ جنگ کا نام سُنا تھا۔ مگر دیکھا نہ تھا۔ کہ ہاتھی گھوڑے۔ آدمی کس طرح خون میں تیرتے ہیں۔ اور اِس جگہ جانوں کو کیسا سستا سمجھا جاتا ہے۔ خوفناک صدائیں چاروں طرف سے کانوں میں پڑتی ہیں۔ رونے کی، تڑپنے کی اور سسکنے کی آوازیں آتی ہیں۔ مگر ہر شخص مرنے اور مارنے کے خیال میں اِس طرف ذرا بھی توجہ نہیں کرتا۔ راجپوت کا دھرم آج محسوس کیا۔ سر کو ہتھیلی پر رکھ کر موت کی برکھا میں گھسی۔ اور نواب مالوہ کو اپنے ہاتھوں سے گرفتار کیا۔

(دو سپاہیوں کا نواب مالوہ کو گرفتار کئے ہوئے داخلہ)

نواب۔ رانی صاحبہ:-

تارا (سپاہیوں سے) لے جاؤ۔ عزت سے قید میں رکھو۔ میں انہیں جنگ کے ختم ہونے پر رہا کر دوں گی (نواب سے) ہم راجپوت ہیں۔ راجپوت ہارے ہوئے دُشمن کو مارنا گناہ سمجھتے ہیں۔

نواب۔ آپ کتنی بہادر ہیں؟

تارا۔ تم نے کبھی راجپوت عورت کو آج تک نہیں دیکھا۔ ورنہ یہ الفاظ نہ کہتے۔ لے جاؤ۔ مگر انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔

(سپاہیوں کا نواب کو لے جانا)

تارا۔ آج جب وہ یہ خبر سُنیں گے۔ تو کتنے خوش ہونگے۔ اُن کی آنکھیں۔ چہرہ۔ پیشانی سُرخ ہو جائیں گے۔ مَیں نے آج ثابت کر دیا۔ کہ مَیں اُن کی بیوی ہونے کے قابل ہوں۔ مگر اِس وقت تک وہ کیوں نہیں آئے؟ جنگ کے موقعہ پر وہ پاگل ہو جاتے ہیں۔ اور ———

(سپہ سالار اور سپاہیوں کا داخلہ)

تارا۔ سپہ سالار! تُم جنگ سے آرہے ہو؟

سپہ سالار۔ جی۔ وہیں سے آرہا ہوں ؛

تارا۔ تو کیا دُشمن نے شکست تسلیم کر لی؟ فتح ہوئی۔ جلدی کہو؟

سپہ سالار۔ فتح؟ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ مہاراج دُشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ لڑتے لڑتے اتنا آگے نکل گئے۔ کہ اُن کا واپس آنا مُشکل معلوم ہوتا ہے ؛

تارا۔ اور اُن کے ساتھی؟

سپہ سالار۔ سب کے سب مارے گئے ؛

تارا۔ تو کیا تم جان بچا کر میرے خیمہ میں سر چھپانے کے لئے آئے ہو۔ نامرد۔ بُزدل! شرم کرو۔ تُم ہارے ہوئے ہو۔ تمہارا سردار دشمن کے نرغے میں ہے۔ تمہارے ساتھی شہید ہو چکے ہیں۔ اور تُم یہ خبر سُنانے کے لئے میرے خیمے میں آئے ہو۔

تم راجپوت ہو - اور پھر بھی میدان جنگ میں مر نہیں گئے ہیں عورت ہوں - مَیں جنگ سے آئی - تو دشمن کو قید کر کے آئی - مگر تم ہار کر لوٹے - اور اپنا سر کندھوں پر لئے ہوئے - مَیں جاتی ہوں - اور دشمن پر طوفان کے مانند ٹوٹتی ہوں - مَیں ان کے حوصلوں کو - اُن کی بہادری کو گرد کی مانند اُڑا دوں گی - مَیں اُن کو ایک ہی سانس میں بھسم کر دوں گی - مَیں شیرنی ہوں - میرا غصہ بیدار ہو چکا ہے - اب میرے سامنے ٹھہرنے کی کس میں جرأت ہے - نامردو مرد بنو! اور جس کو اپنی جان سے زیادہ آن عزیز ہو - وہ میرے ساتھ آجائے +

سپہ سالار - جب ماں خود کھڑی ہو کر بلند آواز سے اپنے بچوں کو بُلا رہی ہو - اُس وقت کون بے غیرت ہے - جو جان کو عزیز سمجھے - اور غار میں چھُپنے کی ہمت کرے ——— چلو ہم تیار ہیں - اب یا اپنے سردار کو چھڑوا کر فتح کے ڈنکے بجاتے ہوئے واپس آئیں گے - یا دشمنوں کو مار مار کر خود بھی ہمیشہ کے لئے وہیں لیٹ جائیں گے +

تارا - تو جاؤ جا کر ہاری ہوئی فوج کو جمع کرو - اور کہو - کہ تارا خود میدان جنگ میں جا رہی ہے - پہلے مَیں کھیل کے طور پر جنگ میں شریک ہوئی تھی - مگر اب میرا غصہ میرے خون کے

ایک ایک قطرے میں لہرا رہا ہے (زمین پر گھٹنے ٹیک کر) دیوی ماتا! جب تک میں میدان میں نہ پہنچ جاؤں۔ اُس وقت تک اُن کی مُحافظ تُو ہے۔ (روانگی)

تیسرا منظر

ایک آنگن

تیسرا پہر

(چند کسان باتیں کر رہے ہیں)

ایک۔ بھئی جنگ تو بہت لمبی ہو رہی ہے۔ کہتے تھے۔ چند ہی دن میں سُورج مل رانا ہو جائیگا۔

دُوسرا۔ ہو تو ضرور جاتا۔ مگر پرتھوی راج جو آگیا ہے۔

تیسرا۔ سُنا ہے۔ بڑا ہی دلاور ہے۔

چوتھا۔ موت کی تو پرواہی نہیں کرتا۔ اور اس کا ہاتھ ایسا چلتا ہے کہ جدھر جُھکتا ہے۔ پرے کے پرے صاف کر دیتا ہے۔

پہلا۔ اور سُنا ہے اُس کے ساتھ ایک عورت بھی ہے۔

دوسرا۔ ہاں ہے۔ میں نے بھی دیکھی ہے۔

تیسرا۔ خُوبصورت ہے کیا؟

دُوسرا۔ خوبصورت کیا کہتے ہو۔ نرا چاند ہے۔ کھڑی ہوتی ہے۔ تو روشنی پھیل جاتی ہے۔ مگر جتنی خوبصورت ہے۔ اُس سے کہیں زیادہ بہادر ہے ۔

تیسرا۔ تو کیا یہ سچ ہے کہ اُس نے سارنگ دیو کو مار دیا ہے ؟

دُوسرا۔ نہیں سارنگ دیو کو تو نہیں مارا۔ مگر سُورج مل کو قید کر لیا ہے ۔

چوتھا۔ اور اس کی رانی تمسا کا کیا حال ہے ؟

دُوسرا۔ اُس نے خودکشی کر لی ہے۔ نواب بھاگ گیا ہے ۔

پہلا۔ ایک آدمی کہتا تھا۔ پرتھوی راج کو رانا رائے مل نے پھر جلاوطن کر دیا ہے ۔

دُوسرا۔ یہ غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ پرتھوی راج نے رانا رائے مل کو بھی شکست دیدی ہے۔ اور اب میواڑ کا رانا بن بیٹھا ہے ۔

تیسرا۔ چلو جانے دو۔ ہمیں کیا۔ جو ہوگا۔ دیکھا جائیگا۔ مگر جنگ لمبی ہو رہی ہے ۔

چوتھا۔ ہونے دو۔ ہمارے کون سے بیٹے لڑ رہے ہیں ؎۔ حُقّہ منگواؤ

؎۔ اِس منظر میں مصنّف نے یہ دکھلانے کی کوشش کی ہے۔ کہ عوام میں کس طرح کی غلط باتیں مشہور ہو جاتی ہیں ۔

چوتھا منظر

سُورج مل کا خیمہ

رات

(سُورج مل پلنگ پر لیٹے ہیں تمسا نیچے بیٹھی ہے)

تمسا۔ نیند نہیں آتی ؟

سُورج مل۔ نہیں درد سے جان نکلی جا رہی ہے۔ نیند کیسے آسکتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کندھوں پر آگ لگ گئی ہے مُوت کیوں نہیں آتی۔ پرتھوی! مَیں نے تجھے گود میں کھلایا۔ پالا۔ پیار کیا۔ اور آج اس کا بدلہ مجھے تُو نے یہ دیا۔ کہ میرے ہی کندھے پر اپنی تلوار ماری۔ مگر تیرا کیا قصور ہے۔ یہ سب میری اپنی ہی کرتُوت ہے۔ آخر مجھے بھی تو رانا صاحب نے اسی طرح پیار کیا تھا۔ کیا مَیں نے اُن کے احسانوں کو بُھلا کر اُن سے سرکشی نہیں کی۔ بیٹے نے باپ کا بدلہ لے لیا۔ اِس میں اُس کا کیا قصور ہے ؟

تمسا۔ آپ کیوں گھبراتے ہیں۔ ہوش کریں۔ جنگ میں ایسا ہی ہُوا کرتا ہے۔

سُورج مل۔ اِس درد کی نسبت مر جانا زیادہ بہتر ہے۔ تمسا!

تمسا۔ گھبرانے سے کیا بن جائیگا؟

(ایک سپاہی کا داخلہ)

سپاہی۔ میواڑ کے ولیعہد پرتھوی راج دروازے پر کھڑے ہیں +

سُورج مل۔ پرتھوی راج ——— اُسے فوراً بُلا لاؤ +

(سپاہی کی روانگی)

تمسا۔ اِس وقت پرتھوی راج کا یہاں کیا کام ہے۔ آپ سو جائیں۔ زیادہ باتیں کرنا ٹھیک نہیں +

سُورج مل۔ وُہ آیا ہے۔ اُس سے دو باتیں بھی نہ کروں۔ تُم کیسی بے دَرد ہو +

(پرتھوی راج کا داخلہ)

پرتھوی راج۔ چچا۔ چچی۔ پرنام کرتا ہوں +

سُورج مل۔ آؤ بیٹا! تم سے بہت دن کے بعد ملنے کا اتفاق ہُوا پرماتما کرے۔ تم بہت دنوں زندہ رہو۔ اور دُنیا میں نیکی پھیلاؤ (تمسا) پرتھوی کو دُعا دو۔ ہیں! تُم نے مُنہ پھیر لیا۔ یہ میدان جنگ نہیں۔ میرا اپنا گھر ہے۔ اِس جگہ یہ پرتھوی راج میرا دُشمن نہیں۔ بلکہ وہی عزیز۔ پیارا بھتیجا ہے۔ جو میری ٹانگوں سے چمٹ جایا کرتا تھا۔ اور جس کے لئے مَیں پاگل ہو جایا کرتا تھا۔ یہ تمہارے پاس آیا ہے۔ اسے دُعا دو +

تمسا۔ جیتے رہو بیٹا!

پرتھوی راج (چچا سے) اب زخم کا کیا حال ہے؟

سُورج مل۔ درد بیتاب کئے دیتا ہے۔ مگر تمہیں دیکھ کر آرام سا ہوگیا ہے ؛

تمسا۔ بیٹا! تُو نے اپنے چچا کے ساتھ خُوب نیکی کی۔ واہ وا ؛

پرتھوی راج۔ کیا کہوں۔ مَیں خود شرمندہ ہوں۔ اُس وقت جوش میں ——

سُورج مل۔ نہیں بیٹا! تُم نے اپنا فرض ادا کیا۔ بُوڑھے باپ کی حفاظت کرنے کے لئے چچا کے کندھے پر تلوار چلا دینا کیا قصور ہے۔ قصور میرا ہے۔ جس نے اپنے بھائی کے خلاف سازش میں حصّہ لیا۔ اگر مَیں نے اپنے فرض کو پُورا نہیں کیا تو اس کا یہ مطلب کب ہے۔ کہ تم بھی نہ کرو۔ میدان جنگ میں کوئی کسی کا رشتہ دار نہیں ہوتا ؛

پرتھوی راج۔ چچا صاحب! یہ آپ نے کیا کیا؟ مَیں جتنا سوچتا ہوں۔ اُتنا ہی حیران ہوتا ہوں ؛

سُورج مل۔ اِس ذکر کو رہنے دو۔ اور کہو راناصاحب کا کیا حال ہے؟

پرتھوی راج۔ اچھے ہیں (کچھ دیر ٹھہر کر) چچا صاحب! مجھے بھوک لگی ہے ؛

سُورج مل۔ تمسا! پرتھوی کو کچھ کھانے کو دو ؛

تمسا۔ ابھی لائی (اُٹھ کر اپنے آپ سے) اسے روٹی کھلانی چاہیئے یا زہر؟ (روانگی)

سُورج مل۔ بیٹا! تُم بہت خُوش نصیب ہو۔ جو تُمہیں تارا جیسی بہادر بیوی ملی۔ اُس دن اُس نے بیخوفی سے نواب مالوہ کو گرفتار کیا۔ واہ وا۔ اسوقت کہاں ہے؟

پرتھوی راج۔ ڈیرے میں زخمیوں کی مرہم پٹّی کر رہی ہے۔

(تمسا کھانا لے کر آتی ہے)

پرتھوی راج۔ یہیں رکھ دو۔ پانی ہے؟ (ہاتھ دھوتا ہے۔ اور کھانے میں مصروف ہو جاتا ہے) آج کی جنگ میں مَیں بہت ہی تھک گیا۔

سُورج مل۔ اگر میرا کندھا زخمی نہ ہو جاتا۔ تو آج جنگ کا فیصلہ ہو جانا لازمی تھا۔ تاہم مجھے تسلّی ہے۔ کہ مَیں اپنے عزیز بھتیجے ہی کے وار سے زخمی ہُوا ہوں۔

پرتھوی راج۔ تھوڑا سا پانی۔

(تمسا پانی دیتی ہے)

پرتھوی راج۔ پان ہے؟

تمسا۔ (پان دیتی ہے)

پرتھوی راج۔ تو اب اجازت دیجئے۔ کل صُبح میدان جنگ ہی میں مُلاقات ہو گی۔ اِس وقت تو بہت نیند آ رہی ہے۔

سُورج مل۔ ہاں اگر میرا درد کم ہو گیا۔ تو ضرور کل اس جنگ کا فیصلہ کر دُوں گا۔ آخر یہ اتنی طویل کیوں کی جائے۔ تمہارا کیا خیال ہے؟

پرتھوی راج۔ آپ کی رائے بجا اور بالکل درست ہے۔ تو اب اجازت ہے۔ پرنام کرتا ہوں +

سُورج مل۔ جیتے رہو بیٹا! پرماتما کرے۔ تُمہیں جنگ میں فتح نصیب ہو +

(پرتھوی راج کی روانگی)

تمسا۔ یہ آپ کے طریقے تعجب میں لانے والے ہیں۔ میں انہیں بالکل ہی نہیں سمجھ سکتی +

سُورج مل۔ کسی نہ کسی دن سمجھ جاؤ گی۔ سارنگ دیو کہاں ہے؟

تمسا۔ اپنے خیمے میں +

سُورج مل۔ جاؤ۔ اُسے میرے پاس بھیج دو +

(تمسا کی روانگی)

سُورج مل۔ اگر یہ آگ سُلگائی گئی ہے۔ تو اُس میں محلّے۔ بازار۔ گاؤں۔ شہر سب جل کر خاک سیاہ ہو جائیں گے! اور اس کے بعد اگر فتح نصیب ہوئی۔ تو کیا میں میواڑ کے تخت پر بیٹھونگا نہیں۔ یہ حق جس کا ہے۔ اُس کے حوالے کرُونگا۔ وہ دُنیا کی خدمت کریگا میں دُنیا والے کی عبادت میں مصروف ہو جاؤنگا + (روانگی)

پانچواں منظر

سروہی میں شاہی محل کی چھت

چاندنی رات

(جمنا گا رہی ہے)

گانا

جہاں پیا تہاں ہی سب سُکھ ساج

بن پیا جیون بیرتھ سُکھی ری یدپی بسے سماج - جہاں پیا

جو اپنا پریتم سنگ ناہیں سُرپور کونے کاج

نرجن بن ہو میں پیتم کے سنگ سُرپور کا راج

جہاں پیا تہاں ہی سب سُکھ ساج

میرا دل ندی میں جھکولے کھانے والی کشتی کے مانند کیوں کانپتا ہے - جب سے یہاں آئی ہوں - برابر تکلیفیں پا رہی ہوں - اُن کو خوش کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں دیتی - مگر وہ کسی بھی وقت مجھ سے خوش نہیں ہوتے - آخر اس میں میرا کیا قصور ہے ؟ راتا رائے مل کی بیٹی کے ساتھ جو سلوک یہاں ہوتا ہے - ویسا کسی غریب سے غریب شخص کی بیٹی سے بھی نہ ہوتا ہوگا - اپنی حیثیت کا کوئی خیال نہیں - اپنی

طاقت کا کوئی علم نہیں۔ دُنیا بھر کے لُچّے لفنگے دن رات بے پر کی اُڑاتے رہتے ہیں۔ اور وہ سُن سُن کر خوش ہوتے ہیں میرا کلیجہ سیاہ ہو رہا ہے۔ دل ہر وقت رو تا رہتا ہے۔ کیا کروں۔ کدھر جاؤں۔ باپ نے اپدیش دیا تھا بیٹی تیرا خاوند ہی تیرا دیوتا ہے۔ مگر دل اسے نہیں مانتا۔ وہ کیا دیوتا ہیں ———

جمنا! بیوقوف لڑکی!! کیا بک رہی ہے۔ اپنے آپ کو سمجھا۔ ہوش کر اور آنکھیں کھول۔ بدنصیب! اگر تجھے خاوند پر اعتبار نہیں۔ تو تیری زندگی میں تجھے کوئی آرام۔ کوئی سُکھ نہیں مل سکتا۔ تو ہندو عورت ہے۔ تو بھارت ورش میں پیدا ہوئی ہے۔ تجھے ایسے کمینے خیال زیب نہیں دیتے۔ تو سیتا۔ رُکمنی۔ دمینتی کی سرزمین سے اُٹھی ہے ——— وہ آرہے ہیں۔ پرماتما خیر کرے +

(پرِبھوراؤ کا داخلہ)

پربھوراؤ۔ جمنا!

جمنا۔ معلوم ہوتا ہے آج پھر شراب پی رکھی ہے ——— ہاں مہاراج +

پربھوراؤ۔ تم جمنا ہو۔ تمہارا باپ کون ہے ؟

جمنا۔ مَیں والی میواڑ کی لڑکی ہوں +

پربھوراؤ۔ ٹھیک ہے۔ وہی بدمعاش بُزدل تمہارا باپ ہے جمنا! وہ چور ہے +

جمنا۔ میرا باپ شریف ہے یا چور۔ اس کے بارے میں میں آپ کے
مُنہ سے کچھ نہیں سُننا چاہتی +

پربھو راؤ۔ ثبوت دیتا ہوں۔ اُس نے اپنے سمدھی سُورتان کو
کچھ پرگنے دے دئے ہیں۔ مگر کیا میں دریا میں بہتا ہُوا آ گیا
تھا۔ مجھے اُس نے ایک گز زمین بھی نہ دی۔ اور تمہارا بھائی
پرتھوی راج۔ وہ بدمعاش۔ بیوقوف۔ ذلیل۔ خوشامدی
شرابی ——

جمنا۔ مہاراج! میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔ مجھے اور نہ
سُنائیے۔ میں پہلے ہی بہت مصیبت زدہ ہوں۔ یہ باتیں سُن کر
میرے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے +

پربھو راؤ۔ تیرے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے۔ تو کیا مجھے
نیند نہیں آتی۔ مجھے ڈر کس کا ہے۔ میں صاف صاف کہوں گا
کہ تیرے بھائی پرتھوی راج کی بیوی بازاری عورت ہے۔
پہلے اُس کا جے مل سے تعلق تھا۔ اسی کے کمرے سے اُس کی
لاش برآمد ہوئی تھی۔ اب تیرے بہادر بھائی نے تیرے
پیارے بھائی نے۔ تیرے شریف بھائی نے کیا اُسی کے ساتھ
بیاہ نہیں کر لیا؟

جمنا۔ تو پھر مجھے کہنے سے کیا ہوگا؟

پربھو راؤ۔ کیا ہوگا؟ ہوگا یہ کہ میں تیرا سر منڈوا کر تجھے گدھے پر

چڑھا کر شہر سے باہر نکال دُونگا۔ تو ایسی باپ کی بیٹی کیوں ہے۔ ایسے بھائی کی بہن کیوں ہے؟ تجھے گھر میں رکھنا اپنی توہین کرنا ہے +

جمنا۔ تو آپ اپنے دل کا یہ ارمان بھی نکال لیں۔ کوئی حسرت رہ نہ جائے +

پربھو راؤ۔ لیکن اس سے پہلے تیرے باپ کے نام پر ایک جُوتا ——— تیرے بھائی کے نام پر دو جُوتے ——— تیرے دُوسرے بھائی کے نام پر تین جُوتے ——— تیرے خاندان کے نام پر چار پانچ جُوتے ———

(زمین پر جُوتے مارنا)

جمنا۔ بڑے تیس مار خاں بنے ہو؟

پربھو راؤ۔ تمہارے بزرگوں کے نام پر دو اور جُوتے (روانگی)

جمنا (روتے روتے) کیا یہی میرے دیوتا ہیں۔ پرماتما! مجھے راہ دکھا۔ مجھے کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ میں تجھے پکارتی ہوں میری سُن۔ میں تجھے بُلاتی ہوں۔ مجھ سے بول۔ میرے دل کو قرار دے۔ میرے دماغ میں فرض کا خیال پیدا کر +

چھٹا منظر

جنگل میں فوج کی چھاؤنی

(جا بجا آگ جل رہی ہے)

رات

(سارنگ دیو اور سورج مل)

سورج مل - جو کچھ مجھ سے ہوسکتا تھا - میں نے کیا - مگر قسمت سے کون لڑ سکتا ہے - میری ہر کوشش کو اُس نے شکست دی ۔

سارنگ دیو - آپ نے کوشش نہیں کی ۔

سورج مل - میں نے کوشش نہیں کی - یہ تم کیا کہہ رہے ہو - میں نے بھائی کے خلاف سازش کی - مُلک میں بدامنی پھیلائی - بھتیجے پر تلوار اُٹھائی - اور پھر بھی تم کہتے ہو - کہ میں نے کچھ نہیں کیا - تم بولو - تم کیا کر رہے ہو - صرف یہ کہ بیگناہوں کو لُوٹنے کے لئے ہر دم آمادہ رہتے ہو ۔

سارنگ دیو - مگر سپاہیوں کو تنخواہ کہاں سے دی جائیگی ؟

سورج مل - اگر مجھے یہ معلوم ہوتا - کہ مجھے اتنا گناہ کرنا ہوگا تو اس کام میں کبھی ہاتھ نہ ڈالتا ۔

سارنگ دیو - تو کیوں ڈالا تھا - یہ کس کا قصور ہے ؟

سُورج مل۔ تمہارا۔ کیونکہ یہ سب کچھ تمہارے ہی مشورہ سے کیا گیا ہے۔ اگر تم تمسا کی حرص کی آگ پر تیل نہ ڈالتے۔ مجھے سبز باغ نہ دکھاتے۔ ہر وقت تباہی کے طریقے نہ بتاتے رہتے۔ تو مَیں آج اِس حالت میں نہ ہوتا ؛

سارنگ دیو۔ خیر جو کچھ ہونا تھا۔ ہو گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ آخر ہمیں روپے کا انتظام کرنا ہو گا اس کے بغیر کام نہیں چل سکتا ؛

سُورج مل (چونک کر) سارنگ!

سارنگ دیو۔ مہاراج!

سُورج مل۔ کوئی آرہا ہے۔ یقیناً یہ پرتھوی راج ہے۔ میری تلوار کہاں ہے؟

(تلوار پکڑ لیتا ہے۔ پرتھوی راج اور تارا کا تیزی سے داخلہ)

پرتھوی راج۔ یہی ہے ؛

سُورج مل۔ آجاؤ! مَیں تُمہارا ہی انتظار کر رہا تھا ؛

(پرتھوی راج اور سُورج مل کا لڑنا۔ سُورج مل کا گر جانا)

سارنگ دیو۔ شرم کرو۔ پرتھوی راج شرم کرو۔ ان کے جسم میں اب وہ طاقت نہیں رہی ؛

پرتھوی راج۔ چُپ رہو غدّار! (سُورج مل سے) شکست تسلیم کرو۔ ورنہ ــــــ

سُورج مل تسلیم کرتا ہوں پرتھوی راج!

(پرتھوی راج سُورج مل کو چھوڑ دیتا ہے۔ سُورج مل اُٹھتا ہے)

سُورج مل۔ بیٹا پرتھوی راج! تجھ سے شکست کھاتے ہوئے مجھے شرم نہیں آتی۔ تو میرا بیٹا ہے۔ میں نے تجھے تیرے بچپن کے دنوں سے پالا ہے۔ تیرے جسم کو بڑھتے دیکھا ہے۔ تجھے گود میں لے کر برسوں کھلایا ہے۔ تیرے جسم کو چاند کے مانند روشن ہوتے دیکھا ہے۔ تجھ سے ہارتے ہوئے مجھے کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی۔ مگر تیرے جسم پر اپنی تلوار چلاتے ہوئے میرا کلیجہ کانپ جاتا ہے۔ اور مجھے میرا چھوٹا ننھا پرتھوی راج یاد آجاتا ہے +

پرتھوی راج۔ کاش اس جنگ میں آپ کا حصہ نہ ہوتا ،،

سُورج مل۔ تو کیا تُو یہ سمجھتا ہے۔ کہ میں موت کے خوف سے یہ الفاظ کہہ رہا ہوں۔ نہیں۔ پرتھوی راج نہیں۔ اپنے ہاں کے بہادر سے بہادر راجپوتوں کو لے آ۔ اور میرے زخموں سے چور ہاتھ میں تلوار دیدے۔ اور پھر دیکھ کہ موت کے کنارے بیٹھا ہُوا بڈھا شیر کس طرح اُن کا خُون پی جاتا ہے مگر تیرے سامنے میں بکری کا بچہ ہوں۔ اور تیرے جسم کو کسی بھی حالت میں نقصان نہیں پہنچا سکتا ،،

پرتھوی راج۔ مگر جنگ میں تو اپنے پرائے کا خیال نہیں کیا

جاتا ہے۔

سُورج مل۔ ٹھیک ہے۔ مگر میں سوچتا ہوں۔ کہ میری کامیابی میرے اپنے حق میں نقصان دہ ثابت ہوگی۔ اگر میں مرجاؤں۔ تو دُنیا کا کیا نقصان ہے ———— مجھے رونے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ مگر تیری موت سے میواڑ پر تباہی چھا جائیگی۔ اور میرے نام پر ہمیشہ لعنتوں کے جُوتے برستے رہینگے۔ جا! اُٹھ۔ میواڑ کے بہترین بہادر سپاہی لے آ۔ میں اُن کی ہڈیاں توڑ دونگا۔ مگر تیرے خلاف میں اپنا خالی ہاتھ بھی نہیں اُٹھانا چاہتا۔

پرتھوی راج (سر جھکا کر) اب معلوم ہُوا۔ کہ جنگ میں آپ کا جسم کیوں چُور چُور ہوگیا۔ اور میرے جسم کو کیوں خراش تک نہیں آئی۔ چچا صاحب! مجھے معاف کیجئے۔

سُورج مل۔ نہیں بیٹا! تُو جو کچھ کر رہا ہے۔ یہ تیرا فرض ہے۔ معافی مجھے مانگنا چاہیئے۔

پرتھوی راج۔ نہیں میں نہیں مانوں گا۔ آپ کو مجھے معاف کرنا ہوگا۔

سُورج مل (تارا کی طرف دیکھ کر) یہ لڑکا کون ہے؟

پرتھوی راج۔ یہ میری بیوی ———— تارا ہے۔

سُورج مل۔ تارا بیٹی! تمہیں دیکھ کر میں بہت خُوش ہُوا۔ کیا تم وہی ہو۔ جس نے اپنے ہاتھ سے مالوے کے نواب کو گرفتار کیا

ہے۔افسوس جس مُلک میں تم جیسی بہادر بیٹیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اُسی میں مجھ جیسے لالچی کمینے مرد پیدا ہوں جو اپنے ذاتی فائدہ کے لئے مُلک کے امن کو خطرہ میں ڈالنے سے بھی دریغ نہ کریں ——— بیٹی! پرماتما کرے۔ تُم دُودھوں نہاؤ۔ پوتوں پھلو +

سارنگ دیو۔ تو کیا سمجھنا چاہیئے کہ یہ جنگ ختم ہوگئی؟

پرتھوی راج۔ جہاں تک چچا اور بھتیجے کی جنگ کا سوال ہے اس کو ختم ہی سمجھو۔ چچی صاحبہ کہاں ہیں؟

سارنگ دیو۔ دیوی کے مندر میں گئی ہیں ——— (اپنے آپ سے) عجیب قسم کی عورت ہے۔ بعض وقت تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ گویا پاگل ہوگئی ہے۔ مجھے بیٹا کہہ کر پکارتی ہے اور اُس کی آنکھوں سے ———

پرتھوی راج۔ کیا دیوی کا مندر قریب ہی ہے؟

سُورج مل۔ ہاں بیٹا!

پرتھوی راج۔ تو کل ہم دونو دیوی کی پُوجا کرکے اِس جنگ کو ختم کر دیں گے۔ بلی کا انتظام میں کروں گا +

سُورج مل۔ بہت اچھا بیٹا! پرماتما تیری خواہش پُوری کرے +

(روانگی)

ساتواں منظر

دیوی کا مندر

وقت صبح - آسمان پر بادل

(اکیلا پرتھوی راج)

پرتھوی راج - دیوی ماتا! آج جنگ کا خاتمہ ہو گا۔ پھٹے ہوئے دل جُڑیں گے - بچھڑے ہوئے رشتہ دار ملیں گے - اور مُلک کا گیا ہُوا امن واپس ہو گا - تمہارے قدموں میں آج یا مَیں اپنا سر کاٹ کر رکھ دُونگا یا سب فساد کی جڑ ھ سارنگ دیو کا +

(سارنگ دیو کا داخلہ)

پرتھوی راج - چچا صاحب کہاں ہیں؟

سارنگ دیو - وہ بہت کمزور ہو رہے ہیں - اُن کے لئے چارپائی سے ہلنا بھی دُشوار ہے - اُنہوں نے یہاں مجھے بھیجا ہے +

پرتھوی راج - بہت اچھا - تمہاری ہی ضرورت تھی +

سارنگ دیو - بلی کہاں ہے؟

پرتھوی راج - ہے +

سارنگ دیو - کہاں؟ مجھے تو دکھائی نہیں دیتی +

لہ جسے دیوی کی نذر کیا جائے +

پرتھوی راج۔ دیکھنے والے اندھے! تو خود بلی کا بکرا ہے۔

سارنگ دیو۔ میں (حیرت سے) پرتھوی راج! تم کیا کہہ رہے ہو؟

پرتھوی راج۔ وہی جو مجھے کہنا چاہیئے۔ میں آج دیوی ماتا کے حضور میں تمہاری بلی دینا چاہتا ہوں ——— اس جنگ کے ذمہ وار تم ہو۔

سارنگ دیو۔ میں!

پرتھوی راج۔ ہاں ہاں تم۔ تلوار نکالو۔ آج ہم دونوں میں سے ایک کا قتل ہونا لازمی ہے۔

سارنگ دیو۔ بہت اچھا! (تلوار نکال کر) مگر پرتھوی راج! میں تمہارا محبت سے دیوانہ ہو گیا ہوا بچہ نہیں ہوں۔ جو تم پر وار کرتے وقت گھبرا جاؤں گا۔ میری تلوار تمہارے جسم کی بوٹی بوٹی اُڑا دے گی۔

پرتھوی راج۔ بزدل باتونی! اپنے سر کی خیر منا۔

(دونو لڑتے ہیں۔ سارنگ دیو کا سر کٹ جاتا ہے)

بس۔ اب جنگ ختم ہوئی۔ جب میں اس کا کٹا ہوا سر پتاجی کے قدموں میں رکھوں گا۔ تو یقیناً اُن کا غصہ فرو ہو جائیگا۔ اور وہ چچا صاحب کا قصور معاف کر دیں گے۔

(تمنا کا پاگلوں کے مانند داخلہ)

تمنا۔ پرتھوی! پرتھوی!! یہ کیا۔ ارے یہ تم نے کیا کیا۔ کیا سارنگ

قتل ہو گیا - بولو - کہو بتاؤ - یہ کیا ہوا - پرتھوی! یہ کس نے کیا ہے ؟

پرتھوی راج - میں نے ہی اس لالچی دغا باز کو قتل کر دیا ہے ؟

تمسا - تو نے اسے نہیں مجھے قتل کر دیا ہے - اُٹھ - تلوار نکال - اور میرے کلیجے میں اُتار دے - کیا تجھے معلوم ہے - کہ سارنگ کون تھا ؟

پرتھوی راج - میواڑ کا دشمن - آستین کا سانپ - آپ کا رحم سے پالا ہُوا کوئی کم ذات ؟

تمسا - نہیں - پرتھوی راج - یہ سارنگ دیو کوئی کم ذات نہیں تھا (ٹھنڈی سانس لے کر) یہ میرا لڑکا تھا ؟

پرتھوی راج - تمہارا لڑکا ؟ یہ تم کیا کہہ رہی ہو ؟

تمسا - وہی جو میں آج تک چھپا رہی تھی - یہ میرا لڑکا تھا - مگر تمہارے چچا سے نہیں ؟

پرتھوی راج - چچی! کیا تو پاگل ہو گئی ہے - یا مجھے پاگل کرنا چاہتی ہے ؟

تمسا - نہیں پرتھوی نہیں اب میں نہیں چھپاؤں گی - گاؤں گاؤں میں - قصبے قصبے میں - شہر شہر میں میرے گناہ کی کہانی سُنا دو - اعلان کر دو - ڈھنڈورہ پیٹ دو - اب مجھے بدنامی کا خوف نہیں - ڈر اُسی کو ہے - جس کے پاس کچھ ہے مگر جس کے پاس

کچھ نہیں جو بالکل کنگال ہے۔ جس کی اُمید۔ خوشی۔ آرزو پامال ہو چکی ہے۔ جس کا ماضی رنجدہ۔ حال غمناک و مستقبل تاریک ہے۔ اُسے کسی کا کیا ڈر ہو سکتا تھا۔ میرا جو کچھ تھا۔ یہی سارنگ تھا۔ کلیجے کی ٹھنڈک۔ آنکھوں کی روشنی۔ خوشی کا سہارا۔ جب وہ نہیں رہا۔ تو اب مجھے کسی کی کیا پرواہ ہے۔ جاؤ جا کر سب سے کہدو۔ تمسا گنہگار ہے اس کی پہلی زندگی گُناہوں سے بھری ہوئی ہے ؎

(پاگلوں کے مانند چہرے پر ہاتھ رکھ کر رونگی)

پرتھوی راج۔ عورت! کیا یہ بھی ممکن ہے۔ کیا تو یہ بھی کر سکتی ہے؟ جب تو دھرم کا سہارا چھوڑ دیتی ہے۔ تو دُنیا بھر کے نیک کام زائل ہو جاتے ہیں۔ دُنیا بھر کے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں۔ جب تو ہی دغا دے گی۔ تو دُنیا میں کسی کا اعتبار کون کر سکے گا۔ کھانے میں زہر کا شُبہ ہو گا۔ تکیئے کے نیچے چھری کا شک ہو گا۔ محبت کو جھوٹ کا خیال سیاہ کر دیگا۔ اور تمام دُنیا دار دُنیاوی رشتے توڑ کر سنیاسی ہو جائیں گے۔ باہر محنت اور جدوجہد کی زندگی گزار کر آدمی گھر آتا ہے۔ تو اُسے محبت۔ عزت اور عصمت کے جذبات میں ڈوبی ہوئی بیوی کو دیکھ کر سب کلفت بھول جاتی ہے۔ لیکن اگر اُسے یہ معلوم ہو۔ کہ وہ چشمہ خُشک ہو چکا ہے۔ وہ نیکی برباد ہو گئی ہے۔ وہ محبت

نفرت میں۔ اور عصمت بد معاشی میں تبدیل ہو گئی ہے۔ تو وہ کہاں جائیگا؟ اُسے جس چیز نے۔ جس زنجیر نے اس دُنیا سے باندھ رکھا ہے۔ اگر وہی نہ رہے گی۔ تو اس کا کیا بنے گا؟ دُنیا تباہ ہو جائے گی۔ بہن۔ بھائی۔ باپ۔ بیٹے۔ خاوند۔ بیوی کا رشتہ ٹوٹ جائیگا۔ محبّت۔ عزّت۔ ہمدردی۔ پاکیزگی کا نام ونشان مٹ جائیگا۔ اور اس وسیع قبرستان میں حسد۔ غُصّہ۔ نفس۔ جھوٹ کی حکومت ہو جائیگی۔

(ڈراپ)

پانچواں باب

پہلا منظر

رانا رائے مل کا محل

صُبح

(رانا اکیلے کھڑے ہیں)

رانا۔ یہ جنگ مبارک ہے۔ جس کے باعث بیٹا بوڑھے باپ کو ملا۔ رنجیدہ دل مطمئن ہُوا۔ بے قرار طبیعت کو قرار حاصل ہُوا کسے خیال تھا۔ کہ پرتھوی راج جیسا مغرور راکھڑ سپاہی بغیر بلائے اِس طرح میواڑ کی لُٹتی ہوئی شان کو دونوں ہاتھوں سے سنبھالنے کو پہنچ جائیگا۔ مگر یہ سب نیک دل۔ فرشتہ سیرت تارا کا کام ہے۔ جو آج بھارت ورش میں اپنی قسم کی ایک ہی راجپوتنی ہے ؂

(پرتھوی راج اور تارا کا داخل ہو کر رانا کو پرنام کرنا)

رانا- بیٹا! پرماتما تمہیں خوش رکھے- تم نے مصیبت کے وقت میں اپنے وطن کی آواز سُنی ہے- اور اس کی منجدھار میں ڈوبتی ہوئی ناؤ کو امن و سلامتی کے کنارے لگا دیا ہے- میں تمہیں دُعا دیتا ہوں- کہ جنگ میں تمہارا حوصلہ قائم رہے اور دُشمن تمہاری پیٹھ نہ دیکھنے پائے- تمہاری شہرت سارے بھارت میں ہو- اور تمہارے بازوؤں کی قوّت اپنی مادرِ وطن کی خدمت کرنے میں صرف ہو- اور (تارا سے) بیٹی تمہیں میں سچّے دل سے دُعا دیتا ہوں- کہ تمہارا سُہاگ بنا رہے- تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو- تم کیسی نیک ہو- باپ بیٹے کے درمیان غرور کی دیوار حائل تھی- تم نے آنے کے ساتھ ہی اُسے گرد کے مانند اُڑا دیا ہے- اور ثابت کر دیا ہے کہ بھارت ورش نیک ہستیوں سے اب تک خالی نہیں ہُوا اور سب سے بڑی بات یہ ہے- تم یہاں بغیر بُلائے چلی آئی ہو۔

تارا- بغیر بُلائے آئی ہُوں؟ تو کیا پتا جی! اب یہ میرا گھر نہیں؟

رانا- کیوں نہیں- بیٹی! یہ تمہارا اپنا گھر ہے- یہ سرسبز و شاداب زمین- یہ نیلا آسمان- یہ ہرے بھرے درخت سب تمہارے ہیں- تم چاند کی چاندنی کی طرح- پھول کی خوشبو کی طرح بے شمار برکتیں ساتھ لئے آئی ہو- میں خوش نصیب ہُوں- جسے تم ایسی بہو ملی- میرا بیٹا خوش نصیب ہے جسے تم ایسی بیوی ملی- اور میرا

وہ دیس خوش نصیب ہے۔ جسے تم ایسی مہارانی ملی (پرتھوی سے مخاطب کرکے) پرتھوی راج!

پرتھوی راج۔ پتاجی!

رانا۔ تم دیکھتے ہو۔ مَیں اب بالکل بڈّھا ہو گیا ہوں۔ میرے ہاتھ کمزور۔ بال سفید اور آنکھیں خراب ہو گئی ہیں۔ میرے چہرے پر جھریاں پڑ گئی ہیں۔ یہ موت کی لکیریں ہیں۔ مَیں اب سلطنت کا کام نہیں کر سکتا۔ میرے ناتوان کندھے اس بار کو اُٹھانے کے سراسر ناقابل ہیں۔ اس لئے مَیں اب چاہتا ہوں۔ کہ حکومت کا بوجھ تمہارے نوجوان کندھوں پر رکھ دوں اور آپ اس آخری عمر کے قریب پہنچ کر جنگل میں پرماتما کی بھگتی کروں +

تارا۔ نہیں پتاجی نہیں۔ ہم آپ کو نہیں جانے دینگے۔ اس آخری عُمر میں آپ باہر جنگل میں کہاں جائیں گے۔ مَیں آپ کو یہیں پر رکھ کر آپ کی ہر طرح سے خدمت کروں گی +

رانا۔ بیٹی تارا! مَیں ہندو ہوں۔ ہندوؤں کے شاستروں کا حکم ہے۔ کہ آخری عُمر میں انسان دُنیا کا خیال چھوڑ کر دُنیا والے کی طرف متوجّہ ہو۔ اس لئے مجھے نہ روکو۔ مَیں اب کسی بھی حالت میں نہیں رُکوں گا + (روانگی)

پرتھوی راج۔ تو اب مَیں میواڑ کا رانا ہوں۔ اُس عورت کی پیشگوئی غلط ثابت ہوئی۔ اُس نے کہا تھا۔ کہ میواڑ پر سانگا

حکومت کرینگے۔ مگر اب وہ کہاں ہیں۔ بلاشبہ سانگا سنگھ بہادر ہیں۔ فراخ دل ہیں۔ اور اپنے وطن کے سچے جانثاروں میں سے ہیں۔ اگر وہ چاہتے۔ تو یہ تخت و تاج حاصل کر لینا اُن کے لئے چنداں مُشکل نہ تھا۔ یہ ان کا پیدائشی حق ہے اور اس سے اُنہیں محروم کر دینا آسان نہ تھا۔ میواڑ کے تمام سپاہی اُن کے نام پر تلواریں اُٹھا لیتے۔ مگر وہ خود بخود کہیں چلے گئے۔ اور اپنے وطن سے بے وطن ہو کر پرماتما جانے کہاں اور کس حالت میں زندگی کے دن گزار رہے ہیں +

تارا پران ناتھ! آپ کیا سوچ رہے ہیں؟

پرتھوی راج۔ کچھ نہیں +

تارا۔ تو بھی +

پرتھوی راج۔ بتانے کی کیا ضرورت ہے +

تارا۔ پران ناتھ......

پرتھوی راج۔ چُپ رہو! کیا مَیں نے بیاہ کے موقعہ پر یہ بھی عہد کیا تھا۔ کہ جو کچھ سوچوں گا۔ تمہیں بتاؤں گا +

(نوکر کا داخلہ)

پرتھوی راج۔ کیا ہے؟

نوکر۔ مَیں سروہی سے آرہا ہوں۔ یہ چٹھی مہاراج کے نام ہے +

پرتھوی راج۔ کس کی چٹھی ہے (دیکھ کر) جمنا کی (کھول کر) اس میں

کیا ہو سکتا ہے؟ (چٹھی کھول کر پڑھتا ہے) آخر وہی ہُوا۔ جس کا خطرہ تھا۔

تارا۔ کیوں ناتھ! کیا لکھا ہے؟ کس کی چٹھی ہے؟

پرتھوی راج۔ تمہیں اس سے کوئی غرض نہیں تارا (روانگی)

تارا (آہ سرد بھر کر) پرمیشور! یہ کیا ہو رہا ہے۔ جب سے جنگ ختم ہوئی ہے۔ ان کی عادت ہی بدل گئی ہے۔ پہلے ہنستے تھے کھیلتے تھے۔ بولتے تھے۔ مگر اب ذرا ذرا سی بات پر جھنجھلا اُٹھتے ہیں۔ پہلے مجھے دیکھ کر ان کے چہرے پر رونق آجاتی تھی۔ مگر اب ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی طبیعت مجھ سے نفرت کرنے لگی ہے۔ مگر اس کا سبب کیا ہے؟ یہ میں اس وقت تک نہیں سمجھ سکی۔ (روانگی)

دُوسرا منظر

گھمبیرا ندی کا کنارہ

صُبح

(اُداسی کی حالت میں تمسا اکیلی کھڑی ہے)

تمسا۔ سب کچھ گیا۔ جس کے پیچھے دوڑتی تھی۔ وہ ہاتھ نہیں آیا۔ جو

پاس تھا۔ وہ جاتا رہا۔ عورت کا دھرم گیا۔ خاوند کی محبت گئی۔ اور آخر کو جس کے لئے یہ سب کچھ سازش کی۔ وہ بھی چلا گیا اب تک نہ سمجھا تھا۔ مگر آج معلوم ہوا۔ کہ گناہ کی راہ میں آرام کا ملنا اُسی طرح ناممکن ہے۔ جس طرح سورج سے پانی کا برسنا ناممکن ہے۔ تو کیا یہ بہتر نہ ہو گا۔ کہ اپنے آپ کو پانی کی لہروں کے سپرد کر دوں۔ مر جاؤں گی۔ گل جاؤں گی۔ پر کیا پرواہ ہے دُنیا میں زندہ رہ کر ہر گھڑی مرنا اس سے کہیں زیادہ تکلیف دہ ہے۔ اوہ! سارنگ! میں نے تمہیں اس دن کیوں دیکھا کاش وہ بدقسمت لمحہ میری زندگی سے خارج ہو جاتا۔ اور آج میں اس حالت میں نہ ہوتی۔ ماتما کو چھوڑ کر۔ کلیجے پر پتھر رکھ کر۔ میں نے تجھے پانی میں بہا دیا۔ اور اپنے دل میں سمجھا۔ کہ گناہ سے بچ گئی ہوں۔ مگر تجھے کس نے بچا لیا ——

یکایک ایک دن تُو فقیرانہ حالت میں میرے سامنے آیا اور مجھ سے بولا۔ ماں میں تین دن سے بھوکا ہوں۔ آہ! بیٹا! تجھے کیا معلوم تھا۔ کہ جسے تُو ماں کہہ کر بُلا رہا ہے۔ وہ سچ مچ تیری ماں ہے۔ میں نے اُسی وقت تجھے کیوں نہ بتا دیا۔ کہ تُو سچ مچ میرا بیٹا ہے۔ میں چاہتی تھی۔ کہ تجھے چتوڑ کے تخت پر بٹھا کر اس کے بعد تجھے تمام حالات سُناؤں۔ مگر کیا معلوم تھا کہ تیرے سر پر موت کا نقارہ بج رہا ہے ——

(ایک فقیر کا گاتے گاتے داخلہ)

گانا

یہ جگ دو دن کا میلا ہے

کوئی رانی ہے کوئی داسی ہے۔ کوئی گورو ہے کوئی چیلا ہے
بازار لگا، سب ٹھاٹ سجا۔ چھوں اور عجیب چیلا ہے
جب رات ہوئی۔ کوئی ٹھور نہیں۔ کیا رونق کیا ریلا ہے
یہ جگ دو دن کا میلا ہے۔ یہ جگ

(گاتے گاتے روانگی)

تمسا۔ سچ ہے۔ یہ دُنیا دو دن کا میلا ہے۔ اِس میں کون کسی کا ہے۔ جس کو اپنا کہا جاتا ہے۔ جس سے پیار کیا جاتا ہے۔ جس کو چھاتی کے ساتھ لپٹا کر بھی اطمینان نہیں ہوتا۔ جس کو دل کے ساتھ لگا کر رکھنے کو جی چاہتا ہے۔ جب وہی مر جاتا ہے۔ تو ایک ہی لمحہ میں اُس کے تمام تعلّقات کٹ جاتے ہیں۔ وہ غیر ہو جاتا ہے۔ اور وہ ہمارا کوئی نہیں رہتا۔ وہ والدین کی محبّت چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ فرض بھول کر چلا جاتا ہے۔ پتہ نہیں کہاں چلا جاتا ہے۔ اور اُس کے بعد کبھی بھی اور کسی بھی حالت میں نظر نہیں آتا۔ زمین۔ آسمان۔ ندی۔ نالے۔ پہاڑ۔ میدان چھان ڈالنے سے بھی اُس کی صُورت دکھائی نہیں دیتی۔ یہ دُنیا عجیب میلا ہے۔ یہ سچ مچ دو دن کا کھیل ہے (آہ سرد بھرتی ہے)

(دو سپاہیوں کا داخلہ)

پہلا۔ آخر گرفتار ہو گئے ؎

دُوسرا۔ گرفتار ہو نہیں گئے۔ سُورج مل نے اپنے آپ کو خود گرفتار کرا دیا ہے ؎

پہلا۔ مگر اس کا باعث کیا ہو سکتا ہے ؟

دُوسرا۔ اس کے متعلق میں کچھ نہیں جانتا۔ مگر ہاں میرا خیال ہے۔ کہ اُنہوں نے یہی سوچ کر آخر میں کسی نہ کسی دن گرفتار ہو جاؤں گا خود ہی اپنے آپ کو گرفتار کرا دیا ہے ؎

پہلا۔ لیکن وہ رانا کے بھائی ہیں۔ رانا اُنہیں چھوڑ دینگے ؎

دُوسرا۔ یہ تمہارا وہم ہے۔ رانا انہیں سزا دئے بغیر کبھی چھوڑیں گے جب وہ انصاف کرنے بیٹھتے ہیں۔ تو اپنا پرایا اُن کے لئے یکساں ہوتا ہے ؎

پہلا۔ تو تمہارا خیال ہے کہ رانا سُورج مل کو ضرور سزا دینگے ؎

دُوسرا۔ لازمی طور پر ؎

پہلا۔ مقدمہ تو آج ہی پیش ہو گا۔ چلیں ؎

دُوسرا۔ ہاں۔ مگر ذرا جلدی چلو ؎ (روانگی)

تمسا۔ آخرکار انہوں نے اپنے آپ کو موت کے پنجے میں دے دیا لیکن کیوں دیا۔ اس کا سبب کوئی نہیں جانتا۔ وہ سب کچھ سہ سکتے ہیں۔ مگر یہ نہیں سہ سکتے۔ مرنے کو تیار ہو گئے۔ اس میں

اُن کا نہیں سارا میرا قصور ہے۔ وہ میرے گناہوں کے لئے شہید ہو رہے ہیں (سوچ کر) تو شائد کچھ بن سکے آخری عمر ہیں ایک دفعہ کوشش کرنا چاہیئے ۔ (روانگی)

تیسرا منظر

رانا رائے مل کی عدالت

دوپہر

{رانا رائے مل تخت پر بیٹھے ہیں۔ آس پاس درباری ہیں۔ اک طرف پرتھوی راج کھڑے ہیں سامنے سُورج مل زنجیروں ہیں بندھا کھڑا ہے}

رانا۔ سُنو سُورج مل! اِس وقت تم میرے بھائی نہیں۔ بلکہ دغاباز جرنیل ہو۔ جس پر مُلک بھر میں بدامنی کی آگ لگا دینے کا الزام ہے۔ مَیں تمہارا جواب سُنوں گا۔ اور تمہیں تمہارے جُرم کے مُطابق سزا دُونگا ۔

سُورج مل۔ مَیں اس کے لئے ہر وقت تیار ہُوں ۔

رانا۔ تم کچھ کہنا چاہتے ہو؟

سُورج مل۔ صرف یہ کہ مَیں باغی ہوں۔ مَیں نے بغاوت کی۔ مَیں نے

فوج کو آپ کے خلاف بھڑکایا۔ اور تخت پر قبضہ کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ مَیں راجپوت ہوں۔ مَیں اپنے جرموں کا خود اپنی زبان سے اقبال کرتا ہوں ۔

رانا۔ تمہیں معلوم ہے۔ کہ بغاوت کی کیا سزا ہے ؟

سورج مل۔ سزائے موت ۔

رانا۔ مَیں تمہیں یہی سزا دیتا ہوں۔ تم ملک کے مجرم ہو۔ ملک تمہیں زندہ نہیں دیکھنا چاہتا ۔

پرتھوی راج۔ پتاجی! مَیں آپ سے ہاتھ جوڑ کر۔ گھٹنے ٹیک کر بھیک مانگتا ہوں۔ چچا صاحب کی جان بخشی کر دی جائے وُہ آپ کے چھوٹے بھائی ہیں ۔

رانا۔ ٹھیک ہے۔ مگر وُہ اس وقت مجرم ہے۔ میری محبّت اُس جرم کو برداشت نہیں کر سکتی۔ مَیں راجہ ہوں۔ مجھے انصاف کرنا ہے۔ مَیں اپنے آدمی کی طرف داری نہیں کر سکتا۔ میرا دل اس کے خلاف سرکشی اختیار کرتا ہے۔ انصاف اندھا ہے۔ یہ سیدھا چلتا ہے۔ اور اپنے پرائے میں کوئی بھی تمیز روا نہیں رکھتا۔ سورج مل جاؤ۔ آج تمہارے وطن کی زمین تمہارا خون پی کر مطمئن ہوگی۔ جلّاد!

(جلّاد آگے بڑھتا ہے)

سورج مل۔ رانا صاحب! مَیں اِسی سزا کا مستحق تھا۔ مجھے اسی کی

خواہش تھی۔ آپ نے اُسے پُورا کر دیا۔ مَیں مرنے کے لئے بالکل تیار ہوں۔ بھائی صاحب! پرتھوی راج!! درباری بھائیو!!! الوداع!

(سُورج مل جانا چاہتا ہے۔ رانا صاحب تخت سے نیچے اُتر کر اس سے لپٹ جاتے ہیں)

رانا۔ ٹھہرو۔ بھائی۔ مجھ سے ملے بغیر کہاں جا رہے ہو (روتے روتے) رانا رائے مل نے تمہیں سزا دی ہے۔ تمہارا بھائی رائے مل تم سے ملنے آیا ہے۔ مَیں اب رانا نہیں۔ تمہارا وہی بھائی ہوں۔ آؤ میرے گلے سے لپٹ جاؤ۔ مجھے اُسی طرح پہلے کے مانند پیار کرو۔ رونے کی ضرورت نہیں۔ سر جُھکائے رکھنے کا وقت نہیں۔ تُم مرنے کے لئے جا رہے ہو۔ سر اُٹھاؤ اور اپنے بھائی سے آخری دفعہ پیار کر لو۔ آہ! حکومت کتنی مہنگی کیسی ظالم ہے۔ جن ہاتھوں سے تمہیں پالا۔ بڑا کیا۔ آج اُنہیں ہاتھوں سے تمہاری مَوت کی سزا کا حکم لکھنا پڑا +

سُورج مل۔ مگر اس میں آپ کا کیا قصور ہے۔ یہ سب میرے اپنے کئے ہوئے گُناہوں کا نتیجہ ہے +

رانا۔ سُورج! سُورج!! تم وہی سُورج کیوں نہیں رہے۔ نیک دل بھائی۔ شریف۔ بہادر۔ وفادار سپاہی۔ قابل اعتماد سپہ سالار۔ تمہیں کیا ہو گیا۔ کاش تُم مجھ سے صاف صاف

کہہ دیتے۔ کہ مجھے حکومت کی خواہش ہے۔ تو مَیں پرماتما کی قسم کھاکر کہتا ہُوں۔ کہ خود بخود تخت تمہارے حوالے کر دیتا مگر اب اوہ! ——— میرا دل ٹُکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے ٭

سُورج مل۔ بھائی! اب مجھے اپنی سزا پانے کے لئے جانے دو مگر جب سُنو کہ مَیں مر گیا ہوں۔ تو پرماتما کے لئے مجھے معاف کر دینا۔ مَیں اس کے سوائے اور کچھ نہیں چاہتا۔ یہی سمجھنا کہ مَیں بیوقُوف تھا۔ دغا باز تھا ٭

رانا۔ مگر یہ تمہارا کام نہیں ہو سکتا۔ کہو۔ یہ صلاح۔ یہ مشورہ تُمہیں کس نے دیا۔ اس تباہ کُن گُناہوں سے بھرے ہوئے رستہ پر تُمہیں کس نے چلایا۔ میرا دل۔ میرا جگر۔ کس نے ذبح کیا۔ میرے مُلک میں یہ آگ کس نے لگائی۔ یہ کام تمہارا نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے کوئی دُوسرا ذمّہ وار ہے۔ مگر وہ کون ہے۔ کہو سُورج مل! میرے بھائی کہو وہ کون ہے؟

سُورج مل۔ اس کے لئے مَیں خود ہی ذمّہ وار ہُوں۔ دُوسرا کوئی نہیں ٭

رانا۔ سُورج! یہ تم نے کیا کہا؟ میرے دل سے دُنیا بھر کا اعتبار اُٹھ گیا ہے۔ صاف آسمان کو دیکھتا ہوں۔ اُس میں بھی بجلی کا شُبہ ہوتا ہے۔ شربت کی بوتل دیکھتا ہوں۔ اس میں زہر نظر آتا ہے۔ گیت سُنتا ہوں۔ اُس میں ماتم کی صدا سُنائی

دیتی ہے۔ یہ تم نے کیا کر دیا۔ اِس بُڑھاپے میں تم نے مجھے پاگل کر دیا ؛

سُورج مل - خیر اب معاف کر دیجئے۔ مَیں مرنے جا رہا ہُوں۔ مَیں اِس دُنیا میں معصوم آیا۔ مگر گُناہوں کا بوجھ لے کر جا رہا ہُوں۔ صاف نیلے آسمان پر دُمدار تارہ آتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ مگر دُوسرے تارے اُسی جگہ پر اُسی طرح قائم رہتے ہیں۔ زلزلہ آتا ہے۔ اور زمین کو زور سے جھنجھوڑ کر ختم ہو جاتا ہے مگر زمین کے پھل پھُول کھیت اُسی طرح جھُومتے رہتے ہیں۔ بیماری پھیلتی ہے۔ اور کئی آدمیوں کو مار کر خود بھی مر جاتی ہے۔ مگر دُنیا کے کام اسی طرح جاری رہتے ہیں۔ میں بھی اسی طرح کا دُمدار منحوس تارہ۔ تباہ کُن زلزلہ۔ خوفناک بیماری تھا۔ جو آیا اور چلا گیا۔ مگر آپ کی ہمدردی۔ آپ کی عزّت۔ آپ کی انصاف پسندی پر کیوں اثر ہو۔ اب مجھے معاف کر دیجئے۔ اور کہہ دیجئے۔ کہ مَیں نے معاف کر دیا۔ یہ الفاظ میری موت کی منزل آسان کر دینگے ؛

رانا - مَیں تمہیں تہ دل سے مُعاف کرتا ہُوں ؛

سُورج مل - جلّاد! چلو اب دیر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں میں قتل ہونے کے لئے تیار ہوں ؛

(یکایک تمسا کا داخلہ)

تمسا- ٹھہرو- انصاف کے گلے پر چھری نہ پھیرو- یہ بے گناہ ہے +
رانا- بے گناہ ہے- تمسا! یہ تو کیا کہہ رہی ہے ؟
سورج مل- یہ عورت دیوانی ہے- اس کی بات سننے کی کوئی ضرورت نہیں +
تمسا- دیوانی ضرور ہوں- مگر سچ کہوں گی- اور سچائی جس پردے کے نیچے چھپی ہوئی ہے- اُسے اُٹھا دونگی +
سورج مل- رانا ——— بھائی صاحب! مَیں التجا کرتا ہوں اس کی بات نہ سُنئے +
تمسا- نہیں رانا صاحب! نہیں- آپ کو میری بات سُننا ہوگا یہ آپ کو انصاف کرنے میں امداد دے گی +
سورج مل- تو کیا تو چُپ نہیں رہے گی ؟
تمسا- نہیں یہ ناممکن ہے- کیونکہ میرا چُپ رہنا گناہ ہے +
سورج مل- تو مجھے قتل ہو لینے دے- بعد کو مَیں تیری زبان نہ پکڑوں گا +
تمسا- رانا صاحب! یہ بے گناہ ہیں- ان کو بغاوت پر آمادہ کرنے والی- ملک بھر میں جنگ کی آگ بھڑکانے والی- مالوے کے نواب کو بلوانے والی مَیں ہوں- یہ سب میرا کام ہے +
رانا (حیرت سے) تمہارا ؟
تمسا- ہاں رانا صاحب! میرا- آپ حیران نہ ہوں- آپ تعجب نہ

کریں۔ یہ سب کچھ میں نے کیا ہے۔ یہ سب کچھ میرا قصور ہے۔ اس میں ان کا کوئی قصور نہیں۔ مگر آپ پوچھیں گے۔ کہ یہ سب کچھ میں نے کیوں کیا؟ وہ بھی سن لیجئے.........

سورج مل (جوش سے) چپ رہو۔ دنیا کی بدترین عورت! میرے اس آخری وقت کو زیادہ رنجدہ۔ زیادہ خوفناک۔ زیادہ تاریک نہ کردے ۔

تمسا۔ میں اپنے گناہ کا خود اظہار کروں گی۔ میں یہ زہر اگلوں گی یہ تاریکی روشنی میں لاؤں گی۔ اور جس پر کوئی بھی اعتبار کرنے کو تیار نہیں۔ اس ذلیل فعل کی۔ اس کمینہ حرکت کی گواہی دونگی (رانا سے) سنئے مہاراج! آپ سارنگ دیو کو جانتے ہیں۔ وہ میرا بیٹا تھا۔ مگر وہ اس باپ (سورج مل کی طرف اشارہ کرتی ہے) سے نہیں تھا ۔

رانا۔ یہ عورت واقعی دیوانی ہے ۔

تمسا۔ مگر میری بات حرف بحرف سچ ہے۔ میں نے اسے تخت پر بٹھانے کے لئے یہ سب سازش کی۔ ان کو بھکایا۔ مالوے کے نواب کو بلایا۔ اور جنگ شروع کرادی۔ مگر پرتھوی راج نے میری کوشش کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ کاش پرتھوی راج اس جنگ میں شریک نہ ہوتے۔ تو آج میرا سارنگ دیو (روتی ہے۔ یکایک سر اٹھا کر پھر سلسلہ تقریر شروع کردیتی ہے) لیکن

آپ کو معلوم ہے۔ کہ پرتھوی راج کو اس جنگ میں آپ کی طرف سے لڑنے کی ترغیب دینے والا کون تھا۔ یہی مجرم۔ اگر یہ چٹھی لکھ کر پرتھوی راج کو جنگ کی اطلاع نہ دیتے۔ اُنہیں آپ کے ساتھ شریک ہونے پر زور نہ دیتے۔ تو اس تخت پر آپ کی بجائے اس وقت کوئی دُوسرا شخص بیٹھا ہوتا ؛

رانا۔ کیا یہ سچ ہے۔ کہ پرتھوی راج کو جنگ میں شریک ہونے کا مشورہ دینے والا سُورج مل تھا ؟

تمسا۔ خود پرتھوی راج اس کا گواہ ہے ؛

پرتھوی راج۔ ہاں پتاجی! مجھے چچا صاحب ہی نے چٹھی لکھی تھی۔ افسوس مجھے اس کا آپ سے ذکر کرنے کا خیال نہ رہا ؛

تمسا۔ مُلک کی۔ قانون کی۔ انسانیت کی مُجرم میں ہوں۔ مجھے سزا دیجئے ؛

سُورج مل۔ تمسا! یہ تُم نے کیا کر دیا ؟ کاش تُو دو گھڑی خاموش رہتی۔ تو مَیں ان لوگوں کے سامنے اُونچا سر کئے ہوئے اک بہادر کی موت مر سکتا۔ لیکن اب ——— اوہ! عورت تُو نے مجھے کہیں کا نہ رکھا ؛

تمسا (رانا سے) مَیں اپنے جُرم کا آپ اقبال کرتی ہوں۔ مجھے سزا دیجئے قانُون کا رسّا میرے گلے میں ڈالئے ؛

رانا۔ راجپوت سلطنت میں عورت کا درجہ سزا سے بالا ہے۔ وہ

ذلیل ہو۔ قاتل ہو۔ غدّار ہو۔ مگر اُس کے لئے کوئی سزا نہیں۔ جا۔ میری آنکھوں سے ہمیشہ کے لئے دُور ہو جا۔ تیرا گُناہ۔ اور اُس کی یاد تیرے لئے تیرے گناہ کی سزا ہے ‏٭ (مُنہ پھیر لینا)

تمسا۔ آج تک نہ سمجھا تھا۔ کہ نیکی میں کیا سُکھ ہے۔ مگر آج معلوم ہُوا۔ نیکی کی تُرشی گُناہ کی شیرینی سے کئی درجہ شیریں ہے۔ عورت سب کچھ سہ سکتی ہے۔ مگر یہ نہیں سہ سکتی۔ کہ وہ لوگوں کی نگاہوں میں اس چیز سے محروم سمجھی جائے۔ جو عورت کی شان اور فخر ہے وہ اس سے پہلے مر جانے کو زیادہ پسند کرتی ہے۔ مَیں اس وقت اُسی حالت میں ہوں۔ ہر ایک آنکھ مجھ سے نفرت کر رہی ہے۔ ہر اک زبان مجھُ پر لعنت بھیج رہی ہے۔ اور مَیں ——— آہ! بدقسمت مَیں ذلّت کے بوجھ سے دبی جا رہی ہوں۔ اور چاہتی ہوں کہ جِتنی جلد ہو سکے مجھے مَوت آ جائے۔ پر وہ بھی نہیں آتی۔ اس سے زیادہ سخت عذاب اور کیا ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ عذاب میری خوشی ہے کیونکہ اس سے ایک بے قصور بچ گیا ہے۔ مگر میرا کیا ہو گا؟ (دیوانگی میں) بادل کانپ رہا ہے۔ زمین غصّہ سے لال ہو رہی ہے۔ اور سمندر سُورج کے سامنے سر جُھکائے ہوئے اپنے گُناہوں کا اقبال کر رہا ہے۔ کیا اُسے سزا ملے گی۔ نہیں نہیں اُسے بچا لونگی وہ بالکل بے گُناہ ہے۔ ٹھہرو۔ اُسے سزا نہ دو۔ اس کے

عوض مجھے قتل کر دو ÷ (روانگی)

رانا۔ سورج مل بے گناہ ہے۔ اسے آزاد کر دو ÷

سورج مل (رو کر پاؤں میں گرتے ہوئے) بھائی! پرماتما کے لئے مجھے قتل کرا دو ÷

رانا۔ پرماتما! تمہیں شانتی دیں۔ یہ زندہ رہنے کی سزا بہت سخت ہے (سب کی روانگی)

چوتھا منظر

رانا رائے مل کا محل

صبح

(رانا سورتان اور انکی رانی)

سورتان۔ رانی! گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ حالات خود بخود میرے منشاء کے مطابق شکلیں اختیار کر رہے ہیں۔ میں ہارا ہوا تھا۔ وطن سے دور، جنگل میں پڑا بے عزتی کے دن گزار رہا تھا۔ مگر آج دشمن بھاگ چکا ہے۔ اور میں اب پھر وہی پہلا رانا سورتان ہوں۔ میری طاقت۔ میری شان۔ میرا دبدبہ ——

رانی۔ نہ کہئے۔ مہاراج! یہ نہ کہئے۔ میرا سر شرم سے نیچے جھکا جاتا ہے۔

سُورتان - کیوں ؟ اس میں شرم کی کونسی بات ہے ؟
رانی - جس فخر پر - جس شان پر - جس طاقت پر فخر کرتے ہو - وہ تمہاری اپنی نہیں - اک دُوسرے آدمی کی دی ہوئی بھیک ہے - اس سے جنگل وہ جنگل کی کُٹیا ہزار درجہ بہتر تھی ۔
سُورتان - سچ ہے - عورت کبھی مطمئن نہیں ہوتی - جب جنگل میں رہتے تھے - اس وقت بھی تمہاری آنکھوں میں آنسو بھرے رہتے تھے - آج حالات بدل گئے ہیں - ذلت کی جگہ عظمت اور بیکسی کی جگہ طاقت نے لے لی ہے - مگر تمہارے آنسو آج بھی اُسی طرح چھلک رہے ہیں - کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا - کہ عورت ہمیشہ غیر مطمئن رہتی ہے - اچھا اِس سلطنت کو ڈالو چولہے میں اور طاقت کو پھینکو بھاڑ میں - بتاؤ - کیا تارا کو پرتھوی راج سے اچھا خاوند مل سکتا تھا ؟
رانی - مگر اس میں آپ کی کونسی بہادری ہے - واقعات نے اسی قسم کے حالات پیدا کر دئے ۔
سُورتان - واقعات اسی طرح حالات پیدا کر دیا کرتے ہیں ۔
رانی - آپ تو اِس طرف سے بالکل بے پروا تھے ۔
سُورتان - اور تُم نے کون سے تیر مار لئے تھے - یاد ہے تمہارا پسند کیا ہُوا لڑکا جے مل تھا - جو آخر کُتّے کی موت مرا ۔
رانی - جے مل میں کیا نقص تھا - تارا کا بیاہ اُسی سے ہو جاتا - اگر

وہ موہن سنگھ درمیان میں نہ آجاتا +

سُورتان۔ رانی! یہ صرف تمہارا خیال ہے۔ تارا موہن سنگھ سے بیاہ کرنے پر ہرگز رضامند نہ تھی۔ اور وہ تو جے مل کے آنے سے پہلے ہی چلا گیا تھا +

رانی۔ اگر تارا کا بیاہ موہن سنگھ کے ساتھ ہو جاتا۔ تو وہ زیادہ خُوش رہتی۔ اُس کی تصویر آج تک تارا کے دل پر نقش ہے +

سُورتان۔ یہ تُمہاری نہیں تمہاری عقل کی غلطی ہے ——— آخر تُم عورت ہو +

رانی۔ کیوں ؟

سُورتان۔ تارا موہن سنگھ سے کبھی بیاہ نہ کر سکتی تھی +

رانی۔ مگر اس میں نقص کیا تھا۔ یہ بتائیے ؟

سُورتان۔ وہ میواڑ کا رانا نہیں بن سکا۔ کیا یہ کم نقص ہے ؟ تارا میری لڑکی ہے۔ اُس کا دماغ میرا دماغ ہے۔ اُس کی نگاہ مدّت سے اِس تخت پر تھی۔ وہ میواڑ کی مہارانی بننا چاہتی تھی۔ وہ پرتھوی راج کے سوائے اور کسی سے بیاہ نہ کر سکتی تھی +

رانی۔ خیر مہاراج! مَیں تسلیم کئے لیتی ہوں۔ مگر اس میں آپ کی کیا بہادری ہے ؟

سُورتان۔ واہ! قسمت پر شاکر ہو کر بیٹھنا اور برسوں تک انتظار کرتے رہنا کیا یہ بہادری نہیں ؟ جو بے صبر۔ کمزور۔ بُزدل ہوتے ہیں۔

وہ جلد جوش میں آکر کام بگاڑ لیتے ہیں۔ مگر جو سمجھ دار بہادر اور حالات و واقعات کو سمجھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ اطمینان سے انتظار کرنے میں کیا فائدہ ہے؟

(ایک طرف سے دونوں کی روانگی۔ دوسری طرف سے پرتھوی راج کا داخلہ)

پرتھوی راج - کیا؟ یہ ایک نیا راز ہے۔ موہت سنگھ کون ہے؟ اُس کا تارا کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ کیا تمام عورتوں کی پہلی زندگی رانی تمسا ہی کے مانند تاریک۔ مشتبہ اور گناہ آلود ہے؟ کیا ان خوبصورت پھولوں کے پیچھے ہمیشہ کالا سانپ کنڈلی مار کر چھپا رہتا ہے؟ ورنہ جے مل کی لاش تارا کی خوابگاہ میں کیوں پائی جاتی؟ اور یہ موہت سنگھ ——— اوہ! میں غم و غصّہ سے دیوانہ ہو جاؤں گا۔ نہیں ——— نہیں۔ تمسا کی کہانی نے عورتوں کے متعلق میری عقیدت زائل کر دی ہے۔ اُن کا اعتماد دور کر دیا ہے۔ عظمت کا خیال مٹا دیا ہے۔ اس دھوکا اور فریب دینے والی دُنیا میں سب کچھ ہو سکتا ہے۔ سب کچھ ہو رہا ہے۔ اور سب کچھ ہوتا رہیگا۔ تارا کو میں کتنا نیک۔ کتنا پارسا سمجھتا تھا۔ مگر اُس کے حالات پر جو پردہ پڑا ہوا ہے۔ اگر وہ اُٹھ جائے۔ تو وہ بھی تمسا ہی کی بہن ثابت ہو۔ افسوس مرد کیسے سادہ لوح، کتنے بیوقوف ہیں جو اُن پہ اعتبار کر لیتے ہیں ——— لو تارا اِدھر ہی آ رہی ہے؟

(تارا کا اُداسی سے داخلہ اور سر جھکا کر دروازے ہی پر کھڑے ہو جانا)

پرتھوی راج - کیوں؟ تارا! کیا چاہتی ہو؟

تارا - آپ کیا کہیں جا رہے ہیں؟

پرتھوی راج - ہاں میں سرو ہی جا رہا ہوں ÷

تارا - یکایک کیا کام پڑ گیا؟

پرتھوی راج - اُس دن جمنا کی چٹھی آئی تھی - وہ غریب بہت تکلیف میں ہے - اُس نے مجھے بُلا بھیجا ہے ÷

تارا (سر جھکا کر) مجھے بھی ساتھ لیتے چلئے ÷

پرتھوی راج - کوئی ضرورت نہیں ÷

تارا - کیوں پران ناتھ!

پرتھوی راج - اس کی وجہ سُن کر تمہیں رنج ہو گا - اِس لئے مَیں کچھ نہیں کہنا چاہتا ÷

تارا - کبھی وہ دن تھا - جب آپ اپنے دل کی ہر ایک بات میرے سامنے رکھ دیا کرتے تھے ÷

پرتھوی راج - وہ دن گُزر گیا - اور اب نہیں آئیگا ÷

تارا - مگر میرا قصور؟

پرتھوی راج - وہ بھی اسی طرح بولتی تھی - اسی طرح دیکھتی تھی - اُس پر بھی چچا صاحب کو بھروسا تھا - مگر ـــــــــ

تارا - مَیں دیکھتی ہوں کہ ایک مہینے سے آپ کی محبّت - مہربانی - ہمدردی

بالکل زائل ہو گئی ہے +

پرتھوی راج۔ اس بے درد اور بے وفا دُنیا میں کوئی بھی چیز ہمیشہ نہیں رہتی تارا!

تارا۔ رہتی ہے مہاراج! نیک عورت کی اپنے خاوند کے ساتھ محبّت ہمیشہ رہتی ہے۔ اور اسی طرح رہتی ہے۔ وہ پہاڑ کی طرح مستقل۔ سمندر کی طرح گہری۔ آسمان کی طرح وسیع اور سورج کی طرح چمکدار ہے۔ یہ محبّت نہ صرف اس زندگی میں رہتی ہے بلکہ آئندہ زندگی میں بھی قائم رہتی ہے +

پرتھوی راج۔ اوہ! کیسا خوفناک خیال ہے +

تارا۔ مہاراج! مَیں آپ کی داسی ہوں۔ اگر مجھ سے کوئی دوش ہو گیا ہے۔ تو مجھے معاف کر دیجئے۔ میرا آپ کے سوائے اور کون ہے؟

پرتھوی راج (اپنے آپ سے) وہ بھی اسی طرح کے دعوے کیا کرتی تھی۔ اُس کے الفاظ بھی دھوکا دینے والے تھے (تارا سے) تارا! (لمبی سانس لے کر) تارا!! کیا کہوں +

تارا۔ کہئے۔ مَیں نے کیا قصور کیا ہے۔ مَیں یہ آپ کا سلوک نہیں برداشت کر سکتی +

(پاؤں میں گر جاتی ہے)

پرتھوی راج۔ اُٹھو تارا! مَیں تمہیں سب کچھ بتائے دیتا ہوں (محبّت سے تارا کے ہاتھ پکڑ کر) تارا! تُم نے میرے ساتھ بیاہ کیوں کیا؟

تارا (اپنا سر پرتھوی راج کے کندھے پر رکھ کر) آپ سب کچھ جانتے ہیں +
پرتھوی راج (تارا کو غصّے سے پرے ہٹا کر) ہاں جانتا ہوں۔ اور جو تم جانتی ہو کہ میں نہیں جانتا ہوں وہ بھی جانتا ہوں +
تارا (غصّے سے سیدھی ہو کر) کیا جانتے ہو؟ بولو۔ کہو۔ تم میرا کیا جانتے ہو؟
پرتھوی راج۔ تمہاری بیاہ سے پہلے کی زندگی کے حالات۔ مگر تارا! اِس ذکر کو جانے دو۔ تم نے اپنے والدین کی سلطنت مانگی تھی۔ وہ تمہیں مل گئی۔ تم نے اپنی جو قیمت مقرّر کی تھی۔ وہ میں نے ادا کر دی۔ اب اور کیا چاہتی ہو۔ تمہارے باپ نے تمہارے حُسن کا جو جال بچھایا تھا۔ اُس میں پہلے جے مل پھنسا اور مر گیا اور اُس کے بعد اُسی جال میں میں پھنس گیا۔ تمہاری خواہش پُوری ہوئی۔ اب اور کیا چاہتی ہو؟ مرد کی محبّت۔ اوہ! وہ تمہارے کام کی چیز نہیں۔ اُسے بیوقوف مردوں ہی کے پاس رہنے دو۔ پرماتما! تُو نے عورتوں کو حُسن کیوں دیا؟ کیا ———

(پرتھوی راج کی تیزی سے روانگی)

تارا۔ ناتھ! یہ تُم نے کیا کہا؟ مجھ پر شُبہ۔ میری عصمت پر شک؟ کاش تم میرے سینہ میں برچھی اُتار دیتے۔ مگر یہ الفاظ ——— اوہ! نہیں سہے جا سکتے۔ پرماتما! کیا یہ دن بھی دیکھنا تھا +

(روتے ہوئے روانگی)

پانچواں منظر

پربھوراؤ کی عشرت گاہ

رات

(پربھوراؤ اور اُن کے خوشامدی دوست بیٹھے ہیں۔
سامنے گانے والی عورتیں ناچ رہی ہیں)

پربھوراؤ۔ کیوں یارو! دُنیا میں سب سے اچھا ملک کونسا ہے؟

ایک دوست۔ بھارت ورش +

پربھوراؤ۔ اور اُس میں سب سے بڑی ریاست؟

دُوسرا۔ سردہی +

پربھوراؤ۔ اور اُس میں سب سے خُوبصورت۔ سب سے بہادر۔ اور سب سے خُوش نصیب آدمی؟

تیسرا۔ آپ مہاراج آپ +

پربھوراؤ (دُوسرے دوستوں سے) اور دُنیا بھر میں عقلمند دوستو! تمہاری کیا رائے ہے؟

سب۔ بالکل بجا ہے۔ مہاراج! بالکل بجا ہے +

پربھوراؤ۔ اب ہم اور بھی بڑے آدمی ہو جائیں گے +

ایک۔ ہونگے کیوں نہیں۔ ضرور ہونگے +

پربھوراؤ (سنجیدگی سے) ہمارے بڑے آدمی بننے کا فیصلہ ہو گیا ہے +
دُوسرا۔ فیصلہ ہو گیا ہے +
تیسرا۔ سچ مچ فیصلہ ہو گیا ہے کیا ؟
پربھوراؤ (کڑک کر) چُپ رہو +
سب (کانپ کر) چپ رہو۔ (سب کھڑے ہو جاتے ہیں)
پربھوراؤ۔ سُنو!
سب۔ حکم مہاراج! ہم سُن رہے ہیں +
پربھوراؤ۔ فیصلہ ہو گیا ہے کہ ہم میواڑ کے رانا بنیں گے سمجھ گئے +
ایک۔ اَور پرتھوی راج ؟
پربھوراؤ۔ اُسے رانا رائے مل نے جلا وطن کر دیا ہے۔ جے مل قتل ہو گیا ہے۔ سانگا کا پتہ ہی نہیں ملتا۔ اِس لئے اب تخت پر ہمارا ہی حق ہے۔ ہم سروہی کے راجا ہونگے۔ میواڑ کے رانا +
سب کے سب۔ تو مہاراج مبارک ہو!
پربھوراؤ (مُسکرا کر) مَیں اپنے معزّز دوستوں کا شُکریہ ادا کرتا ہوں اچھّا دیکھو۔ اب مزا کر کرہ نہ ہو۔ زندگی کا نُور حُسن ہے۔ اَور حُسن کا موسیقی۔ یہاں دونو مَوجُود ہیں۔ اِس لئے اب حُسن اور موسیقی دونو کا ناچ ہو جائے +

(گانے والیاں آتی ہیں۔ اور آتے ہی
غزل گاتی ہیں اور ناچتی ہیں)

گانا

نہیں راز ہستی جتانے کے قابل — یہ پردہ نہیں ہے اُٹھانے کے قابل
زمانہ نے ڈالا جُدائی کا پردہ — ہوئے جب وہ جلوہ دکھانے کے قابل
طلب سے مری مُسکرا کر وہ بولے — ہوئے تم بھی ہم کو بُلانے کے قابل
ہُوا مسئلہ عشق کا حل نہ اُن سے — ہوئے دم بخودیاں زمانے کے قابل

میرے زخم دل دیکھ کر یار بولا
کہ مجروح ہے رحم کھانے کے قابل

پربھوراؤ۔ اچھا گاتی ہیں۔ کیوں تمہاری کیا رائے ہے؟
ایک۔ ہاں مہاراج!
پربھوراؤ۔ اور عورتیں ہیں ۔
دُوسرا۔ درست ہے جناب!
پربھوراؤ۔ اور نوجوان ہیں۔ خُوبصورت ہیں ۔
تیسرا۔ اس میں کیا شُبہ ہے رانا صاحب!
پربھوراؤ۔ ہم تم سے بہت خوش ہیں۔ تُمہیں کچھ انعام دینا چاہتے ہیں ۔
تیسرا۔ بڑی مہربانی مہارانا صاحب!
پربھوراؤ۔ تُم بہت ہی قابل آدمی ہو ۔
تیسرا۔ آپ کا تابعدار ہوں چھترپتی!
پربھوراؤ۔ تُم ایسا لائق آدمی سارے بھارورت ورش میں نہ ہوگا۔ ہم تمہیں بہت انعام دینگے۔ اب دیکھو۔ عورت جانتے ہو

کیسی چیز ہے؟

پہلا۔ نہیں مہاراج +

پربھوراؤ۔ تُم بالکل احمق ہو۔ اُلّو ہو۔ گدھے ہو +

پہلا۔ مہاراج ———

پربھوراؤ۔ چُپ رہو۔ عورت جنتری کے مانند ہے۔ جسے ہر سال بدل لینا چاہیئے +

دُوسرا۔ ٹھیک ہے مہاراج!

پربھوراؤ (تیسرے سے) کیوں بھائی!

تیسرا۔ بالکل ٹھیک ہے۔ مہارانا صاحب! نیا سال۔ نئی عورت۔ نیا حُسن +

پربھوراؤ۔ شراب لاؤ۔ ہم شراب پئیں گے۔ ناچ دیکھیں گے۔ گانا سُنیں گے۔ اور انعام تقسیم کریں گے۔ ناچو۔ ہم خوش ہو رہے ہیں +

(پربھوراؤ کا شراب پینا۔ گانے والیوں کا گانا)

گانا

یُونہی راتوں کو تڑپیں گے یُونہی جان اپنی کھوئیں گے
تیری مرضی نہیں اے دردِ دل اچھّا نہ سوئیں گے
جسے مدِّ نظر مرنا ہے ناصح سے وہ کیا اُلجھے
ابھی مَیں رو رہا ہوں بعد کو حضرت بھی روئیں گے

اکڑلے اے شب غم چند دن اپنے ستانے پر
یوں ہی دیکھے گی تو اور سونے والے خوب سوئیں گے
فلک کی کیا بتاؤں کس غضب کی ٹوہ لیتا ہے
کھڑے کرلے گا کان اپنے اگر چلّا کے روئیں گے
وفاداروں کا خون اُس وقت رنگ اپنا دکھائیگا
وہ مقتل میں خفا ہو ہو کے جب تلوار دھوئیں گے
سر آنکھوں پر ہمارے جھڑکیاں ناصح کی ہیں لیکن
لگی ہے شاد جب دل میں تو ہم کیونکر نہ روئیں گے

(ایک اور دوست چندر راؤ کا داخلہ)

چندر راؤ۔ مہاراج ——

پربھو راؤ۔ کیا خبر ہے؟

چندر راؤ۔ پرتھوی راج ——

پربھو راؤ۔ بس ہر وقت پرتھوی راج کے گیت گاتے رہو۔ میں ہر وقت یہ نام سُن سُن کر تنگ آگیا ہوں +

چندر راؤ۔ مہاراج کیا کیا جائے۔ پرتھوی راج کا ذکر ہر جگہ ہے۔ ہر حالت میں ہے۔ ہر مقام پر ہے۔ جنگل میں۔ بیابان میں۔ پہاڑ پر میدان میں۔ بازار میں دُکان میں۔ سب جگہ پرتھوی راج ہی کا ذکر ہے۔ بُوڑھے بیٹھتے ہیں۔ تو پرتھوی راج کا ذکر کرتے ہیں۔ نوجوان ملتے ہیں۔ پرتھوی راج کا ذکر کرتے ہیں۔

عورتیں ملتی ہیں۔ پرتھوی راج پر بحث کرتی ہیں ۔

پربھو راؤ۔ تو اُسے کیا ہُوا؟ کیا وہ مر گیا ہے؟ اگر یہ خبر لائے ہو۔ تو ہم تُمہیں بہت سا انعام دیں گے۔ بولو۔ کہدو وہ مر گیا ہے ۔

چندر راؤ۔ نہیں مہاراج۔ وہ ابھی نہیں مرا۔ کوئی دو ہفتے تک اُس کو راج تلک ملنے والا ہے ۔

پربھو راؤ (چونک کر) کیا کہا۔ راج تلک؟ پرتھوی راج کو؟ وہ تو جلاوطن ہو چکا ہے۔ راج تلک تو ہمیں ملنے والا تھا؟

چندر راؤ۔ رانا رائے مل نے اُسے معاف کر دیا ہے ۔

پربھو راؤ۔ تو میرے ساتھ دھوکا کیا گیا ہے۔ یہ فریب۔ یہ مکر۔ یہ دغا بازی مَیں کبھی برداشت نہیں کروں گا۔ اور پرتھوی راج! تُو نے میرے مُنہ سے لُقمہ چھینا ہے۔ تُو نے سوتا ہُوا شیر جگایا ہے۔ تُو نے میرے غُصّے کو ٹھوکر ماری ہے۔ میواڑ کا رانا پرتھوی راج؟ اُوں۔ دیکھا جائیگا۔ مگر مَیں اُس کی لڑکی جمنا کو کیوں کئی سال سے اپنے گھر میں رکھ کر کھانا دے رہا ہوں۔ غُصّہ کی پہلی قسط اُسی پر اُترے گی۔ ارے کوئی ہے؟

(چوبدار کا داخلہ)

جاؤ۔ جا کر اپنی رانی کو زنجیروں سے باندھ کر گھسیٹتے ہوئے لے آؤ۔ مَیں اُسے جوتے مار کر گھر سے نکال دینا چاہتا ہُوں ۔

(چوبدار کی روانگی)

چندر راؤ۔ راجہ صاحب!
پربھو راؤ۔ چُپ رہو۔ ہم اِس وقت کچھ نہیں سُنیں گے ٭
چندر راؤ۔ تو مَیں جاؤں ؟
پربھو راؤ۔ ہاں بیشک دفع ہو جاؤ ٭

(چندر راؤ کی روانگی)

پربھو راؤ۔ دغا۔ فریب۔ دھوکا۔ میرا حق چھین لیا۔ اور اُس بدمعاش پاجی پرتھوی راج کو ——— اوہ! مَیں اُس سے اچھی طرح سمجھ لُونگا ٭

(چوبدار کا جمنا کو زنجیروں سے باندھ کر لانا)

پربھو راؤ۔ جمنا! مَیں آج تیری بے عزّتی کروں گا ٭
جمنا۔ آج یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ بے عزّتی تو ہمیشہ ہی ہوتی رہتی ہے ٭
پربھو راؤ۔ مگر جو کسر باقی تھی۔ وہ آج پُوری کروں گا۔ اور تجھے جُوتے مار کر اپنے محل سے باہر نکال دُونگا ٭
جمنا۔ بہت اچھّا۔ آپ اپنی یہ خواہش بھی پُوری کر لیں ٭
پربھو راؤ۔ ہُوں۔ بہت خُوش ہے کہ چُھٹّی مل جائیگی۔ مگر یاد رکھ مَیں تجھے شکاری کُتّوں سے پھڑوا دُوں گا ٭
جمنا۔ مگر مہاراج! میرا قصور کیا ہے ؟
پربھو راؤ۔ تیرا قصور بہت بڑا ہے ٭

جمنا۔ کیا؟

پربھورائو۔ تو رائے مل کی بیٹی اور پرتھوی راج کی بہن ہے۔

جمنا۔ اگر میرا یہی قصور ہے۔ تو میں اس کے لئے ہر سزا برداشت کرنے کو تیار ہوں۔ میرا یہ قصور میری زندگی کا فخر اور غرور ہے عورتیں اپنے خاوندوں پر ناز کرتی ہیں۔ مگر مجھے صرف باپ اور بھائی پر ناز ہے۔ میں جو تمہارے اتنے ظلم برداشت کر رہی ہوں۔ وہ صرف یہ سمجھ کر برداشت کر رہی ہوں۔ کہ میں رانا کی بیٹی ہوں۔ پرتھوی راج کی بہن ہوں۔ میں اسی خیال سے تمہاری بے عزتی کو بے عزتی نہیں سمجھتی۔ میں راجپوتنی ہوں۔ اور تم سے جب وقت چاہوں۔ انتقام لے سکتی ہوں مگر نہیں لیتی۔ کیونکہ تم خواہ کیسے ہو۔ پھر بھی میرے خاوند ہو۔ میرے باپ نے میرا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں دیا ہے۔ میں ہندو ہوں۔ اور ہندو عورت اپنے خاوند کی کسی بھی کمزوری پر آنکھ نہیں اُٹھاتی۔ ہندو دھرم کا۔ ہندو شاستروں کا ویدوں کا اپدیش ہے۔ کہ عورت خاوند کی خدمت کرے۔ اِسی لئے میں نے تمہارے ہر ایک ظلم کو سر جُھکا کر برداشت کیا ہے۔ سینہ پھٹ گیا ہے۔ تو بھی برداشت کیا ہے۔ رو رو کر آنکھیں سُوج گئی ہیں۔ تو بھی برداشت کیا ہے۔ ورنہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہارے دروازے پر ایک مُٹھی بھر آٹے کے لئے بے عزت ہو رہی ہوں۔ میں جس کا باپ

میواڑ کا رانا ہے جس کا بھائی پرتھوی راج ہے ــــــــ

پربھوراؤ۔ تجھے ان کا جو غرور ہے۔ میں اُسے ابھی چور چور کر دونگا +

جمنا۔ تم مجھے چور چور کر سکتے ہو۔ مگر میرے غرور کو چور چور کرنے والا انسان ابھی تک پیدا نہیں ہوا +

پربھوراؤ۔ جمنا! جمنا!!

جمنا۔ اب اَور کیا ہوگا۔ اس سے زیادہ ہونا ناممکن ہے +

پربھوراؤ۔ میں ابھی دکھا دیتا ہوں۔ کہ تو غلطی پر ہے +

(پربھوراؤ جمنا کے بال پکڑ کر اُسے زمین پر گرا دیتا ہے۔ اور اس کے سینہ پر پاؤں رکھتا ہے۔ اتنے میں پرتھوی راج تلوار لئے ہوئے داخل ہوتے ہیں)

پرتھوی راج۔ ٹھہر کمینے! بزدل!!

(سب خوشامدیوں کا بھاگ جانا۔ پرتھوی راج کا پربھوراؤ کی گردن پکڑنا)

پربھوراؤ۔ کون؟

پرتھوی راج۔ وہی جس کو تو ابھی یاد کر رہا تھا +

پربھوراؤ۔ پرتھوی راج! بھائی مجھے چھوڑ دو +

پرتھوی راج (چھوڑ کر تلوار نکال کر) تلوار نکالو +

پربھوراؤ (جمنا کی طرف دیکھ کر) کیا؟

پرتھوی راج۔ بزدل! کمینے!! تلوار نکالو اور مرنے مارنے کو تیار ہو جاؤ +

پربھو راؤ - مرنے مارنے کو؟

پرتھوی راج - تم راجپوت ہو؟

پربھو راؤ - ہاں +

پرتھوی راج - راجپوت موت سے کھیلتے ہیں +

پربھو راؤ - ہاں +

پرتھوی راج - تو اگر اپنی نہیں تو اپنی بیوی کی شرم کرو - اپنے باپ کی نہیں - تو سسر کی شرم کرو - اور راجپوت کے مانند مرنے کو تیار ہو جاؤ +

(پرتھوی راج تلوار چلاتے ہیں - پربھو راؤ گر جاتا ہے - اور پرتھوی راج اُس کے سینہ پر تلوار رکھ دیتے ہیں)

پرتھوی راج - کیوں شیخی باز! اب پرماتما کو یاد کر لے - یہ تیری آخری گھڑی ہے +

پربھو راؤ (روتے روتے نہایت عاجزی سے) جمنا!

جمنا - بھائی! یہ تم کیا کر رہے ہو؟ آخر یہ میرے سوامی ہیں - مَیں ان کی بے عزّتی کیسے دیکھ سکتی ہوں +

پرتھوی راج - پربھو راؤ!

پربھو راؤ - پرماتما کے لئے مجھے چھوڑ دو - مَیں اب سے جمنا کو کچھ نہ کہوں گا +

پرتھوی راج - راجپوت لفظ کے تاریک دھبے! معافی مانگ +

پربھوراؤ۔ جمنا! تمہارے پاؤں پڑتا ہوں۔ اب معاف کر دو؟

جمنا۔ بھائی! انہیں چھوڑ دو۔ یہ میرے لئے دیوتا سے بھی بڑھ کر ہیں ؛

پرتھوی راج (چھوڑ کر) پربھوراؤ! یاد رکھنا۔ تمہاری جان بچانے والی وہی جمنا ہے۔ جس کے ساتھ کمینہ سلوک روا رکھنے میں تم نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ؛

پربھوراؤ۔ اب آیندہ یہ غلطی نہ ہوگی ؛

پرتھوی راج۔ اس سبق کو یاد رکھو گے ؟

پربھوراؤ۔ یاد رکھوں گا ؛

پرتھوی راج۔ اگر مَیں نے سُنا۔ کہ تُم نے جمنا کو دو سخت لفظ کہے ہیں۔ تو یاد رکھنا۔ مَیں تمہاری گردن توڑے بغیر آرام نہ کروں گا۔ سُنا؟ وہ پرتھوی راج کی بہن ہے ؛

پربھوراؤ۔ ہاں سُن لیا ؛

پرتھوی راج۔ جمنا! چلو۔ ان بدمعاشوں کے اڈّے سے باہر چلو۔ تمہارا یہاں کیا کام ہے ؛

(دونو کی روانگی)

پربھوراؤ۔ پرتھوی راج! تُم نے میری بے عزّتی کر لی۔ اب انتقام کے لئے تیار رہو ؛

چھٹا منظر

تارا کا باغیچہ

شام سے کچھ دیر پہلے

(تارا اکیلی ٹہل رہی ہے)

ٹھُمری

کون دل کی بتھا کو مٹائے سکے بن واہی سلونے سانوریا
دیوا اپنے ہی ہاتھوں سے واکو ہیا کیو موہیں تو بالم باوریا
رہیو گھیر کے گھور اندھیرا ہیا تے ہی دُور کرے کو بنا پیا کے
اپنے پریم سے دل میرا میری سکھی بھر دیت ہے بن کر بھانوریا

نثر۔ یہ آج کیا ہو رہا ہے۔ میرا دل دھڑکتا ہے۔ دائیں آنکھ پھڑک رہی ہے۔ پرماتما تُو اُن کو حفاظت سے رکھ۔ مَیں اَور کچھ نہیں چاہتی + (پھر گانے لگتی ہے)

وہ مٹھاس نہیں وہ خیال نہیں رس رنگ وہ پہلا سا ڈھنگ نہیں
پری پاٹن لوٹے انا ورسوں۔ نہیں بھاوت چاند کی چاندنیا ل
چھپے چندر ما تارا سبھی گھن میں۔ کالی ریتا ہے سر پر آن کھڑی
کبھی شوک کریں، کبھی دل کو ملیں کبھی رووت دھووت کا ملیاں

(کچھ دیر چپ رہنے کے بعد) مگر یہ خیال اُن کو کیوں ہُوا۔ مَیں نے بھی

اُن کو شکایت کا موقعہ نہیں دیا۔ پھر میرے خوش نصیبی کے نیلے آسمان پر یکا یک یہ کالی گھٹا کیوں چھا گئی ؟

(داسی کا داخلہ)

داسی۔ رانی ـــــ

تارا۔ مَیں رانی نہیں ہُوں۔ مجھے صرف تارا کہو ؟

داسی۔ کیوں راجکماری ! یہ کیا کہہ رہی ہو ؟

تارا۔ میرے پاس اِس "کیوں" کا کوئی جواب نہیں۔ مجھے نہ رانی کہو نہ راجکماری۔ مَیں صرف تارا ہوں۔ اس سے زیادہ عزّت کے کسی خوبصورت لفظ کی مجھے کوئی ضرورت نہیں ؟

داسی۔ مَیں معمولی عقل کی عورت اس قسم کی باتوں کو کیا سمجھ سکتی ہوں۔ آج تک جو کہتی آئی ہوں۔ وہی اب کہونگی۔ رانی ! ایک عورت آپ سے ملنا چاہتی ہے ؟

تارا۔ کون ہے ؟

داسی۔ کوئی تکلیف زدہ معلوم ہوتی ہے ؟

تارا۔ آنے دو ؟ (داسی کی روانگی)

تارا۔ یہ مجھ پر کتنا خوفناک اور اس کے ساتھ ہی کتنا غلط الزام ہے۔ کہ مَیں سلطنت چاہتی تھی۔ کاش یہ خیال اُن کے دل میں آنے سے پہلے ہی مجھے موت آجاتی تو آج ـــــ

(پھر گانے لگتی ہے)

گانا

کون دل کی بتھا کو مٹائے سکے بن وا ہی سلونے سانو ریا
دیوا اپنے ہی ہاتھوں سے وا کو ہیا کٹو موہیں تو بالم بانو ریا

(داسی کے ساتھ تمسا کا بحالت غیر داخلہ)

تارا (حیرت سے) تم کون ہو؟

تمسا۔ مجھے نہ تُم جانتی ہو۔ نہ جاننے کی ضرورت ہے۔

تارا۔ اچھا تو تم یہاں کس غرض سے آئی ہو؟

تمسا۔ صرف تمہاری بہتری کے لئے۔

تارا۔ میری بہتری کے لئے؟

تمسا۔ ہاں! ہاں تمہاری بہتری کے لئے (کچھ دیر چُپ رہنے کے بعد) پرتھوی راج کہاں ہیں؟

تارا۔ سرو ہی گئے ہیں۔

تمسا۔ اور تم!——

تارا۔ میں ساتھ نہیں گئی۔

تمسا۔ تو اُٹھو۔ تیاری کرو۔ اور فوراً روانہ ہو جاؤ۔

تارا۔ مگر اس سے فائدہ؟

تمسا۔ پرتھوی راج کی زندگی خطرے میں ہے۔

تارا۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟

تمسا۔ پربھو راؤ پرتھوی راج کے خُون کا پیاسا ہے۔

تارا۔ نہیں یہ ناممکن ہے +

تمسا۔ میں اُسے تمہاری نسبت زیادہ اچھّی طرح سے جانتی ہوں۔ وہ کمینہ۔ بزدل۔ ذلیل۔ بے اصول بدمعاش ——— بس مجھ سے زیادہ مُنہ نہ کھلواؤ۔ ورنہ وہ راز بے نقاب ہو جائیگا جس سے تم مجھ سے نفرت کرنے لگوگی +

تارا۔ تم پربھوراؤ کو جانتی ہو؟

تمسا۔ میں اس کی ایک ایک رگ سے واقف ہوں۔ وہ سوتے ہوئے کو چھُری سے مار سکتا ہے۔ کھانے میں زہر دے سکتا ہے مکان میں آگ لگا سکتا ہے۔ میری موجودہ حالت کا ذمّہ دار وہی ہے ——— (تیزی سے روانگی)

تارا۔ وہ مصیبت میں ہیں۔ اب رُوٹھنا اور تنے رہنا مجھے زیب نہیں دیتا۔ مجھے اُن کے ساتھ ہی جانا چاہیئے تھا۔ جہاں جاتے جس طرح رکھتے۔ ساتھ رہتی۔ غصّے کے دو لفظ سُن کر مجھے کیا ہو گیا۔ میرے کانوں میں کوئی کہہ رہا ہے۔ کہ تو ان سے نہیں مل سکے گی۔ کیا ——— کیا ——— نہیں پرماتما۔ پرمیشور اُن کی حفاظت کر۔ اور جب تک میں نہ پہنچ جاؤں۔ اُسوقت تک آگ۔ چھُری۔ زہر۔ سازش سے اُنہیں بچا۔ میرا غُصّہ پانی پانی ہو گیا۔ میرا غرور خاک میں مل گیا۔ مجھے اُن کے پاس جانا ہے مجھے اپنی زندگی کے سہارے کو دغاباز ہاتھوں سے بچانا ہے

ناتھ! میں آرہی ہوں۔ تمہاری تارا تمہارے پاس پہنچنے کو ہے *

ساتواں منظر

پرتھوراؤ کا محل

دوپہر

(پرتھوی راج اکیلے ٹہل رہے ہیں)

پرتھوی راج۔ آج مجھے کیا ہو رہا ہے۔ کوئی غیبی طاقت مجھے چتوڑ کی طرف کھینچ رہی ہے۔ وہی محبت اور غرور کے آنسوؤں سے بھری ہوئی رسیلی آنکھیں میرے سامنے پھر رہی ہیں۔ مجھے کیا ہو گیا تھا میں نے اسے کیا کہدیا۔ اوہ! یہ میری غلطی تھی تارا! مجھے معاف کر۔ محبت کی دیوی۔ میرے لفظوں کو بھلا دے *

(پرتھوراؤ کا داخلہ)

پرتھوراؤ۔ تو کیا آج ہی کا ارادہ ہے ؟

پرتھوی راج۔ ہاں بھائی اب آج ہی چلا جاؤں تو اچھا ہے *

پرتھوراؤ۔ اگر دو دن ٹھہر جائیں تو کیا حرج ہے ؟

پرتھوی راج۔ میرا دل اُداس ہو گیا ہے *

پرتھوراؤ۔ سمجھ گیا۔ چتوڑ کے راج محل کی کھڑکی سے دو محبت کے

رس میں ڈوبی ہوئی خوبصورت آنکھیں آپ کا انتظار کر رہی ہیں آپ کو اُن کا تصوّر بیتاب کئے دیتا ہے ؞

پرتھوی راج - تمہارا خیال درست ہے ؞

پربھو راؤ (اپنے آپ سے) وہ آنکھیں تمہارا انتظار کرتی رہیں گی - مگر تمہیں دیکھ نہ سکیں گی ؞

(جمنا کا داخلہ)

جمنا - تو اب آخری فیصلہ ہے - کہ آج ہی چلے جاؤ گے ؟

پرتھوی راج - ہاں میری پیاری بہن ! آج ہی چلا جاؤں گا ؞

جمنا - تو ٹھہر جاؤ - میں نے اپنے ہاتھ سے تمہارے لئے مٹھائی بنائی ہے - وہ ساتھ لیتے جاؤ ؞

(جمنا کی روانگی)

پربھو راؤ - آپ کو معلوم ہے - سروہی کی کونسی چیز دُور دُور تک مشہور ہے ؟

پرتھوی راج - نہیں ؞

پربھو راؤ - لڈّو - یہ دیکھو میں نے آپ ہی کے لئے تیار کرائے ہیں ؞

پرتھوی راج - باندھ دو ؞

پربھو راؤ - ذرا کھا کر تو دیکھئے ؞

پرتھوی راج - اِس وقت بھوک نہیں ہے ؞

پربھو راؤ - مگر ذرا دیکھئے تو سہی - آپ کو میری قسم ہے - کھا کر دیکھئے ؞

پرتھوی راج - بھائی اتنا اصرار کیوں کرتے ہو لاؤ دیکھوں ٭

(دو لڈّو کھا جاتے ہیں)

پربھو راؤ - کیوں کیسے ہیں ؟

پرتھوی راج - بہت عمدہ ہیں - لیکن کچھ کڑوے ہیں - تو تم میرے راج تلک میں آؤ گے نا ؟

پربھو راؤ ضرور آؤں گا - آپ بے فکر رہیں ٭

پرتھوی راج - یہ کیا ؟ سر چکّر کھانے لگا - اس کی وجہ کیا ہو سکتی ہے ٭

پربھو راؤ - (اپنے آپ سے) معلوم ہوتا ہے - زہر نے اپنا اثر شروع کر دیا ٭

(جمنا مٹھائی لئے ہوئے داخل ہوتی ہے)

پرتھوی راج - جمنا میرا سر چکرا رہا ہے - ذرا پانی تو لے آؤ ٭

جمنا - اس وقت سر چکرانے کا کیا باعث ہے ؟ (روانگی)

پرتھوی راج - پربھو راؤ - سچ کہو - لڈوؤں میں کیا زہر ملا ہوا تھا ؟

(جمنا پانی لئے ہوئے آتی ہے)

جمنا - لو بھائی پیو - طبیعت ابھی درست ہو جائیگی ٭

(پرتھوی راج پانی پیتے ہیں)

پرتھوی راج - پربھو راؤ ! چُپ کیوں ہو - بولو - کیا تُم نے مجھے زہر دیدیا ہے ؟

پربھو راؤ - اِس وقت انکار کرنا بیکار ہے - جو تُم سمجھتے ہو - وہ بلاشبہ ٹھیک ہے ٭

پرتھوی راج۔ تو یہ کس کا کام ہے ؟

پربھو راؤ۔ میرا ۔

پرتھوی راج۔ یہ پہلا موقع ہے۔ جب تم نے اپنی زندگی میں سچ بولا ہے۔ میں تمہیں بزدل۔ کمینہ۔ بدمعاش اور شرابی سمجھتا تھا۔ مگر یہ خیال نہ تھا۔ کہ تم ایسے دغاباز بھی ہو سکتے ہو۔ اچھا پربھو راؤ! میں نے تمہارا کیا بگاڑا تھا ؟

پربھو راؤ۔ تمہاری شہرت تمہاری دشمن تھی۔ ہر جگہ اور ہر وقت تمہاری تعریف سن سن کر میں تنگ آ گیا۔ مگر اس دفعہ تم نے آخری کسر بھی پوری کر دی۔ اپنی بہن کے سامنے مجھے ذلیل کر کے تم نے میرے غصے کو پوری طاقت سے جگا دیا۔ یہ اسی کا بدلہ ہے ۔

پرتھوی راج۔ بہت اچھا۔ میں اس دغابازی کے لئے تمہیں اب مرتے ہوئے اس وقت بھی سزا دے سکتا ہوں۔ لیکن نہیں۔ ——— تم میری بہن جمنا کے خاوند ہو ۔

جمنا (روتے روتے) حکیم بلاؤں ؟

پربھو راؤ۔ ساری دنیا میں کوئی ایسا حکیم نہیں ہے۔ جو اس زہر کا اثر دور کر سکے ۔

جمنا۔ کیوں ؟

پربھو راؤ۔ اس کی دوا حکیموں کی کسی کتاب میں نہیں لکھی ۔

پرتھوی راج۔ جمنا! اب مجھے چھوڑ کر نہ جانا۔ میرے مرنے میں زیادہ

دیر نہیں آنکھیں جل رہی ہیں۔ دُنیا سیاہی میں تبدیل ہو رہی ہے اور کان بہرے ہو رہے ہیں۔

پربھو راؤ۔ سچ ہے جمنا! پرتھوی راج اب چند ہی لمحوں کا مہمان ہے اس پر تمہیں بہت فخر تھا۔ بولو اب یہ فخر مٹا یا نہیں؟

جمنا۔ (گھٹنے ٹیک کر) پرماتما! پرماتما! حفاظت کرو۔ پتہ نہیں۔ میرا سوامی آدمی ہے یا شیطان کیا آدمی ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ جس آدمی میں باپ بھائی کی محبت ہے۔ جو دُوسرے کی خاطر اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ جو ایثار کے میدان میں دیوتاؤں سے بھی اُوپر ہے۔ جو محبت کھاتا محبت پیتا اور محبت اُگلتا ہے۔ جو محبت کے لئے اپنی جان تک قربان کر دیتا ہے۔ کیا وہی آدمی اتنا کمینہ۔ ایسا شیطان بھی ہو سکتا ہے کہ ذرا سی بات پر اپنے قریبی رشتہ دار کو کھانے میں زہر دیدے۔ نہیں۔ نہیں۔ یہ آدمی نہیں۔ دُور فاصلے پر کھڑے ہیں۔ ڈسنے والا ناچیز کیڑا ہے۔ اور یہ میرا خاوند ہے۔ پرماتما! میں نے پچھلے جنم میں کون سے پاپ کئے تھے۔

پرتھوی راج۔ جمنا! جمنا!

پربھو راؤ۔ جمنا! اپنے بھائی کی بات سُنو۔ پھر اس کے لئے ساری عُمر ترستی رہو گی۔

(پربھو راؤ کا چلے جانا)

پرتھوی راج۔ جمنا! میری پیاری بہن ——

جمنا (پرتھوی راج کا سر اپنی گود میں لے کر) معاف کرو۔ بھائی یہ سب میرا قصور ہے۔ اگر میں تجھے یہاں نہ بُلاتی۔ تو یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ تم نے مجھے بے عزّتی سے بچایا۔ مگر میں تمہیں موت کے جبڑوں سے نہ بچا سکی +

پرتھوی راج۔ اب رونے سے کیا بن سکتا ہے۔ خاموش ہو کر میری بات سُنو۔ اب موت میری طاقت چھین رہی ہے میں زیادہ نہیں بول سکتا —— جمنا! اگر تمہیں تارا سے ملنے کا اتّفاق ہو۔ تو اس سے کہہ دینا۔ کہ پرتھوی راج تم سے معافی مانگ کر مرا ہے۔ آخری —— دم میں بھی اُسے تم سے محبّت تھی —— پھر وسبہ ——

بھی —— تھا۔ اپنے سلوک کے لئے —— وہ بہت شرمندہ — تھا —— ت —— ت —— ب —— م

اُسے —— م —— م —— معاف کر دو ——

ا —— ا —— ان —— دھیرا —— ہو —— ہو —— گ

گ — کہدینا —— میں —— م —— م ——

(تڑپ کر مرجاتے ہیں)

جمنا۔ بھائی! بھائی!! (روتے روتے) افسوس دیا بجھ گیا۔ سونے کے قفس سے چڑیا اُڑ گئی۔ اب یہ میرے کس کام کا ہے (گود سے

زمین پر رکھ کر) بہادر۔ دلاور۔ فراخ دل بھائی چل۔ میں بھی تیرے ساتھ آتی ہوں۔ میرا اب یہاں کون ہے۔ جب وہ مجھ سے سختی کا سلوک کرتا تھا۔ تو تمہارا نام لے کر اُسے ڈرا دیتی تھی۔ اب کس کا نام لُونگی۔ تُم بہادر تھے۔ حوصلہ مند تھے۔ تمہاری شہرت بھارت ورش میں ہمیشہ کے لئے زندہ رہے گی۔ اور تُم مر کر بھی لوگوں کے دلوں پر حکومت کرو گے۔ کون تارا! (تارا کا داخلہ)

تارا۔ کہاں ہیں میرے پران ناتھ؟

جمنا۔ یہ ہیں (آہ سرد بھر کر) تمہارے پران ناتھ۔

تارا۔ زمین پر لیٹے ہیں۔ چہرہ کالا ہے۔ آنکھیں بند ہیں۔ جمنا! کیا ہُوا۔ بولو (جھک کر) پران ناتھ! میں آگئی۔ ہیں! کوئی جواب نہیں۔ جمنا! (آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں)

جمنا۔ تارا! کیا دیکھتی ہو؟ اب پرتھوی راج اس دُنیا میں نہیں۔

تارا۔ جمنا! جمنا!! یہ تم نے کیا کہہ دیا؟

جمنا۔ کیا کہوں بدنصیب تارا! پرتھوی راج کو دھوکے سے زہر کھلایا گیا۔

تارا (چونک کر) کس نے زہر کھلایا؟

جمنا۔ میرے ہی گُنہگار خاوند نے۔

تارا پرتھوی راج نہیں ہیں۔ تو یہ سچ ہے۔ نہیں یہ نہیں ہو سکتا سارے جسم کا خُون دماغ میں جمع ہو گیا ہے۔ میں کچھ نہیں سمجھ سکتی

پرتھوی راج نہیں ہیں۔ درخت ہیں۔ زمین ہے آسمان ہے۔
پرندے ہیں۔ میں ہوں۔ پھر صرف پرتھوی راج ہی کیوں
نہیں ہیں۔ میرے سوامی۔ میرے مالک۔ دل کے دیوتا۔ آہ!
میں کیسی بدنصیب ہوں*

جمنا۔ ہم دونو بدنصیب ہیں تارا! تمہارا سوامی گیا۔ میرا بھائی۔ آؤ دونو
پٹ کر رو ئیں۔ اور دنیا بھر میں تباہی مچادیں۔ ہم بھارت ورش
کی عورتیں ہیں۔ ہماری آہوں میں تاثیر ہے*

تارا۔ تو وہ چلے گئے۔ اتنا غرور۔ ایسا تکبر۔ جاتے وقت ایک بات
بھی نہیں کی۔ میری طرف ایک دفعہ دیکھنے کی بھی ضرورت نہ سمجھی۔
میں نے ایسا کونسا پاپ کیا تھا؟

جمنا۔ تارا! مرنے سے پہلے بھائی تم سے معافی مانگ گئے ہیں*

تارا۔ معافی؟ یہ جھوٹ ہے جمنا! وہ بڑے مغرور تھے۔ بڑے بیدرد
بڑے بے ترس تھے۔ بغیر کہے چلے آئے۔ مگر میں ان کا دامن نہ
چھوڑوں گی۔ جاؤ کہاں جاتے ہو۔ جنگل۔ پہاڑ۔ سمندر۔ میدان
جہاں جہاں جاؤ گے۔ یہ تمہاری تارا تمہارے پیچھے پیچھے آئیگی
اس دنیا میں۔ دوسری دنیا میں۔ زمین کے نیچے۔ آسمان کے
اوپر۔ آہ! میں ہر جگہ تمہارا تعاقب کروں گی۔ اور تمہیں حاصل
کئے بغیر چین نہ لونگی۔ مجھے کون روک سکتا ہے کون ——

(پربھوراؤ کا داخلہ)

یہ کون ہے؟

جمنا۔ وہی جس نے بھائی کو زہر دے کر مار دیا ہے ؛

تارا۔ تُو وہی ہے؟

پرتھوی راؤ۔ ہاں میں وہی ہوں (جھک کر) کیوں بُزدل! اب زمین پر پڑا کیا دیکھ رہا ہے۔ تلوار کیوں نہیں اُٹھاتا۔ کمینہ۔ ذلیل! پرتھوی راؤ مقابلہ کرنے چلا تھا ؛

تارا۔ چُپ! بیحیا! تو کیا بول رہا ہے؟

پرتھوی راؤ۔ اوہ! تُو دھمکیاں دیتی ہے۔ مگر مَیں تیری ذرا بھی پروا نہیں کرتا ؛

تارا۔ بس خاموش رہ۔ اور میری آنکھوں کے سامنے سے ٹل جا ورنہ ——

پرتھوی راؤ۔ ورنہ کیا ہو گا؟

تارا۔ جس طرح مَیں اپنے سوامی کی لاش دیکھ رہی ہوں۔ اسی طرح تیری بیوی کو تیری لاش کا منظر دیکھنا ہو گا ؛

پرتھوی راؤ۔ اوں۔ آئی ہے بڑی شیرنی۔ تو آخر اسی کمینے۔ اسی بدمعاش۔ اسی بُزدل۔ اسی جواری کی بیوی ہے۔ جس نے پہلے جے مل سے محبت کی۔ پھر موہت سنگھ سے دل لگایا۔ پھر اس سے بیاہ کیا۔ اور اب ——

تارا۔ بس خبردار! مَیں اب ایک لفظ بھی سُننا نہیں چاہتی ؛

پرتھوی راؤ۔ ...... میرے ساتھ رہے گی ؛

تارا۔ تو تیری موت یقینی ہے ✤

(تلوار لے کر حملہ کرتی ہے۔ جمنا کُود کر درمیان میں آ جاتی ہے
اور قتل ہو جاتی ہے۔ تارا حیرت سے کھڑی رہتی ہے)

جمنا۔ بس تارا! بس کر۔ اب قتل کے بدلے قتل ہو گیا۔ تو ان کو معاف
کر دے ✤

پر بھو راؤ۔ مگر ابھی میرا بدلہ باقی ہے ✤

جمنا۔ ناتھ ــــــ

پر بھو راؤ۔ یہ ناممکن ہے ✤

(پر بھو راؤ تلوار لے کر تارا پر جھپٹتا ہے تمسا تلوار لئے ہوئے تیزی سے داخل ہوتی ہے)

تمسا۔ ٹھہر جا کمبخت پر بھو راؤ! ٹھہر جا ✤

پر بھو راؤ۔ کون ہے تُو؟

تمسا۔ تیری موت۔ تیرے گُناہوں کا نتیجہ تیرے اعمال کی سیاہی۔
تیری بُرائیوں کا آئینہ ✤

پر بھو راؤ۔ تُو اب کیوں آئی ہے؟

تمسا (پرتھوی راج کی لاش دیکھ کر) تارا! تُو دیر سے آئی ہے۔ اگر
ذرا پہلے آ جاتی۔ تو ــــــ

(تلوار لے کر پر بھو راؤ پر حملہ آور ہوتی ہے۔ پر بھو راؤ
مقابلہ کرتا ہے۔ مگر آخر قتل ہو جاتا ہے)

تمسا۔ اسی نے میرا فخر۔ میرا غُرور۔ میرا ناز مجھ سے چھینا۔ اسی نے

مجھے دُنیا بھر میں ذلیل کیا۔ میرا دھرم خراب کیا۔ میری دُنیا بگاڑی۔ میری عاقبت خراب کی۔ عورت جس چیز پر دُنیا کے سامنے سر اُٹھا کر چلتی ہے۔ وہ مجھ سے چھین لی۔ اور —— آخر قُدرت نے اسے میرے ہی رستے میں ڈال دیا۔ اور اب ——

کیوں پربھوراؤ! کیا حال ہے؟

پربھوراؤ۔ آہ! آہ!! میں مرا۔ تارا! مجھے معاف کر۔ جمنا! میرے گناہ بخش۔ تمسا! یہ تُو نے کیا کر دیا۔ کاش تُو مجھے نہ مارتی +

تارا۔ سب نے اپنا اپنا فرض ادا کیا۔ اب میری باری ہے +

(تلوار چھاتی میں مار کر زمین پر گر جاتی ہے)

تمسا۔ تارا! یہ تُو نے کیا کر لیا؟ غریب لڑکی!

تارا۔ میں نے وہی کیا ہے۔ جو بھارت ورش کی لڑکیوں کا دھرم ہے۔ اور موت —— مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ تُو ایسی میٹھی۔ ایسی آرام دہ ہے۔ چل! مجھے وہیں لے چل۔ جہاں میرا سوامی مجھ سے رُوٹھ کر گیا ہے۔ میں اسے فوراً منا لونگی (تمسا سے) تو اب رُخصت دو۔ وداع ہوتی ہوں +

تمسا۔ تارا! میری پیاری بہو! تُو نے کیا کر لیا؟

تارا۔ آج میری سُہاگ رات ہے۔ میں اُن سے ملنے جا رہی ہوں۔ مجھے دُعا دو +   (دم توڑ دیتی ہے)

تمسا۔ تارا! تارا!! (روتے روتے) تارا!!! تُو بھی چلی گئی۔ تو

اب میرا یہاں کیا کام ہے - خاوند کی محبّت گئی - بیٹا گیا - بھتیجا گیا - بھتیجے کی بیوی گئی - اور جس کے سبب یہ سب کچھ ہُوا - وہ بھی گیا ——— اب میرا یہاں کیا کام ہے - چل - تمسا!! اب زیادہ نہ ٹھہر - جمنا اور تارا کے پیچھے پیچھے چلی چل - تو بھی بچ جائیگی - وہ دونو دیویاں ہیں - اُن کے لئے سورگ کے دروازے کُھلیں گے - شائد ان کی بدولت تیرے بھی گُناہ معاف ہو جائیں ÷

(تلوار مار لیتی ہے)

اندھیرا ——— اندھیرا ——— ہیں کیا ——— اور ——— موت کیسی تکلیف دہ ہے - تارا تو کہتی تھی - یہ میٹھی ہے - مرنا آسان ہے - مگر ——— مگر ——— مَیں گنہگار ہُوں ——— مَیں نے بہت گُناہ کئے ہیں ——— اوہ

(مر جاتی ہے)

ڈراپ

شیخ عنایت اللہ پبلشر نے فیروز پرنٹنگ ورکس لاہور میں باہتمام عبدالحمید خاں پرنٹر کے چھپوا کر تاج کمپنی لیمیٹڈ قرآن منزل ریلوے روڈ لاہور سے شائع کی